

فِئْتَةُ وَضْعِ حَدِيثِ
اور
مَوْضُوعِ احَادِيثِ
کی پہچان

محمد سعید عالم قاسمی

اہلحدیث ٹرسٹ، مرکزی جامع مسجد اہلحدیث کراچی، کراچی

فہرست

۴	پروفیسر فضل الرحمن گٹوری	تقریب
۶	مولانا محمد فاروق خاں	دیباچہ
۹		مقدمہ
۱۵	حدیث ایک اصولی بحث	پہلا باب
۱۸	حدیث کے معنی	
۱۹	حدیث کی تعریف	
۲۱	حدیث اور سنت	
۲۲	حدیث قدسی	
۲۳	حدیث اور سیرت	
۲۴	قرآن اور حدیث	
۲۵	تشکیل شریعت میں حدیث کا مقام	
۲۷	صحابہ کرامؓ کا حدیث میں اہتمام	
۳۰	حدیث کے لیے سفر	
۳۳	حدیث کی تدوین	
۳۶	طبقات کتب حدیث	
۳۸	اسلامیات حدیث	
۳۹	حدیث کے مناظر میں صحابہؓ کی احتیاط	
۴۲	وضع حدیث پر وعید	
۴۶	وضع حدیث کی جہالت	
۴۹	موضوع روایت کا حکم	
۵۱	واضعین حدیث کا حکم	
۵۲	وضع حدیث کے اسباب اور محرکات	دوسرا باب

۵۳	وہج حدیث کی ابتدا
۵۵	رواغض و غوارج اور وہج حدیث
۵۷	شیخہ اور وہج حدیث
۶۱	اہل سنت اور وہج حدیث
۶۳	شان نبوت میں غلو
۶۸	فقہی اور مسلکی اختلاف
۷۰	بادشاہوں اور امیروں کی خوشنودی
۷۲	ایک بے بنیاد الزام
۷۳	ترغیب اور ترہیب
۷۵	زہد اور تقویٰ
۷۹	شہرت اور مقبولیت
۸۰	عجوبہ پسندی
۸۲	قرآن کی تلاوت اور تفسیر
۸۵	کچھ اور اسباب
۹۰	موضوع احادیث کی پہچان
۹۰	موضوع احادیث اور محدثین کی خدمات
۹۳	سند میں وضع کی علامت
۹۸	متن میں وضع کی علامت
۱۱۱	موضوع روایات
۱۱۱	عقائد سے متعلق موضوع روایات
۱۱۸	عبارات سے متعلق موضوع روایات
۱۲۱	نبی کریم سے متعلق موضوع روایات
۱۲۶	انبیاء کرام سے متعلق موضوع روایات

تیسرا باب

چوتھا باب

- ۱۳۹ صحابہ کرامؓ اور اولیاءؒ سے متعلق موضوع روایات
- ۱۳۶ علم اور طہار سے متعلق موضوع روایات
- ۱۴۱ اخلاق و آداب سے متعلق موضوع روایات
- ۱۴۷ زہد و تصوف سے متعلق موضوع روایات
- ۱۵۰ عورتوں سے متعلق موضوع روایات
- ۱۵۴ کھانے پینے سے متعلق موضوع روایات
- ۱۵۸ امراض و علاج سے متعلق موضوع روایات
- ۱۶۰ آیام و مقامات سے متعلق موضوع روایات
- ۱۶۶ والدین سے متعلق موضوع روایات
- ۱۶۸ متفرق موضوع روایات
- ۱۷۵ حوالہ جات

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

تقریب

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولنا الامین وعلیٰ آله واصحابہ الطاہرین وبعثنا
 نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت کا قرآن کریم سے ناقابل انقطاع تعلق ہے۔ قرآن کریم کو مکمل طور سے
 سمجھنا یا اس پر عمل کرنا حضور اکرم کی مبارک شخصیت علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے بغیر ناممکن ہے۔ چنانچہ حدیث، جو
 رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول، فعل اور تقریر سے عبارت ہے، قرآن کریم کے پہلو بہ پہلو ہر ہدایت انسانی کا اور سراہہ ترین
 سرچشمہ رہی ہے۔ حدیث کی اہمیت مگر اتنی ہی نہیں ہے کہ وہ قرآن کریم کی مستند ترین علمی و عملی شرح و تفسیر ہے بلکہ قرآنی تعلیمات کی
 اساس پر جو بے مثال انقلاب دنیائے انسانیت میں برپا کیا گیا اس کی علمی تکمیل کی حقیقی اور صحیح ترین تصویر بھی پیش کرتا ہے۔
 مزید برآں یہ دہ خدائی بھی فراہم کرتی ہے کہ قرآنی تعلیمات کی بنیاد پر روحانی، اخلاقی، سیاسی، سماجی، مادی و فنی ہر ایک ہر
 انسانی انقلاب لانے کے ذرائع، وسائے، اصول اور طریقے کیا ہیں۔ حدیث کی اس سرگازنا اہمیت کے پیش نظر
 ابتداء ہی سے اس بات کی بھرپور جدوجہد کی گئی کہ اس سرچشمہ ہدایت میں کسی قسم کی کوئی عارضی مداخلت شامل نہ ہونے پائے
 اور اس کے آپ مصفا کو کوئی بیرونی شے نہ مداخلت کرنے پائے۔ چنانچہ جن اصحاب نظر اور صاحبان حریت کو پروردگار
 عالم کی طرف سے حدیث کو حج کرنے کی توفیق دی گئی ان کو یہ بصیرت بھی عطا کی گئی کہ وہ حدیث کے ذریعہ حاصل کردہ جاہلیت
 کی کوہ درتوں سے تمیز کر سکیں اور اسے اپنی حقیقی اور اصل طبیعت کے ساتھ باقی رکھ سکیں۔ ان جاہلیت لوگوں نے
 جعلی اور منہی روایات کے گرد و غبار کے طوفان کو جو ظہور اسلام کے بعد کی جاہلیت نے حدیث کے آئینے کو کھردرانے
 کے لیے وقتاً فوقتاً اٹھایا، اپنی تحقیق کی بے پناہ بدبشروں سے تشویش کر کے ہمیشہ کے لیے آئینہ سرحدیث کو مجھلا و مٹھا
 کر دیا۔ حدیث کے داخلی و خارجی نقدر مسند متین حدیث کی جانچ پڑتال، رواد حدیث کے احوال اور ان کی ثقافت
 کی تحقیق و تفتیش، قرآن کریم کے آباء و معزز انفاذ و معانی سے مطابقت و مناسبت، عقل و فکر کے میاں پر پرکھنا،
 فرسنگ پر مکن اصول طریقے کا استعمال کیا گیا تاکہ حدیث رسول جلی اور منہی روایتوں سے قطعی طور سے ممتاز ہو سکے۔

ان کوششوں کا اجمال سا جائزہ بھی ان سلف ماسئین کی بے پناہ جدوجہد کا پتہ دے سکتا ہے۔ حرث کے نا پید اکل ذخیرے کو چھان بھٹک کر یہ لکے لڑاکو کون سی روایت واقعی حرثِ رسول ہے اور اس کا تساب رمان کب یہ اصلوگہ والسلام کی طرف درست ہے اور کون سی روایت وضع و عمل کا نتیجہ ہے اور ختمِ اصلِ ملی اللہ علیہ وسلم پر پیمان، کوئی معمولی درجہ کا نام ہے۔ یہ قسبہ بلند لاجس کو لگ گیا۔

عربی زبان میں کتنی ہی کتابیں ایسی ہیں جنہوں نے حرثِ رسول کو جعلی وضعی روایتوں سے میز کرنے کے ذریعہ مرثِ اصول بتائے ہیں بلکہ علما ان اصول کو ذخیرہ روایات پر تبلیغی کے جعلی اور وضعی روایات کی نشان دہی کرنے کے مجموعے بھی تیار کر دیئے ہیں تاکہ شہر نفس ان کا علم حاصل کر سکے، انوس کی بات یہ ہے کہ ہلکی اور دھند بان بیک اس فن اور اس کے جواہر پاروں سے ہی دامن تھی، لکھنؤ لکھنوی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے قائم شدہ دینیات مولانا سوادیم صاحب کو اللہ نے توفیق بخشی اور انھوں نے اس کی کوپرا کرنے کی طرف توجہ دی۔ آپ کی کتاب "فقہہ وضعیہ حرث" اور موضوعاتِ احادیث کی پہچان "از روزبان میں میرے علم اطلاع کی حد تک اس سلسلہ کی اولین کوشش ہے۔ زیر نظر مواد اس کتاب کا دوسرا ایڈیشن ہے۔ مولانا سوادیم صاحب نے کوشش کی ہے کہ کسی روایت کو جعلی اور وضعی قرار دینے کے اصولوں کو پیش کرنے کے ساتھ ان وضعی روایات کا ایک قابلِ ملاحظہ مجموعہ بھی تیار کرنے کے ساتھ بتائے۔ آپ نے اس فن کے اندر کی کوششوں سے استفادہ کیا ہے۔ چنانچہ توجہ ہے کہ آپ کی اس کتاب سے بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی، میں نے یہ کتاب بالاستیما بپڑھی ہے۔ واقعہ ہے کہ اس طرح کی کتاب کی ضرورت ان لوگوں کو بہت زیادہ ہے جو براہِ راست عربی زبان سے استفادہ نہیں کر سکتے جس کی وجہ سے کتنی ہی جعلی اور گھڑی ہوئی روایات کو رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ مجہد بیٹھنے کی غلطی میں مبتلا رہتے ہیں۔ اس کتاب سے بہت سا گرد و غبار جھپٹ جانے کی توقع ہے۔ اس دوسرے ایڈیشن میں مستند اطلاعات کی گئی ہیں اور اس پر کوشش ثانیہ نقشِ اول سے بہتر ہو گا، اگرچہ زیر نظر ایڈیشن کو بھی مزید بہتر بنانے کی گنجائش سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اسی طرح وضعی اور جعلی روایات کا ایک مکمل اور مستند مجموعہ بھی اللہ ہی میں وجود میں آجائے۔ لکھنؤ لکھنوی وضعی روایات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اسلام سے منسوب کرنے سے علی وجہ البعیرت پر سبز کر سکیں۔ واما ذاک

علی اللہ تعالیٰ

پروفیسر فضل الرحمن

سابق ڈین نیکلٹی دینیات، مسلم یونیورسٹی علی گڑھ

داستانہ التفسیر والحدیث، جامعہ اسلامیہ، مدرسہ اسلامیہ، ارباض

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

دیباچہ

اسلامی تعلیمات کے بنیادی اخذوں میں قرآن کریم کے ہدایہ آمیز اصولی اصول کار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امارت سے کوئی بھی مسلم بے نیاز نہیں ہو سکتا۔ قرآن میں ہے۔

وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُحِزِلُ إِلَيْهِمْ

(۱۶ : ۴۴)

”اے نبیؐ، اور ہم نے یہ ذکر (قرآن) تم پر نازل کیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس چیز کی تشریح و توضیح کرو جو ان کے لیے اتاری گئی ہے“

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی دراصل قرآن کی شرح و تفسیر ہے۔ اس لیے ابتداء ہی سے علماء دین اور محدثین عظام امارت رسولؐ کی حفاظت کی طرف متوجہ ہوئے جس کے نتیجے میں آج ہم امارت کا ایک عظیم اور قابل قدر ذخیرہ موجود پاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں تو اس کا امکان بہت ہی کم تھا کہ کوئی جھوٹی باتیں گھر کر آپؐ کی طرف منسوب کرتا اس لیے کہ اس کی تردید کے لیے آپؐ بہ نفس نفیس موجود تھے۔ لیکن پھر بھی آپؐ نے تنبیہ فرمادی کہ ”جس نے جان بوجہ کر مجھ پر جھوٹ باندا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لے“

حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں جب فتروں نے سر اٹھایا تو عبداللہ بن سبا جو ایک یہودی تھا اس کے بیڑوں کے ذریعہ حضورؐ پر افترا پروازی کا آغاز ہوا۔ اور اس فتنی

آگ کو بھڑکنے کا اس وقت مزید موضوع ملا جب حضرت علیؑ کی خلافت میں جنگ صفین ہوئی اور لوگ تین گروہوں میں بٹ گئے۔ ایک گروہ شیعوں کا تھا اور دوسرا خوارج کا تیسرا گروہ کا تعلق عام مسلمانوں سے تھا۔

علمائے اسلام کی واضحین کے مقابلہ میں جو سائی ہیں وہ قابلِ قدر ہیں۔ انھوں نے ایسے اصول و قواعد و رتب کیے اور موضوع احادیث کی ایسی طاقتیں بتائیں جن سے موضوع احادیث کے پہچاننے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ انھوں نے اس کے لیے علمی و نظری دونوں طریقے اختیار کیے۔

اس کے علاوہ موضوع احادیث پر مشتمل کتابیں لکھی گئیں تاکہ لوگ ان احادیث سے باخبر ہو جائیں جن کی کوئی اصل نہیں اور جو دین کے سلا اصولوں سے ٹکراتی ہیں۔

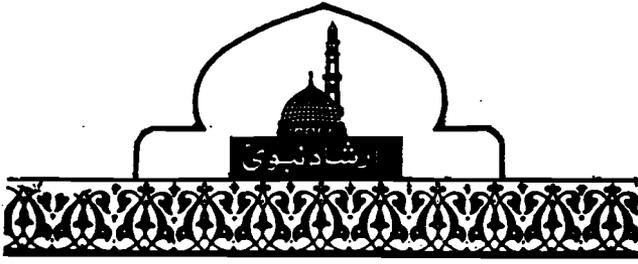
ان تمام قابلِ قدر سماعی کے باوجود آج مسلمانوں میں کتنی ہی ایسی چیزیں حدیث کے نام سے مشہور ہیں جو حقیقت میں موضوع ہیں، ان کی کوئی اصل نہیں۔ اس طرح کی بعض موضوعات حدیث اچھے خاصے بڑے کلمے لوگوں کی زبانوں پر آجاتی ہیں اور انھیں اس کا احساس تک نہیں ہوتا کہ وہ جو چیز حدیث کے نام سے بیان کر رہے ہیں وہ فی الواقع حدیثِ رسولؐ نہیں ہے۔ اس صورت حال کے پیش نظر ضرورت تھی کہ ائمہ و زبان میں کوئی ایسی کتاب شائع ہو جس سے لوگوں کو تذبذب اور وہ احادیثِ رسولؐ کے معاملہ میں بے احتیاطی سے بچ سکیں۔

مجھے توقع ہے کہ مولانا سہروردی عالمِ فاضل صاحب کی یہ کتاب جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے اس سلسلہ میں نہایت مفید ثابت ہوگی۔ اس کتاب کے مطالعہ سے بالتفصیل معلوم ہو سکے گا کہ فقہ و مباح حدیث کے اختلافات کی داخلی اسباب کیا تھے؟ اس فتنہ کے سدباب کے سلسلہ میں علماء و محدثین گرام کی سہا کی کیا رہی ہیں؟ اور موضوع احادیث اپنی کن طاقتوں کے ذریعہ سے آسانی پہچانی جاسکتی ہیں۔ خدا مومنوں کی اس سہی کو شرفِ قبولیت عطا فرمائے اور لوگوں کو اس سے وہ فائدہ پہنچ سکے جس کی ہم توقع رکھتے ہیں۔

خاکسار

محمد فاروق ناٹاں

۲۴ نومبر ۱۹۵۶ء



کفی بالمرأ کذباً ان یحش بکل ما سمع رسلہ
 آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی
 چیز کو بیان کرے



مقدمہ

موتیوں اور جواہر پاروں کے ڈھیر میں اگر کچھ خنزیریں شامل ہو جائیں تو جواہر پاروں کی عظمت اور حفاظت کا تقاضا یہ ہے کہ خنزیر ریزوں کو چھانٹ کر الگ کر دیا جائے تاکہ ان کو جواہر پاروں سے الگ کرنے کے بجائے جواہر ثابت کرنے کی کوشش کی جائے گی تو خنزیریں اپنی حیثیت بدل کر کبھی جواہر نہ بن سکیں گے لیکن جواہر پاروں کی عظمت اور قیمت ضرور گھٹ جائے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذخیرہٴ امارت میں آپ کے کچھ نادان دوستوں اور نادان دشمنوں نے مختلف وقتوں میں، مختلف مقاصد کے پیش نظر اپنے خنزیریں شامل کرنے کی ناپاک کوششیں کیں، اور دینِ حنیف کے صاف و شفاف سرچشمہ کو گدلا کرنے کی جسارت کی۔ حدیثِ رسول کی عظمت اور تقدس کا مطالبہ یہ تھا کہ ان خنزیر ریزوں کو حضور اکرم کے جواہر پاروں سے چھانٹ کر پھینک دیا جائے، سنتِ مطہرہ کو محفوظ کیا جائے اور دینِ اسلام کو نقصان سے بچایا جائے۔ اللہ کروٹ کروٹ میں نصیب کرے ان علماء کرام اور محدثینِ عظام کو جنہوں نے اپنی زندگیوں کا قیمتی سرمایہ حدیث کی خدمت اور اس کی ترویج و اشاعت میں صرف کیا۔ اس کام کے لیے بے لے سفر کیے، مشقتیں برداشت کیں اور کثیر رقم خرچ کی۔ ان حضرات نے نہ صرف صحیح حدیث کی ترویج و اشاعت کی بلکہ موضوع اور جعلی روایات کو چھانٹ کر الگ کیا۔ ایسے اصول و مضابطہ مقرر کیے جن کی مدد سے ہم صحیح اور موضوع امارت میں تمیز کر سکتے ہیں اور ایسے دجالوں کو نقاب کشائی کی جو بڑی چابک دستی سے صحیح امارت میں موضوع امارت ملا دیا کرتے تھے۔ اب یہ آہستہ آہستہ مسلمانوں کی ذمہ داری ہے کہ محدثین کی گراں قدر خدمات سے فائدہ اٹھائے۔ صحیح اور موضوع امارت میں فرق و امتیاز کرے اور ان دونوں کے ساتھ قبول و اجتناب کا مناسب

رویہ اختیار کرے۔

صحیح اور غلط کی پہچان سے محروم رہ کر اگر ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، عقیدت اور طلبِ ہدایت کے لیے ہی جمہورٹی سچی امدادیت کو سنا اور ان پر عمل کرنا شروع کر دیا تو مراطہ مستقیم سے دور جا پڑیں گے، سنتِ رسول کا دامن ہاتھوں سے جاتا رہے گا اور بدستور اس غلط فہمی میں مبتلا رہیں گے کہ ہم پیروِ رسول اور سچے مسلمان ہیں۔ جس طرح اندھیری رات میں جنگل میں کلڑیاں چننے والا بکلاسی اور سانپ میں تمیز نہ کر سکنے کی بنا پر سانپ کو اٹھاتا ہے اور وہ اس کی ہلاکت کا ذریعہ بن جاتا ہے۔ اسی طرح صحیح اور غلط روایات میں فرق نہ کرنے والا فتنہ اور گمراہی کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے ایک مسلمان کے لیے جہاں یہ جانتا ضروری ہے کہ حدیث کیا ہے وہاں اس بات کا علم بھی ناگزیر ہے کہ حدیث کیا نہیں ہے۔

ہمارے زمانے میں جہالت اور جاہلیت کا جو دور دورہ ہے اس میں بہت سی ایسی روایات نے قبولِ عام حاصل کر لیا ہے جو قطعی بے بنیاد اور نبی کریم المصوم صلی اللہ علیہ وسلم پر مرتعِ جہان ہیں۔ مثلاً آپ ذرا اس روایت کو ملاحظہ کیجئے جو مسجدِ نبوی میں آویزاں نظر آتی ہے، مجالسِ وعظ اور بعض کتابوں میں دیکھنے کو ملتی ہے۔ کہ ایک مرتبہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ سے فرمایا، اے علیؓ! روزانہ پانچ کام کر کے سویا کرو۔ (۱) چار ہزار دینار صدقہ کر کے (۲) جنت کی قیمت ادا کر کے (۳) ایک قرآن ختم کر کے (۴) دو لڑنے والوں میں صلح کر کے (۵) ایک حج ادا کر کے۔

اس پر علیؓ جواب دیا یہ تو میرے لیے محال ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چار مرتبہ سو دنہ فاتحہ پڑھنے سے چار ہزار دینار صدقہ کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ تین مرتبہ درود پڑھنے سے جنت کی قیمت ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ تین مرتبہ قل ہو اللہ ربیٰ پڑھنے سے ایک قرآن ختم کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ دس مرتبہ استغفار کرنے سے دو لڑنے والوں میں صلح کرنے کا ثواب ملتا ہے۔ چار مرتبہ تیسرا کلمہ پڑھنے سے ایک حج کا ثواب ملتا ہے۔ اس پر حضرت علیؓ نے کہا کہ بعض اہل خیر نے ثواب کی نیت سے اس روایت کو چھپوا کر بڑی تعداد میں مدارس

اگر کسی کو اس سے نماز کی توفیق مل جاتی ہے تو تمہارا کیا بگڑتا ہے؟ میں نے کہا فضائل نماز کے سلسلے میں دوسری صحیح احادیث موجود ہیں ان کے ہوتے ہوئے جعلی روایت بیان کرنے کی ضرورت کیا ہے؟ جو بولتی حدیث بیان کرنا ایسا جرم ہے جس کی سزا جہنم ہے اس پر وہ خاموش تو ہو گئے مگر ان کی غلطی دور نہ ہوئی۔ کسی زمانہ میں امام شہنشاہ جیسے محدث کبیر کو بھی اس قسم کے ایک عبرتناک اور افسوس ناک واقعہ سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے داخل ہوا، میرے پاس لمبی و ڈھمکی والا ایک شیخ جس کے چاروں طرف لوگوں کا ہجوم تھا، حدیث بیان کر رہا تھا، اس نے کہا مجھ سے حدیث بیان کی غلطی نے فلاں سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "اللہ نے دو امور پیدا کیے ہیں اور ہر مورد میں دو نفع (سچونک) ہوگی: امام شہنشاہ کہتے ہیں کہ مجھ سے برداشت نہ ہو سکا، میں نے اپنی نماز میں تخفیف کر دی، پھر اس کی طرف متوجہ ہوا اور عرض کیا، اے شیخ اللہ سے ڈرو! اور غلط حدیث بیان نہ کرو، اللہ نے صرف ایک ہی صورت پیدا کیا ہے اور اس میں دو نفع ہوں گی ایک فختہ الصبح اور دوسری "فختہ العقیمة"، اس پر وہ بولا اے بدوین! فلاں نے تو مجھ سے یہ روایت کی ہے اور تو اس کی تردید کرتا ہے، پھر اس نے اپنا جوتا اٹھایا اور مجھے دے ملا۔ اب کیا تھا سب لوگ اس کے ساتھ مجھے مارنے لگے اور اس وقت تک مارتے رہے جب تک میں نے ان کے سامنے قسم نہ کھالی کہ اللہ نے تین صورت پیدا کیے اور ہر صورت میں ایک نفع ہوگی۔

سچی بات تو یہ ہے کہ یہ ہمارے ساتھ لوح، مسکین صورت، نیک صفت، طاہر مزاج، سلوک و تقویٰ اور ترغیب و ترہیب کے حاملین حدیث کے معاملے میں کچھ زیادہ ہی غیر محتاط واقع ہوئے ہیں، اسی لیے مشہور محدث کبیر یحییٰ بن سید قطان فرمایا کرتے تھے۔

"ما راایتہ الصالحین فی شئی اشفاقۃ منہم فی الحدیث" ۱۰

میں نے صالحین کو حدیث کے معاملے میں سخت قہر پایا۔

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ حدیث کا سلسلہ بہت ہی نازک اور اہم ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”ان کن باعلی لیس ککذب علی احد من کذب علی متعددا

فلیتبعوا مقعدہ من النار ۱

میرے اوپر جھوٹ بیان کرنا دوسروں پر جھوٹ بیان کرنے سے مختلف ہے جس نے جھوٹی بات میری طرف منسوب کی وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنا لے۔

ایسے لوگوں کی تنبیہ نہایت ضروری ہے جو صحیح اور غلط کی تمیز کے بغیر حدیث بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں بلکہ محدثین کے اصول کے مطابق ہر کس و نا کس کو یہ حق نہیں دینا چاہیے کہ وہ حدیث بیان کرے۔ حدیث کے نام پر ایسی کتابوں کے لکھنے پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔ جو مرفوع، ضعیف اور مومنون روایات کے فرق کا احساس نشاوتی ہیں۔ حدیث بیان کرنے والے بغیر حوالہ کے حدیث اپنی زبان و قلم سے نہ بیان کریں۔ یہی علم و ایمان کا تقاضا ہے اور یہی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کا مطلب ہے۔ انس بن سیرین نے بڑی مناسب بات کہی ہے۔

”انقوا اللہ یا معشر الشباب وانظروا عن تاخذون هذه الاحادیث فانها دینکم“ ۲

اے نوجوانوں کی جماعت اللہ سے ڈرو، اور دیکھ لو کہ یہ حدیثیں کس سے لیتے ہو کیوں کہ یہ تمہارا دین ہیں۔
یہی قول حضرت علیؑ سے بھی نقل کیا گیا ہے۔

موضوع احادیث پر دو زبان میں بہت کم لکھا گیا ہے۔ شاید اس سلسلے میں کوئی ایک جامع کتاب بھی نزل سکے۔ نہ جانے کیوں علماء کرام نے اس طرف توجہ نہیں دی، اگر وہ اس سلسلہ میں اپنی ذمہ دارانہ حیثیت کا احساس کرتے تو یقیناً آج کی فضا کچھ زیادہ بہتر ہوتی۔

عربی میں بلاشبہ بڑا ذخیرہ ہے اس میں سے کچھ مشہور کتابیں حسب ذیل ہیں:

- | | |
|-------------------------------------|---|
| محمد بن عمرو العنقلی، م ۲۲۲ھ | (۱) کتاب الموضوعات |
| محمد بن طاہر مقدسی، م ۵۰۷ھ | (۲) تذکرۃ الموضوعات |
| حسین بن ابراہیم الجوزی قانی، م ۵۲۳ھ | (۳) الاباطیل والمناکیر |
| عبدالرحمن بن الجوزی، م ۵۹۷ھ | (۴) کتاب الموضوعات |
| عمر بن بدر موملی، م ۶۲۳ھ | (۵) المنفی عن الخطا والکتاب |
| حسن بن محمد صامانی، م ۶۵۰ھ | (۶) البدر الملتقط فی تبیین انطلا |
| حافظ ابن حجر عسقلانی، م ۸۵۲ھ | (۷) اللآلی المنثورۃ فی الآثار المشہورۃ |
| حافظ ابراہیم الحلیمی، م ۸۴۱ھ | (۸) الکشف الخبیث عن رمی بوضع الحدیث |
| عبدالرحمن سخاوی، م ۹۰۲ھ | (۹) المقاصد الحسنیۃ |
| جلال الدین سیوطی، م ۹۱۱ھ | (۱۰) اللآلی المنثورۃ فی الاحادیث المنثورۃ |
| " | (۱۱) الذیل علی الموضوعات |
| " | (۱۲) تہذیب الخواص من اکاذیب القصاص |
| فردین ابوالحسن سہودی، م ۹۱۱ھ | (۱۳) التماز علی اللماز |
| شہاب الدین احمد، م ۹۲۱ھ | (۱۴) الدرۃ اللامیۃ فی بیان کثیر من الاحادیث الثانیۃ |
| ابوالحسن علی بن محمد عراقی، م ۹۳۳ھ | (۱۵) تنزیہ الشریعۃ عن الاحادیث المنثورۃ |
| محمد طاہر بن علی شینی، م ۹۸۶ھ | (۱۶) تذکرۃ الموضوعات |
| " | (۱۷) قانون الموضوعات |
| علی بن سلطان القاری، م ۱۰۱۴ھ | (۱۸) موضوعات کبیر |
| " | (۱۹) المصنوع فی احادیث الموضوع |
| مری بن یوسف الکریمی، م ۱۰۳۳ھ | (۲۰) القوائد المنثورۃ فی الاحادیث المنثورۃ |
| غریب الدین غلیل، م ۱۰۵۷ھ | (۲۱) کشف التباس فیما غفل علی کثیر من الناس |

نجم الدین محمد بن القزینی م ۱۰۶۱ھ	(۲۲) الاتقان بکین من الامادین الدائرة علی السن
اسماعیل بن محمد عمادانی م ۱۱۶۲ھ	(۲۳) کشف الخفا و مزیل الالباس
محمد حسینی سندروی م ۱۱۷۷ھ	(۲۴) کشف الالهی من شدید الضعف و الموضوع الواهی
محمد بن علی شوقانی م ۱۲۵۰ھ	(۲۵) الغوامد الجوز فی الامادین الموضوعه
عبدالحی کهنوی م ۱۲۵۳ھ	(۲۶) الآثار المفروضه فی الاخبار الموضوعه
محمد بن بشیر ظفری ازہری م ۱۲۶۹ھ	(۲۷) تنقیر المسلمین من الامادین الموضوعه علی سیدہ المسلمین

محمد بن ابی بکر بن علی موصی بن قیوم الجوزی م ۱۲۷۵ھ	(۲۸) التعلات المنیف
محمد نام الدین ابانی	(۲۹) سلسلۃ الامارین الضعیفہ و الموضوعه

کتاب موضوعات میں جن روایتوں کو موضوع قرار دیا گیا ہے، اس بات کا امکان بہر حال موجود ہے کہ ان میں ہزار احتیاط کے باوجود کچھ متبرعات روایت بھی شامل ہو گئی ہوں گی۔ کیوں کہ اکثر حالات میں کسی روایت کے موضوع ہونے کا طعن غالب کی بنا پر لگایا جاتا ہے اس لیے بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ موضوع قرار دی گئی روایت متبرعات ثابت ہوتی ہے۔ چنانچہ عبدالرحمن بن جوزی کی مشہور کتاب "کتاب الموضوعات" کے حصے میں محدثین کا خیال ہے کہ اس میں بعض رواہادین بھی موجود ہیں جو صحیح الحدیث کے درجہ کی ہیں۔ مثلاً حضرت ابوہریرہؓ سے مروی صحیح مسلم کی حسب ذیل روایت کو ابن جوزی نے موضوع قرار دیا ہے۔

ان طالت بک مدۃ او شک ان تری قوما یندون فی سخط اللہ

و یروحون فی لنتۃ فی ابین یرہد مثل اذنب البقرۃ

طبری نے استنباطی الروایات میں ان روایات کی نشان دہی کی ہے کہ ان کو ابن جوزی نے موضوع قرار دیا کیونکہ ان میں

ابن جریر نے استنباطی الروایات میں ان روایات کی نشان دہی کی ہے کہ ان کو ابن جوزی نے موضوع قرار دیا کیونکہ ان میں صحیح مسلم نے

بائیں ہمہ کسی ضمیمہ اور کمزور حدیث کا موضوع قرار دیا جانا جب کہ اس کے موضوع ہونے کا قوی اسکاں موجود ہے اتنا بڑا معاملہ نہیں جتنا کہ کسی موضوع روایت کو درست قرار دینا اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے فکر و عمل کی بنیاد بنانا ایسا ہے۔ اور اگر معاملہ مباہرات اسلام کا ہو اور نازک ہو تو بعض علماء کہتے ہیں کہ

”مبارزہ نبوت کو گرانے سے بہتر یہ ہے کہ راویوں کی ثقاہت مجروح قرار دی جائے خصوصاً جب اس کا اسکاں موجود ہے کہ کسی بددین اور جھوٹے راوی نے موضوع روایت کو ثقہ راویوں کی حدیث میں داخل کر دیا ہو۔“

زیر نظر کتاب فقہ فروع حدیث اور موضوع احادیث کی پہچان اصلاً ایک مقالہ ہے جو مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں M.T.H. کی ڈگری لینے کے لیے راقم نے مولانا پروفیسر محمد تقی عینی صاحب کی زیر نگرانی لکھا تھا۔ ایک دینی طالب علم ہونے کے ناطہ مجھے اس موضوع سے طبعی مناسبت تھی اور چونکہ اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی مستقل کتاب میری اطلاع کی حد تک نہیں لکھی گئی اس لیے اس عنوان پر کام کرنے کا شوق دامن گیر ہو گیا۔ پھر یہ احساس بھی تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث منج علم و عرفان ہی نہیں ہے بلکہ سرچشمہ یقین و ایمان بھی ہے اس لیے اگر اس فیض جاری سے استفادہ کا اور کسی درجہ میں اس کی خدمت کا موقع مل جائے تو یہ سعادت دو جہان ہے۔ چنانچہ اس موضوع سے متعلق دستیاب کتابوں کا مطالعہ کیا اور حاصل مطالعہ قلم بند کیا، پھر یہی حاصل مطالعہ مرکزی مکتبہ اسلامی دہلی سے جنوری ۱۹۷۹ء میں شائع ہو کر مقبول عام ہوا۔ مگر اس میں بہت سی غلطیاں رہ گئی تھیں جن کی وجہ سے کہیں کہیں مقصد ہی فوت ہو جاتا تھا۔ راقم کو نہ تو نظر ثانی کا موقع ملا اور نہ پر وف دیکھے مگر، بلکہ کتاب کی اطلاع اس وقت ملی جب وہ بازار میں آچکی تھی، لہذا اس کی اصلاح از حد ضروری تھی۔ دوسرے ایڈیشن کے لیے جب کتاب کی تصحیح اور تہذیب کرنے بیٹھا تو اسے از سر نو مرتب کرنے کا خیال کروا دیا۔ لہذا چنانچہ تصحیح کے ساتھ ترمیم و اضافہ بھی کرنا پڑا اور حسن ترتیب کا بھی لحاظ رکھا۔

اس ایڈیشن میں موضوع روایات کو مختلف عنوانات کے تحت اضافہ عام کے نقطہ نظر سے جمع کیا گیا ہے، اس ضمن میں ان ساری روایات کا احاطہ نہیں کیا گیا ہے جو حنفی اور حنبلی ہیں اور جو با تفصیل اس فن کی اہمات کتب میں جمع کی گئی ہیں۔ بلکہ ان میں سے نسبتاً معروف روایات ہی کا انتخاب کیا گیا ہے وہ روایات کسی نہ کسی درجہ میں اور کسی نہ کسی طبقہ میں آج بھی معروف ہیں۔ پھر ان روایات پر تبصرہ بھی بالعموم اسی محدث کا ہے جس کی کتاب کا حوالہ روایت کے ذیل میں دیا گیا ہے اور جہاں کوئی تبصرہ نہیں ہے وہ بھی اسی حوالہ کے تحت موضوع ہے، صرف چند مقامات پر میں نے تبصرہ کیا ہے جو واضح ہے۔ امید کی جا سکتی ہے کہ اب یہ کتاب زیادہ مفید اور بہتر شکل میں سامنے آئے گی اور ائمہ و خواں مسلمانوں کی ایک بڑی دینی ضرورت پوری ہو سکے گی۔ میں نہایت ممنون ہوں پروفیسر فضل الرحمن گنوی، سابق استاذ حدیث جامعہ الامام محمد بن سعود الریاض و سابق ڈین فیکلٹی آف تھیولوجی مسلم یونیورسٹی علی گڑھ، لاکھ انہوں نے اندام و عنایت مسودہ کو شروع سے آخر تک دیکھا، ضروری اصلاح تجویزی کی، گراں قدر مشورے دیئے اور پڑھ بھلا دیکھا۔ فجزاہ اللہ احسن الجزا۔

خدا کرے یہ تحریر شرف قبولیت حاصل کرے اور مصنف و قاری ہر دو کے لئے رزق اور آخرت میں نفع بخش ثابت ہو۔

ربنا تقبل منا انک انت السميع العليم، و تب علینا انک انت التواب الرحيم۔

محمد سعید عالم قاسمی
ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ
سہ ماہ شہان المنظم ۱۴۰۹ھ

پہلا باب

حدیث - ایک اصولی بحث

حدیث کے معنی

حدیث کے معنی جدید کے ہیں۔ حدیث کے مقابلہ میں جو لفظ استعمال کیا جاتا ہے وہ قدیم ہے۔ حدیث کو حدیث غالباً اس لیے کہا جاتا ہے کہ قرآن قدیم ہے اور حدیث قرآن کے مقابلے میں جدید ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں۔

«المراد بالحدیث فی عرف الشراعی ما یضانی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم»

«وكانه اريد به مقابلة القرآن لانه قدیم» ۱

اصطلاح شریعت میں حدیث سے مراد وہ کلام ہے جس کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جاتی ہے۔ گویا اسے قرآن کے مقابلہ میں استعمال کیا گیا ہے، کیوں کہ قرآن قدیم ہے۔

حدیث کی اصطلاح قرآن کریم سے ماخوذ ہے۔ چنانچہ علامہ شبیر احمد عثمانی لکھتے ہیں۔

ان اطلاق الحدیث علی ما یضانی الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقبوس

من قوله تعالیٰ «واما بنعمة ربك فحدث» ۲ (الضحیٰ - ۱۱)

جرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے کہی جائے اس پر حدیث کا اطلاق کرنا اللہ کے قول **وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ** سے مستار ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے کلام کو حدیث سے تعبیر فرمایا ہے، چنانچہ ایک مرتبہ حضرت ابوہریرہؓ رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ سے اس خوش نصیب انسان کے بارے میں دریافت کیا جسے قیامت کے دن آپؐ کی شفاعت نصیب ہوگی تو آپؐ نے فرمایا۔

لقد ظننتے یا ابہریرۃ ان لا یصلنی من ہذا الحدیث احد اول منک لسا

سأیت من حرصک علی الحدیث ۰ الخ ۱

اے ابوہریرہؓ جب میں نے حدیث کے معاملے میں تمہاری حرص دیکھی تو مجھے خیال ہوا کہ تم سے پہلے اس حدیث کے بارے میں کوئی مجھ سے سوال نہیں کرے گا۔

حدیث کی تعریف

محدثین کے نزدیک حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل اور تقریر کا نام ہے چنانچہ ابویوب بن موسیٰ ابوالباقا نے لکھا ہے "الحدیث اسم من التحدیث وهو الاخبار قد معنی بہ قول او فعل او تقریر حسب الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم" ۱۰ حدیث شریف کا اسم ہے، پھر اس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل اور تقریر کو مرسوم کیا گیا۔

قول سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ مثلاً آپؐ نے فرمایا: **انما الاعمال بالنیات** وانما شکل امر مادنی **عمل** کا دار و مدار نیت پر ہے اور ہر انسان کو نیت ہی کے مطابق اجر ملے گا۔

فعل سے مراد آپؐ کی وہ علمی تعلیم ہے جو صحابہ کرامؓ کو دی۔ آپؐ کی زندگی کے معاملات

عبادت کے طریقے، معاشرتی اور سماجی تعلقات، اخلاق و کردار اور روایتی سب فہم میں داخل ہیں۔

تقریر سے مراد یہ ہے کہ آپ کے سامنے کسی شخص نے کوئی کام کیا یا آپ کو اس کی اطلاع دی گئی اور آپ نے اس پر ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا بلکہ خاموش رہے اس وقت آپ کی خاموشی رضامندی سمجھی جائے گی کیوں کہ رسول خدا سے یہ متصور نہیں کہ آپ کسی منکر کو دیکھیں اور اس کی اصلاح نہ کریں بلکہ خاموش رہیں، کیوں کہ نبی کا معاملہ عالم انسانوں سے مختلف ہوتا ہے وہ کسی بھی نامناسب امر پر ضرور تنبیہ کرتا ہے۔

بعض محدثین نے حدیث کے معنی میں وسعت پیدا کی ہے اور حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے۔

ما اشرعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم من قول او فعل او تقریر

او صفة خلقیة او خلقیة او سیرة سواء کان قبل البعثة او بعدھا لہ

جو کچھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہو وہ حدیث ہے، خواہ قول یا فعل یا تقریر

ہو، یا جبلی یا اخلاقی صفات ہوں، یا قبل از نبوت یا مابعد کی سیرت مبارکہ ہو۔

دوسرے بعض علماء نے حدیث کے مفہوم کو مزید وسیع کیا ہے اور حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے کہ گویا وہ عہد نبوی کی ایک تاریخ ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال، تقریر و کوائف بھی شامل ہیں اور اس دور کے وہ حالات بھی جن میں آپ کی رہنمائی اور دعوتی سرگرمیاں انجام پائیں لہٰذا امام بخاری نے بھی اپنے مجموعہ حدیث کا نام کچھ ایسا رکھا ہے جس سے اسی وسعت کا اشارہ ملتا ہے "المجامع المستندة للصحیح المختصر من امور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و سنتہ و ایامہ" مگر اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ حدیث رسول کی حیثیت محض ایک عہد زریں کی معتبر تاریخ کی نہیں ہے بلکہ

شریعت اور قانون کی بھی ہے جو انسانی زندگی کے لیے آئین اور دستور کی حیثیت رکھتی ہے۔ غالباً اسی بنا پر علماء سیر اور نمازی کے طریقہ تحقیق سے محدثین کا اصول تحقیق منفرد اور ممتاز ہے جیسا کہ آگے معلوم ہو گا۔

حدیث اور سنت

حدیث اور سنت یہ دونوں اصطلاحیں معرود ہیں۔ بعض محدثین کے نزدیک حدیث اور سنت دونوں مترادف الفاظ ہیں جن کے معنی اور مفہوم میں کوئی فرق نہیں بلکہ بعض دیگر محدثین ان کے درمیان کچھ فرق کرتے ہیں۔ سنت کا معنی راستہ اور طریقہ ہے جس پر چلا جائے یا عمل کیا جائے اور حدیث کا معنی وہ واقعہ ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے خواہ آپ نے زندگی میں ایک ہی مرتبہ کیا ہو۔ سنت کا اطلاق آپ کے صحابہ کرام رض کے اقوال و افعال پر بھی ہوتا ہے۔ مثلاً آپ کا ارشاد ہے۔

عليكم جنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها
وعضوا عليها بالنواجذ

تمہارے اوپر میری سنت اور برسر ہدایت خلفاء راشدین کی سنت کی پیروی

لازم ہے اسے دائرتوں سے کپٹو۔ (مضبوطی سے تمام لو)

مگر حدیث کا اطلاق صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال پر اور تقریر پر ہوتا ہے اور جو کچھ صحابہ کرام رض سے منقول ہے اسے اثر کہا جاتا ہے۔ پھر جب سنت کا لفظ مطلق استعمال کیا جاتا ہے تو عام طور پر اس سے مراد طریقہ محدود چھارہ راستہ ہوتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

سُنَّةَ مَنْ مَنَّا أَرْسَلْنَا قَبْلَكَ مِنْ رُسُلِنَا وَلَا تَجِدُ لِسُنَّتِنَا تَحْوِيلًا (م)

اور جب بڑے منزلوں میں یعنی اپنی ندیدہ راستہ کے معنی میں استعمال کیا جاتا ہے تو قید کے ساتھ مثلاً نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

من من سنة مسيئة كان عليه وزرهما ووزر من عمل بها الى

يوم القيمة " لہ

جن نے کوئی برا طریقہ رائج کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا اور قیامت تک جو بھی اس پر عمل کرے گا اس کا بھی گناہ ہوگا۔

حدیث اور سنت کے معانی سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں مترادف اصطلاحات نہیں ہیں بلکہ ان کے معانی میں کچھ نہ کچھ فرق ضرور ہے۔ حدیث کمزور، مطلق، مقطوع، منکر اور موضوع سمجھی جاتی ہے مگر سنت منکر و موضوع نہیں ہوتی، وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہی نہیں ہوتی بلکہ وہ اس ثابت شدہ طریقہ محمود اور راہ عمل سے عبارت ہے جسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات طیبہ میں اختیار کیا، جس کی مسلمانوں کو تعلیم دی اور جو ہم تک ستر فرسہ سے منتقل ہوئی۔ اس بنیاد پر یہ تو کہا جاسکتا ہے کہ فلاں حدیث موضوع ہے مگر یہ نہیں کہا جاسکتا کہ فلاں سنت موضوع ہے۔ اگر اس فرق کو ذہن میں رکھا جائے تو محدثین کے اس طرح کے جملوں کا صحیح مفہوم سمجھا جاسکتا ہے کہ "ہذا الحدیث مخالفت للقیاس والسنة" یہ حدیث سنت اور قیاس کے خلاف ہے۔

حدیث قدسی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اوقات کچھ چیزیں اللہ کی طرف منسوب کر کے فرمایا کرتے تھے مگر قرآن میں وہ موجود نہیں۔ ایسی احادیث کے مرفوع معانی اللہ کی طرف سے القا ہوئے، الفاظ اور اسلوب خوبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے تھے۔ اس طرح کی احادیث کو "حدیث قدسی" کہا جاتا ہے۔ بروایت حضرت ابو ہریرہؓ بنی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کہتا ہے۔

"یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلتہ بینکم محرما فلا تظالموا،

یا عبادی کلکم ضال الا من ہدیتہ فاستهد وانی اهدکم یا عبادی

كلکم جامع الا من اطعمته فاستطعموني اطعمکم، یا عبادي کلکم
 عارا لا من کسوته فاستکسروني اککم یا عبادي انکم تخطون بالیل
 والنهار وانا اغفر الذنوب جميعا فاستغفروني اغفر لکم" لہ
 اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر لیا ہے اور تمہارے درمیان
 کبھی اسے حرام قرار دیا ہے تو تم آپس میں ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم
 سب گمراہ ہو جائے اس کے جسے میں ہدایت دوں، تم مجھ سے ہدایت طلب
 کرو میں تمہیں ہدایت دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب بھوکے ہو سوائے
 اس کے جسے میں کھلاؤں، تم مجھ سے کھانا مانگو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے
 میرے بندو! تم سب ننگے ہو سوائے اس کے جسے میں پہنا دوں، تم مجھ سے
 لباس طلب کرو میں تمہیں لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم دن
 رات گناہ کرتے ہو اور میں سارے گناہ معاف کرتا ہوں، تم مجھ سے
 مغفرت طلب کرو میں تمہارے گناہ معاف کروں گا!"

حدیث اور سیرت

سیرت حدیث کے اندر داخل ہے۔ مگر ایک فن کی حیثیت سے دونوں میں
 فرق بھی ہے اور ان کے جداگانہ مسائل بھی ہیں۔ ان کے مقاصد اور اسلوب میں بھی
 قدرے تفاوت ہے۔ اصحاب حدیث کا مقصود بالذات احکام و مسائل کو جانتا ہوتا ہے
 اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے ان کی بحث ضمناً یا اتراناً ہوتی ہے اور
 اصحاب سیرت کا مقصود بالذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے واقفیت
 فراہم کرنا ہوتا ہے اور احکام و مسائل سے ان کی بحث ضمناً ہوتی ہے۔ نیز محدثین روایہ
 کی ثقاہت، عدل، تقویٰ اور دیانت کی کمی زیادتی کی بنا پر روایتوں میں اختلاف کے وقت
 قبول روایتوں کو ترجیح دیتے ہیں اور اصحاب سیرت حالاً کی موافقت اور واقفانہ علم کی بنا پر ترجیح دیتے ہیں۔

مذہبن حالات قبل از بعثت کو وہ اہمیت نہیں دیتے جو اہمیت بعد از بعثت کے حالات کو دیتے ہیں۔ جب کہ سیرت نگاروں و نوزوں کو یکساں اہمیت دیتے ہیں۔

قرآن اور حدیث

قرآن کریم سے حدیث رسول کا تعلق ویسا ہی ہے جیسا تعلق رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کی ذات سے ہے۔ یعنی اس طرح آپ کی ذات گرامی اللہ کی پیٹیا مبرا ترجمان اور اس کے احکام کو نافذ کرنے والی ہے۔ اسی طرح آپ کی حدیث قرآن کی شارح اور ترجمان، تفسیر اور تفسیرین ہے۔ آپ کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔

وَإِنزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لَتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا ظَلَمُوا لِيَهْدِيَهُمْ رِجْلَهُمُ (النحل-۴۴)

اور ہم نے تم پر ذکر نازل کیا ہے تاکہ لوگوں کے سامنے اس کی تشریح کرتے جاؤ جو ان کے لیے اتاری گئی ہے۔

حسان بن عطیہ کہتے ہیں کہ ”کان جبریل یبزل علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالقرآن والسنۃ ففسر القرآن“ جبریل امین رسول کریم پر قرآن لے کر نازل ہوتے تھے اور سنت قرآن کی تفسیر کرتی تھی۔

علاحدہ سید سلیمان ندوی نے قرآن سے حدیث کا تعلق بتاتے ہوئے کہا ہے۔

”علم القرآن اگر اسلامی علوم میں دل کی حیثیت رکھتا ہے تو علم حدیث شہ رگ کی۔ پیشہ رگ اسلامی علوم کے تمام اعضاء و جوارح تک خون پہنچا کر ہر ان کے لیے تازہ زندگی کا سامان بہم پہنچاتی ہے۔“

یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم کی تفہیم حدیث کی تعلیم پر موقوف ہے۔ حدیث کی مدد کے بغیر قرآن کا سمجھنا اسی طرح بے نتیجہ ہے جس طرح نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو نظر انداز کر کے اللہ تک پہنچنے کی کوشش کرنا لاماصل ہے۔ چنانچہ قرآن نے آپ کے بارے میں بڑی وضاحت سے

اعلان کیا ہے۔

فَلَا وَرَيْدِكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِي مَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ

لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا (النساء - ۶۵)

تمہارے رب کی قسم یہ لوگ ہرگز مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی مسائل

میں تم کو حاکم نہ مان لیں، پھر تم جو کچھ بھی فیصلہ کرو اس کے لیے اپنے دل میں

کوئی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ سرسری تسلیم کر لیں۔

قرآن کریم کے عمل احکام کی تفصیل، عموم کی تفصیلات اور درولوات کی تعیین کا واحد اور

مستند ذریعہ حدیث ہے۔ پھر یہ کہ مختلف حالات میں ان کا انطباق اور امت میں ان کا

نفاذ اور دیگر تشریحی امور میں رہنمائی حدیث کے سوا دوسری چیزوں سے نہیں ہو سکتی

اس لیے قرآن کو حدیث سے الگ کر کے نہ تو سمجھا جا سکتا ہے اور نہ اس سے کوئی صحیح نتیجہ

برآورد کیا جا سکتا ہے۔

شرعیّت کی تشکیل میں حدیث کا مقام

حدیث رسول کی یہی حیثیت نہیں ہے کہ وہ کلام اللہ کی شارح اور ترجمان ہے اور

اس کی تفصیلات متبیین کرتی ہے بلکہ اس کی ایک اہم حیثیت یہ ہے کہ وہ بھی اسلامی شرعیّت

کی تشکیل کرتی ہے۔ اخلاقی اور قانونی احکام دیتی ہے۔ ان کی حدود مقرر کرتی ہے، حرام و

حلال کا سیر بتاتی ہے۔ یعنی قرآن ہی کی طرح وہ اسلامی شرعیّت کا دوسرا یقینی سرچشمہ ہے۔

اسلام کے بنیادی عقیدے میں یہ بات شامل ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم صرف پیغام بر یا ماریط

واسطہ نہیں ہیں بلکہ ہادی و رہنما بھی ہیں، معلم و مربی بھی ہیں، قائد و قانون ساز بھی

ہیں، روحانی مرجع اور مطابحہ رح بھی ہیں اور یہی سالہ حدیث کا ہے۔ اس کو تسلیم کیے بغیر

ایمان اور اسلام کا دعویٰ قابل اعتبار نہیں۔ اور اس کا منکر خدائی انعام کا سزاوار نہیں۔ اور

یہ مقام نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خود خدا کی ذات نے عطا کیا ہے۔ چنانچہ مسلمانوں کو مخاطب کر کے

قرآن کہتا ہے۔

مَا اتَّكَمُ الرَّسُولُ فخذُوهَا وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهَا فَانْتَهُوا (التشریح)
جو کچھ رسول تمہیں دیا اسے لے لو اور جس چیز سے روک دیا اس سے
رک جاؤ۔

چنانچہ آپ دیکھتے ہیں کہ بہت سے تشریحی امور و مسائل شرعی اور اقتصادی مسائل اور
سماجی و اخلاقی معاملات میں قرآن اصول و ضوابط بیان کر دیتا ہے۔ تفصیل نہیں بیان کرتا
حکم بیان کرتا ہے، قیود و شرائط نہیں بتاتا۔ روح بیان کرتا ہے، ہیئت پر روشنی نہیں
ڈالتا۔ حکمت بتا دیتا ہے، جزئیات اور فروع کا احاطہ نہیں کرتا ان تمام چیزوں کو شور و غیبت
کے حوالے کر دیتا ہے جس کی تربیت اللہ تعالیٰ اپنے فیضان خاص سے کرتا ہے۔ اب
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جن احکام کی تشریح کرتے ہیں اور جو کچھ ان کے سلسلے میں
طے کرتے ہیں یا ان کو مکمل کرنے والے جو دوسرے احکام جاری کرتے ہیں وہی طرح
واجب الاطاعت ہوتے ہیں جس طرح قرآن کے حکم قوانین ہوتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد
باری ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبَدِّلُوا
أَعْمَارَكُمُ

(محمد - ۳۳)

اے مومنو! تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے
اعمال کو بر باد نہ کرو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی ذات واجب الاطاعت تھی اور آپ کے
وصال کے بعد آپ کی سنت واجب الاطاعت ہے، بروایت مقداد ابن سعد کثرت آپ نے فرمایا۔

«الاهل عسى رجل يلبنه المديح عسى وهو متكئ على اريكته فيقول بيننا وبينكم

كتاب الله فما وجدنا فيه حلالا لا استقلناه وما وجدنا فيه حراما حرمناه

وان ما حرم رسول الله كما حرم الله» لہ

خبردار! عنقریب کسی شخص کو میری حدیث پہنچے گی اور وہ اپنی مسند پر ٹیک لگائے ہوا ہو گا

تو وہ کہے گا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان اللہ کی کتاب موجود ہے
 اس میں ہم جس چیز کو حلال پائیں گے اُسے حلال سمجھیں گے اور جس چیز کو
 حرام پائیں گے اُسے حرام سمجھیں گے۔ خبردار! رسول اللہ نے جس چیز کو حرام
 قرار دیا ہے وہ اسی طرح حرام ہے جس طرح اللہ کی حرام کردہ چیز۔
 ایک دوسری روایت میں آپ نے قرآن کے ساتھ سنت کو سرچشمہ ہدایت قرار دیتے ہوئے
 فرمایا۔

”ترکتے نیک امروں نہ تفتلوا تمہارا کتاب اللہ و سنتہ نبیہ“
 میں نے تمہارے درمیان دو چیزیں سمیٹ لی ہیں اگر تم نے ان دونوں
 کو مضبوطی سے تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے، ایک اللہ کی کتاب اور
 دوسری اس کے نبی کی سنت۔

امام مالک نے یہ روایت ”بلقی“ کے لفظ سے بیان کی ہے اور ابن عبد البر نے کثیر بن عبد اللہ بن
 عمرو بن مومن کے حوالہ سے متعلق بیان کی ہے۔

صحابہ کرام کا حدیث میں انہماک

حدیث رسول کی یہی وہ اہمیت اور عظمت تھی جس نے صحابہ کرام رضہ کو اس کی تحصیل،
 تعلیم، تحفظ اور ترویج و اشاعت میں حد درجہ انہماک پیدا کرنے پر مجبور کروا دیا تھا۔ ان
 اصحاب رسول کی ایک مقربہ تعداد ایسی تھی جن کا وظیفہ زندگی حدیث رسول کو یاد کرنا اور
 اس کو پھیلانا تھا۔ بروایت امام زہری حضرت سعید بن مسیبؓ اور ابو سلمہ بن عبد الرحمنؓ نے
 کہا کہ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے تھے۔

”تم لوگ یہ کہتے ہو کہ ابو ہریرہؓ بہت زیادہ حدیثیں بیان کرتے ہیں اور
 انصار و مہاجرین کو کیا ہو گیا ہے کہ ابو ہریرہؓ کی طرح حدیثیں بیان نہیں
 کرتے۔ جب کہ واقعہ یہ ہے کہ میرے مہاجرین بھائی بازار کی خرید و فروخت

میں مشغول رہتے اور میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہمدن نکارتا تھا جب وہ لوگ غیر حاضر ہوتے تو میں (صحبت نبوی) میں حاضر ہوتا، جب وہ سہول جاتے تو میں یاد رکھتا، اور انصار سہالیوں کو کھیتی باڑی مشغول کھیتی، میں ساکین صف میں سے تھا، جب یہ سہول جاتے تو میں یاد رکھتا۔

ہر صحابی میں اس بات کی خواہش اور تڑپ موجود تھی کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے زیادہ سے زیادہ فیض یاب ہوتا کہ اس سے زیادہ احادیث کا علم ہو۔ یہ پاک نفوس اصحاب زہد و تقویٰ رسول کو یاد رکھتے اور دوسروں تک پہنچانے کے لیے کوشش فرماتے تھے۔ ہر نکتہ کو پورے ایمانی شوق کے ساتھ اپنی عملی زندگی میں اختیار کرتے۔ حدیث کی یہ عملی روایت جسے تمام صحابہؓ کہتے دین میں سب سے زیادہ قدر اہمیت کی حامل ہے بلکہ امام مالکؒ نے اسے قولی روایت پر ترجیح دی ہے۔ پھر یہ اصحاب ایک وسیع سے آپ کے فرمان و ہدایت کے متعلق معلوم کیا کرتے، ضروریات زندگی اور ناکرز مضر کے باوجود وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کرنے کا اور حدیث سے بہرہ برداری کا اہتمام کرتے۔ اس کا اندازہ حضرت عمر فاروقؓ کے اس بیان سے لگایا جاسکتا ہے

«كنت انا و جاري من الانصار في بني امية بن زيد و هي من عوالي المدينة و كنا نتأدب النزول على رسول الله صلى الله عليه وسلم ينزل يوموا ننزل يومافاذا نزلت جئته بخبر ذلك اليوم فاذا نزل فعل مثل ذلك» ۱۷

میں اور میرا ایک بڑوسی خاندان بنی امیہ سے انصار، باری بارہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے، ایک دن میں آتا دوسرے دن وہ آتا جس دن میں آتا اس دن کی حدیث اسے پہنچاتا اور جس دن وہ آتا اس دن کی حدیث مجھے پہنچاتا۔

بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حدیث رسول کو یاد کرنے کا اہتمام کیا جاتا تھا۔ چنانچہ

حضرت ابو سعید الخدریؓ فرماتے ہیں۔

”ان نبیکہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یحدثننا فنحفظہ فاخفظوا کم ان کننا نحفظہ“^۱ تھے۔ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ فرماتے ہم اسے یاد کر لیا کرتے تھے تو تم بھی یاد کر لیا کرو جس طرح ہنسا یاد کرتے ابن عباسؓ کہتے ہیں ہم حدیث کو یاد کرتے تھے اور رسول کریمؐ کی حدیث یاد رکھنے کے لئے یہ تھے۔
 عرب میں اس وقت لکھنے کا عام رواج نہ تھا، ابتداء اسلام میں بہت سے متحرک لوگ لکھنا جانتے تھے، سب سے زیادہ تعداد جس روایت میں آتی ہے وہ جو میں ہے۔ بعض مورخوں نے صرف سترہ تعداد بتائی ہے۔ لکھنے والے صحابہؓ کی عہدِ رسولؐ میں مجموعی تعداد اتنا لیس تھی۔ پھر لکھنے کے وساکن بھی میسر نہ تھے، اس صورتِ حال میں لازمی طور پر وہ اپنی قوتِ حافظہ پر اعتماد کرتے تھے اور اس سے وہی کام لیتے تھے جو ہم قرآن اس و قلم سے لیتے ہیں۔ عربوں کا حافظہ بہت مضبوط ہونا تھا وہ اپنے گھڑوں تک کے نسب نامے یاد رکھتے تھے، اس لیے حدیث کا یاد رکھنا ان کے لیے بہت آسان تھا اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہؓ کی نظر میں جو مقام تھا اور جس عقیدت و محبت اور جاں نثاری کا ان سے تعلق تھا اس کے پیش نظر حدیثِ رسولؐ کا یاد کرنا عین تقاضائے محبت اور مطالبہ ایمان تھا۔ چنانچہ اسی مقدس جذبہ کے تحت ان پاک نفوس اصحابؓ نے اسے یاد کرنے اور یاد رکھنے کا اہتمام بھی کیا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کے ادوار میں حدیث یاد کرنے کا رجحان بہت زیادہ بڑھا۔ چونکہ آپؐ کی ذاتِ گرامی موجود نہ رہی اس لیے آپؐ کی سنت کی حفاظت اور اس سے استفادہ کے جذبے نے صحابہؓ، تابعینؓ، تبع تابعینؓ اور بعد کے لوگوں کو مجبور کیا کہ وہ حدیث کو یاد کریں۔ چنانچہ ان حضرات نے لاکھوں کی تعداد میں حدیث کو یاد کیا اور دنیا سے علم میں ”حافظ“ کے لقب سے یاد کئے گئے۔ امام احمد بن حنبلؒ کہتے

۱۔ جامع بیان العلم مشا ۱۷۱ مسلم، مقدّم ۱۷۱ تاریخ الترمذ الاسلامی ۱۶۱ ۲۵

۲۔ کتابت سے واقفیت رکھنے والے ان صحابہؓ کے اصول سے واقفیت کے لیے ملاحظہ ہو، تاریخ القرآن ۱۱۱ مؤلفہ مولانا عبداللطیف رحمانی۔

ہیں کہ میں نے اپنی کتاب ”مسند احمد“ کو سات لاکھ پچاس ہزار احادیث سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے۔ ابو زہرہ رازی کہتے ہیں کہ امام احمد بن حنبلؒ ہزار ہزار حدیثیں یاد کر لیا کرتے تھے۔ سبھی بن معین کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ہاتھ سے ہزاروں حدیثیں لکھی ہیں۔ امام بخاریؒ کا قول ہے کہ میں ایک لاکھ صحیح اور دو لاکھ غیر صحیح احادیث کا حافظ ہوں۔ امام مسلمؒ کہتے ہیں کہ میں نے صحیح مسلم کو تین لاکھ سنی ہونے والی احادیث سے منتخب کر کے مرتب کیا ہے۔ مالکؒ کی روایت ہے کہ ایک ایک حافظ پانچ لاکھ حدیثیں یاد کر لیتا تھا۔ امام شعبہؒ کہتے ہیں کہ مجھ سے جس نے بھی کوئی حدیث بیان کی یا اب تک میں نے جو کچھ لکھا ہے اس میں نے یاد کر لیا۔ یزید بن ہارون کہتے ہیں کہ مجھے پچیس ہزار احادیث سند کے ساتھ یاد ہیں اور اس میں کوئی فخر نہیں ہے۔

ایسے حفاظ حدیث کی فہرست بہت طویل ہے تاہم مذکورہ اقوال سے یہ اندازہ لگانا کچھ سبھی مشکل نہیں کہ حدیث کے یاد کرنے کا جو اہتمام مسلمانوں نے کیا وہ دنیا کی کسی قوم سے اپنی مذہبی و مقدس کتاب کے سلسلے میں نہ ہو سکا کہ جو اپنے مذہبی رہنما کے اقوال و افعال کا استناد باقی رکھتے، اور اس ریکارڈ کو زمانہ کی خرابی سے بچاتے۔

طلب حدیث کے لیے سفر

حدیث رسولؐ کو حاصل کرنے کے لیے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ دور دراز سے آیا کرتے تھے اور آپؐ کی ہدایات و تعلیمات کو سینے سے لگائے اپنے علاقوں کو واپس جایا کرتے تھے، آنجنابؐ کے بعد آپؐ کی احادیث کو جاننے اور حاصل کرنے کے اشتیاق میں اسفار و نقل و حرکت کا سلسلہ مزید بڑھا۔ صحابہ کرامؓ اور صحیح تابعینؒ اور صحیح تابعینؒ کو جہاں سے بھی حدیث کے ملنے کی اطلاع ملتی وہ فوراً رخصت سفر باندھتے اور وہاں پہنچ کر حدیث حاصل کرتے، اُس زمانہ میں سفر کرنا آسان نہ تھا، راستے دشوار اور ناموار تھے سواریاں زور و رفتار نہیں

پھر بھی طلب صادق اور شوق حدیث ان کو مقام حدیث تک پہنچا دیتا تھا۔ چنانچہ حضرت
عبداللہ بن عباس رضی فرماتے ہیں۔

كان يبلغنا الحديث عن رجل من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم
فلو شاء ان ارسل اليه حتى يجئني فيحدثني فعلت ولكن كنت اذهل اليه
فاقبل علي باب حتى يخرج الي فيحدثني له

ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے کسی کے حوالے سے حدیث پہنچتی تو اگر میں یہ
چاہتا کہ اس صحابیؓ کے پاس آدمی بھیجوں تاکہ وہ اگر حدیث بیان کریں تو ایسا میں
کر سکتا، لیکن میں خود ان کے پاس جاتا اور ان کے دروازہ پر ٹھہرتا تاکہ وہ میرے
پاس نکل کر آتے اور مجھے حدیث سناتے

حضرت جابر بن عبداللہ ایک حدیث حاصل کرنے کے لیے ایک مہینے کی مسافت طے کر کے
عبداللہ بن انیس کے پاس شام گئے تھے بلکہ ابوالمالیہ بنج بن مہران کہتے ہیں
تمکن انفع الرواية بالبصرة عن اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم
فلم نرض حتى ركبنا الى المدينة فسمعنا من اخوانهم
هم بصره ثم کسی صحابی رسول کے حوالے سے کوئی روایت سننے تو ہرگز اس پر کٹنا
ذکرتے تاکہ حدیث پہنچ کر خود ان کی زبانی حدیث سن لیتے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث سننے، یاد کرنے اور اس کی حفاظت کرنے کی جو اہمیت بیان فرمائی تھی
اور اس سلسلے میں جو دعائیں دی تھیں اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ اہل ایمان اس سلسلے میں انتہائی جوش و خروش
اور حرارت ایمانی کا مظاہرہ کرنے لگے اور لمبے لمبے سفر پر کمر بستہ ہوئے، آپ نے فرمایا۔
مفضل الله امر اوسع منا حديثنا فحفظه حتى يبلغه فرب يبلغه من جامع مكة
اللہ اس بندے کو تر و تازہ رکھے جس نے میری حدیث سنی تو اسے یاد کر لیا یہاں تک
کہ اسے دوسروں تک پہنچا دیا اور بہت سے پہنچائے جانے والے سامع سے
زیادہ اشعور ثابت ہوتے ہیں۔

نفسر الله امرًا سمح من ألدینا فحفظه حتی یبلغه قرب حال
 فقہ الی من ہولفقہ منہ ورب حال فقہ لیس بفقہیہ“ لہ
 اللہ اس شخص کو تروتازہ رکھے، جس نے میری حدیث سنی، اسے محفوظ رکھا یہاں
 تک کہ دوسروں تک پہنچایا، کتے ہی حال فقہ ایسے شخص تک پہنچاتے
 ہیں جو ان سے زیادہ سمجھ دار ہوتے ہیں اور بہت سے حال فقہ خود
 فقہیہ نہیں ہوتے۔

اس بشارت نے سماعت و حفاظت حدیث کی تحریک میں ہمیز لگائی اور اہل علم نے
 اپنے آپ کو اس کام کے لیے وقف کر دیا۔ اس راہ میں ہر طرح مشقت برداشت کی اور اسلامی علم و کا
 ہر کوڑ چھان ڈالا۔ مشہور مستشرق گوٹ سیبر کے بقول:

”حدیثوں کو جمع کرنے کے لیے محدثین نے اسلامی دنیا کے ایک کنارے
 سے دوسرے کنارے، اٹلس سے وسط ایشیا تک، شہر شہر اور گاؤں گاؤں
 کا پیدل سفر کیا تاکہ دوسروں تک حدیث منتقل کر سکیں، اس زمانہ میں
 حدیث جمع کرنے کی اس سے زیادہ معتبر اور قابل اعتماد صورت نہ تھی اور حال
 (زیادہ سفر کرنے والے) اور جوال (زیادہ سیاحت کرنے والے) کے قابل فخر
 القاب و راصل ان بلند پایہ لوگوں سے کبھی جدا نہیں ہوئے، راہِ علم کے مسافروں
 کے لیے ”طواف الاقالیم“ ملکوں کا دورہ کرنے والے کبھی استعارہ پرستی
 ہے اور اس میں کسی طرح کا مال نہ ہے، ان لوگوں نے تمام ملکوں کا سفر
 معنی سیر و تفریح یا تجرہ حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا، بلکہ ان کا
 مقصد صحت حدیث کے چانتے والوں سے ملنا اور ان سے حدیثیں حاصل
 کرنا تھا۔ حدیث کی طلب و تجرہ میں ان کی مثال اس چڑیا کی تھی جو ہر درخت
 پر اس کی تیوں سے غذا حاصل کرنے کے لیے بیٹھتی ہے۔“

حدیث کی تدوین

یہاں کہ غرض کیا گیا کہ ابتدائے اسلام میں فن کتابت سے واقفیت رکھنے والوں کی تعداد انتہائی تلیل تھی، لکھنے کے وسائل فراہم نہ کتھے، اس لیے لکھنے کا عام رواج نہ کتھا۔ دوسری طرف قرآن نازل ہو رہا کتھا۔ اس کی دائمی حفاظت کا مطالبہ یہ کتھا کہ اسے ضبط تحریر میں لایا جائے اور صرف یادداشت کو کافی نہ سمجھا جائے۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام صحابہؓ کو جن میں لکھنے کی صلاحیت تھی قرآن کی ترقیم و تحریر کا فریضہ سونپ دیا کتھا۔ اس صورت حال میں ظاہر ہے کہ حدیث کے لکھنے کا اہتمام نہیں کیا جاسکتا کتھا، اس کے لیے حافظہ پر اعتماد کرنا کافی سمجھا گیا، پھر ابھی اسلام ابتدائی مرحلہ میں کتھا اس کے احکام و ہدایات اور تعلیمات کے بہت سے پہلو ابھی ظاہر نہیں ہوئے کتھے۔ موجودہ احکام کا لوگوں کے دل و دماغ میں راسخ ہونا از حد ضروری کتھا۔ لوگوں کی شعوری سطح اس سلا میں اتنی پختہ اور بلند نہ ہو سکی تھی کہ وہ نبی اکرمؐ کی خواہش کے مطابق قرآن و حدیث میں ہمارا ایشیاد کر لیتے اور ان کو مناسب مقام دیتے، قرآن و حدیث میں اس اختلاط کے خطوہ کے پیش نظر آپؐ نے قرآن کو لکھنے کی ہدایت فرمائی اور ہر ممکن اہتمام کیا جبکہ حدیث کے لکھنے کی ہدایت نہیں فرمائی۔ قرآن کو آپؐ نے حافظہ کے ساتھ، جٹھے، حجال، تہی اور پتھر وغیرہ پر محفوظ کرایا اور حدیث کو صرف یاد رکھنے کی طرف توجہ دلائی، اسی حکمت اور ضرورت کا تقاضا کتھا، کہ بعض حالات میں آپؐ نے حدیث کے لکھنے سے منع فرمایا جنانچہ حضرت ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

”لا تکتبوا عنی شیئاً الا القرآن ومن کتب عنی فلیدحه وحدثوا

عنی فلاحرج“ لے

مجھ سے قرآن کے علاوہ کچھ نہ لکھو۔ جس نے قرآن کے علاوہ کچھ لکھا وہ اسے شادے اور میری حدیث بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ حدیث میں ایک ہی جگہ قرآن کے ساتھ دوسری چیز لکھنے سے منع فرمایا تاکہ کوئی قرآن کے ساتھ اور کچھ بھی شامل نہ کر لے لے۔ جب لکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ ہوا، لوگوں کی شعوری سطح بلند ہونے لگی اور قرآن و حدیث میں اختلاط کا خطرہ کم ہوا تو آپ نے لکھنے کی ممانعت ختم کر دی اور حدیث کی ترقیم کی عام اجازت دے دی۔ آپ نے فرمایا ”قید والعلم بالکتابتہ“ علم کو ضبط تحریر میں لے آؤ۔ یہاں علم سے مراد حدیث ہے۔ نتیجہ میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی احادیث قلم بند کیں اور حسب ضرورت استنباب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنی احادیث لکھوائی۔ ایک مرتبہ بنی خزاعہ نے فتح مکہ کے سال بنی لیث کے ایک آدمی کو پرانے قتل کے بدلہ میں قتل کر دیا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی اطلاع ملی تو آپ سواری پر تشریف لائے اور خطاب فرمایا:

”اللہ نے مکہ میں قتال کو حرام کر دیا ہے اور مکہ کا اپنے رسول اور مومنین کو مختار بنایا ہے، مجھ سے پہلے اور میرے بعد، اس میں خون ریزی کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے۔ مگر دن کے ایک حصہ میں میرے لیے حلال کیا گیا تھا اور اس وقت یہ حرام ہے، نہ اس کا ٹٹا کھا جائے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے، اور نہ گمشدہ چیز (کسی اور کی) کو اٹھایا جائے، جو قتل کیا گیا ہے اس کے وارث کو اختیار ہے یا دیت وصول کرے یا بدلے لے لے“

ایک شخص یمن سے حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ میرے لیے لکھوادیں، تو آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اکتبوا لابی نشاہ۔ البرشاہ کے لیے لکھ دو۔ ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! اننا نسمع منك احادیث لانحفظها افلا نکتبها قال

بلی فاکتوہا، وفي رواية قلت يا رسول الله، اني اسمع منك اشياء
انا كتبها قال نعم قلت في الغضب والرضا قال نعم فاني لا اقول
فيهما الا حقا له

اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بہت سی احادیث سنتے ہیں جن کو ہم یاد نہیں
رکھ پاتے تو کیا ہم ان کو لکھ لیا کریں، آپ نے فرمایا ہاں۔ اور دوسری روایت
کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! ہم آپ سے بہت سی
چیزیں سنتے ہیں کیا ہم ان کو لکھ لیں، آپ نے فرمایا ہاں، میں نے پوچھا کیا
خوشی اور ناراضگی ہر حالت میں آپ نے فرمایا ہاں، کیوں کہ میں ان
دونوں حالتوں میں حق کے علاوہ کچھ اور نہیں کہتا۔

چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حدیث کو لکھنے کا اہتمام کرتے، اپنی احادیث کے مجموعہ
کا نام انھوں نے ”صاۃ“ رکھا تھا۔ ان کے علاوہ بھی مختلف اصحاب نے اپنی یادداشت
کے لیے بہت سی احادیث لکھ رکھی تھیں۔ مثلاً حضرت علیؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت
ابو ہریرہؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؓ وغیرہ حضرت عمرؓ کے انتقال کے بعد ان کے مجموعہ حدیث کے
وارث ان کے ماجزہ سلیمان ہوتے۔ یہ عمر بن اسیر کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہؓ کے
پاس ایک حدیث بیان کی گئی تو انھوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور اپنے گھر لے گئے اور مجھے
ایک کتاب احادیث رسول پر شل دکھائی اور یہ کہا کہ یہ حدیث اس میں لکھی ہوئی ہے۔
ان کے علاوہ احادیث رسول کے تحریری سرائے ایک بڑا حصہ مختلف حکمرانوں کے
نام دعوتی خطوط، مختلف صوبوں کے گورنروں کے نام ہدایات و فرامین اور مختلف جنگوں کے
صلح نامے اور متعدد قبائل سے ماہرے کی شکل میں موجود تھا۔ ایسی بہت سی روایات
ہیں جن سے عہد رسالت میں حدیث کی کتابت کا ثبوت ملتا ہے۔ مگر ظاہر ہے کہ یہ واقعات
عمومی نوعیت کے نہیں بلکہ جزوی اور خصوصی نوعیت کے ہیں۔ عہد صحابہؓ میں حدیث کی

جمع و ترتیب یا اس حد تک تھی جس حد تک لوگوں کو مسائل و مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا تھا اور وہ ان کے حل کے لیے قرآن کے بعد حدیث سے رجوع کرنا چاہتے تھے یا پھر نبی اکرم سے محبت اور ان کی حدیث سے واقفیت حاصل کرنے کے شوق میں انفرادی کوششیں کرتے تھے۔ جب اسلامی فتوحات کا سلسلہ بڑھا اور صحابہؓ دور دراز علاقوں میں پھیل گئے اور کسی ایک جگہ ان اصحاب کا ملنا مشکل ہو گیا جو صاحب حدیث تھے اس لیے نبی مثل کو طبی طور پر حدیث کے جمع کرنے اور اس کی ترتیب و تدوین کا خیال دامن گیر ہوا تاکہ امت سرایہ حدیث سے بغیر کسی انقطاع اور دشواری کے استفادہ کر سکے۔ چنانچہ حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مدینہ کے حاکم ابوبکر بن حزم کو حدیث جمع کرنے کا حکم دیا۔ اور پھر تدوین حدیث کا باقاعدہ سلسلہ شروع ہو گیا۔

طبقات کتب حدیث

استفادہ عام اور علمی سہولتوں کے پیش نظر حدیث کے بے شمار مجموعے تیار ہوئے ان مجموعہ ہائے حدیث کو سمت و شہرت کے لحاظ سے مختلف مراتب و درجوں پر رکھا گیا ہے اور کئی طبقات میں تقسیم کیا گیا ہے۔

(۱) پہلے طبقے میں موطا امام مالک، بخاری اور مسلم شامل ہیں۔ ان کا درجہ صحت دوسری

کتب حدیث کے مقابلے میں زیادہ بلند ہے۔

(۲) دوسرے طبقے میں ابوداؤد، ترمذی اور نسائی شامل ہیں۔

(۳) تیسرے طبقے میں وہ کتب احادیث ہیں جن میں صحیح، حسن، ضعیف، معروف، عربیہ

شاذ، منکر، خطا، صواب، ثابث، منقول ہر قسم کی احادیث شامل ہیں۔ مثلاً مسند

البدلی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابی بکر ابن ابی شیبہ، مسند ابوداؤد الطیالسی، بیہقی

طحاوی اور طبرانی وغیرہ۔

(۴) چوتھے طبقے میں وہ احادیث ہیں جو پہلے تین طبقات میں نہیں ہیں اور ان کو

بعد میں مرتب کیا گیا ہے۔ مثلاً ابنِ جان کی کتاب الضعفاء، کامل لابنِ عدی، خلیب بغدادی، ابو نعیم، جوزقانی، ابنِ عساکر، ابنِ سنیار، اور دلمی وغیرہ کا مجموعہ احادیث۔

(۵) پانچویں طبقہ میں وہ کتب احادیث شامل ہیں جن میں ان روایات کو جمع کیا گیا ہے، جو فقہار، صوفیا اور مؤرخین کے یہاں معروف ہیں۔

ابن جوزی نے حدیث کے چھ طبقات بیان کیے ہیں۔

پہلے طبقہ میں وہ احادیث ہیں جن کی سمت پر امام بخاری، ابو امام مسلم متفق ہیں۔ ایسی احادیث متفق علیہ کہلاتی ہیں۔

دوسرے طبقہ میں وہ احادیث ہیں جن کو صرف امام بخاری یا امام مسلم نے بیان کیا ہے۔ تیسرے طبقہ میں وہ احادیث ہیں جن کی سند صحیح ہے مگر ان دونوں بزرگوں میں سے کسی نے بیان نہیں کیا ہے۔

چوتھے طبقہ میں وہ احادیث ہیں جن میں قدرے ضعف محتمل پایا جاتا ہے اور یہ احادیث حسن ہیں۔

پانچویں طبقہ میں وہ احادیث ہیں جن میں شدید ضعف پایا جاتا ہے، علماء کے نزدیک ان احادیث کے مراتب مختلف ہیں، بعض نے ان کو حسن میں شمار کیا ہے اور یہ خیال کیا ہے کہ ان میں قوی تر زلزل نہیں پایا جاتا، اور بعض نے ان کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ ان کے نزدیک ان روایات میں شدید زلزل پایا جاتا ہے۔ ان احادیث کو «اعلال المتناہیة فی الاحادیث الواہیة» میں جمع کیا گیا ہے۔

چھٹے طبقہ میں موضوع روایات ہیں۔ موضوعات میں کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ روایت فی نفسہ موضوع اور من گھڑت ہوتی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ دوسروں کا قول ہوتا ہے مگر اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے۔

اصطلاحات حدیث

(۱) صحیح - جس کی سند متصل ہو، راوی عادل اور قوی الحافظ ہو، روایت شاذ اور
مطلوبہ نہ ہو۔

(۲) حسن - جس کی سند میں کوئی راوی تہم نہ ہو، روایت شاذ نہ ہو اگرچہ راوی قوی الحافظ نہ ہو۔
(۳) ضعیف - جس میں حسن اور صحیح کے شرائط پورے نہ پائے جاتے ہوں۔

(۴) مسند - جس کی سند نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی ہو، مرفوع یا موقوفہ۔

(۵) مرفوع - جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب ہو۔ اکثر اہل علم کے نزدیک صحابی نہ
جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے سے کوئی بات منسوب کریں تو وہ سبھی
مرفوع ہے۔

(۶) متفق - جس کی سند کی ابتداء سے ایک یا ایک سے زیادہ راوی حذف کر دیا گیا ہو۔

(۷) غریب - جس کا راوی مرت ایک ہو۔

(۸) موقوف - جس کی سند صحابی پر ختم ہوتی ہو۔

(۹) مقطوع - جس کی سند تابعی پر ختم ہوتی ہو۔

(۱۰) مرسل - جس کے سلسلہ سند میں تابعی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان
صحابی کا ذکر نہ ہو۔

(۱۱) منقطع - جس کی سند از اول تا آخر متصل نہ ہو بلکہ کوئی راوی ساقط ہو گیا ہو۔

(۱۲) معضل - جس کی سند سے دور راوی ساقط کر دئے گئے ہوں۔

(۱۳) منکر - جس کا راوی ضعیف ہو اور ثقہ راویوں کی مخالفت کرتا ہو۔

(۱۴) مدلس - جس کا راوی اپنے شیخ کو درمیان سے غائب کر کے براہ راست
اوپر کے راوی سے حدیث بیان کرتا ہو۔

(۱۵) موضوع - حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بات نہیں فرمائی وہ آپ کی طرف منسوب کر دی جائے

حدیث کے معاملہ میں صحابہ کرامؓ کی احتیاط

انبیاء علیہم السلام کے بعد انسانیت کا بہترین طبقہ وہ ہے جسے ہم صحابہ کئے نام سے یاد کرتے ہیں۔ صحابہ نہ صرف امت محمدی میں بلکہ عام انسانوں میں سب سے اعلیٰ اور افضل سیرت و کردار کے حامل اور بلند مرتبہ پر فائز ہیں۔ صحابہ کی تعریف محمد بن اسماعیل بخاری نے اس طرح کی ہے۔

”من صحب النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل من المسلمین فہو من اصحابہ“
مسلمانوں میں سے جس کو نبی کریمؐ کی محبت ملی ہو یا جس نے آپؐ کو دیکھا ہو وہ صحابی
ابن حجر عسقلانی کہتے ہیں، ”من لقی النبی صلی اللہ علیہ وسلم موثاباً وہ مات علی الاسلام“
علامہ بازری صحابہ کی تعریف اس طرح کرتے ہیں۔

”لسنا نغنی بقولنا“ الصحابة مدطی کل من رآہ علی اللہ علیہ وسلم واما
اور اذکارہ لما ماوا اجتماع بہ کفرض وانقض عن کتبہ وانما الغنی بالذین
لازموا وعزیرہم ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اولئک
ہم المفلحون“

جب ہم یہ کہتے ہیں کہ صحابہ عادل ہیں تو اس سے مراد ہر وہ شخص نہیں ہوتا جس
نے آنحضرتؐ کو کسی دن دیکھا ہو، یا آپؐ کی کبھی زیارت کی ہو، یا کسی مقصد کے
تحت آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ہو اور فوراً مابین چلا گیا ہو، بلکہ اس سے
ہماری مراد وہ لوگ ہوتے ہیں جو ان جنابؐ کے ساتھ رہے، آپؐ کو تقویت
پہنچائی، آپؐ کی مدد کی، اور اس نبرد کی پیروی کی جو آپؐ کے ساتھ نازل ہوا
اور وہی لوگ کامیاب ہیں۔

یہ تعریف اگرچہ شرفِ مصابیت کی عظمت کی حفاظت کے پیش نظر کی گئی ہے۔ مگر اس سے ماں بن حجر، مالک بن حویرث اور عثمان بن ابی العاص جیسے مصابہ کل جاتے ہیں کیوں کہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وفد کے ساتھ آئے اور پھر چلے گئے۔ چنانچہ ہازری کی یہ تعریف کمال نہیں۔

مذکورہ صفات کے حامل مصابہ کرام ہم باوجودیکہ حدیث کی تعلیم و اشاعت میں غیر معمولی دلچسپی لیتے تھے اور اس کو حاصل کرنا، اور حُرزِ جاں بنانے میں بڑی محنت اور جاں نثانی سے کام لیتے تھے، مگر بالعموم وہ اسے بیان کرنے اور قبول کرنے میں بڑی احتیاط سے کام لیتے تھے بارہا کوئی ایسی بات آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو جائے جو فی الواقع آپ نے بیان نہ فرمائی ہو، چنانچہ حضرت مالک بن انس فرماتے ہیں۔

"انه ليمنعني ان احدكم حديثا كنت ارا ان رسول الله صلى الله عليه وسلم

قال من تقدم على كذب فليتبوا مقعده من النار

مجھے بکثرت حدیث بیان کرنے سے جو چیز روکتی ہے وہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے جان بوجہ کھوٹ میری طرف منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنائے۔

حضرت ابو ہریرہ سے جب یہ پوچھا گیا کہ دوسرے لوگ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں بیان کرتے ہیں اور آپ نہیں کرتے، تو انہوں نے جواب دیا بخدا میرے بیٹے جب سے میں اسلام لایا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا نہیں ہوا، مگر میں نے آپ کو یہ کہتے سنا "من کذب علی متعمدا فليتبوا مقعده من النار" جس نے جان بوجہ کھوٹ میری طرف منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنائے۔ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ فرماتے ہیں کہ:

"ادركت في هذا المسجد عشرين ومائة من الاضرار وما منهم من يحدث

بحدیث۔ الا و ان اخاه كفاة له

میں نے اس مسجد کو صرف ایک سو بیس محال ہی انصاریوں سے دیکھے جو حدیث بیان نہیں

کرتے اور ان میں سے ہر ایک کی خواہش ہوتی کہ دوسرا بیان کرے۔

ان اصحاب نے براہ راست درس گاہ نبوت کی تربیت پائی تھی اور وہ ادا و اسطہ فیضان محمدی سے بہرہ ور ہوئے تھے۔ ان سے کسی بھی حال میں یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اپنی طرف سے کوئی بات بیان کریں اور اسے نبی معصوم کی طرف منسوب کر دیں۔ جب یہ حضرات ہمارے انسانوں کے ممالک میں طرح کی غیر ذمہ دارانہ حرکت نہیں کر سکتے تھے تو سبھلا اپنے محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں کس طرح خیانت کر سکتے تھے۔ حضرت قتادہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نے ایک حدیث بیان کی تو کسی نے پوچھا کیا آپ نے یہ حدیث نبی کریم سے سنی ہے؟ کہا ہاں، یا کہا کجھ سے ایسے شخص نے بیان کی جو جھوٹ نہیں بولتا، نہ تو ہم جھوٹ بولتے تھے اور نہ یہ جانتے تھے کہ جھوٹ کیا ہوتا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کمال احتیاطاً حدیث کی روایت ہی سے متعلق نہ تھا بلکہ حدیث قبول کرنے کے سلسلے میں بھی اسی طرح محتاط تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرنے والے سے گواہی طلب کر لیتے تھے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہم کے ذریعے موکر کراتے تھے، دیگر اصحاب کا بھی یہی طرز عمل تھا اور ایسا اس بنا پر نہیں کیا جاتا تھا کہ خدا خواستہ ان کو راوی (مسافر) پر اعتماد نہ تھا بلکہ وہ چاہتے تھے کہ حدیث رسول کے سلسلے میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اسی اساس پر دستہ داری کا نتیجہ تھا کہ بہت سے اصحاب نے حدیث کی تمام چھڑوی۔ اسی بنا پر ابو زرہ کہتے ہیں کہ ”جب تم دیکھو کہ کوئی شخص کسی صحابی کی اہانت کرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ زندقہ ہے کیوں کہ ہمارے نزدیک قرآن اور نبی برحق ہیں اور قرآن و سنت ہم تک صحابہ رضی اللہ عنہم ہی کے ذریعے پہنچے ہیں۔ یہ زندقہ چاہتے ہیں کہ ہمارے شاہد کو مجروح کر دیں تاکہ قرآن و سنت کو باطل ٹھہرائیں۔ ممتاز عالم دین مولانا سید احمد اکبر آبادی مرحوم نے عہد صحابہ رضی اللہ عنہم کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے۔

”عہد صحابہ رضی اللہ عنہم ایمان و عمل کے لحاظ سے سب لوگ یکساں نہیں تھے بلکہ اس عہد میں وہ لوگ بھی تھے جن کی نسبت قرآن میں فرمایا گیا ”قالت

الْاَعْرَابِ اٰمَنَّا قُلْ لَمْ نُكَلِّمُكُمْ فِيْهَا شَيْئًا وَاَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْلِمُونَ
 الْاٰيْمَانِ فِيْ قُلُوْبِكُمْ۔ (المزملات، ۲۴)

پس جو لوگ اس آیت کا مصداق تھے وہ مسلمان ضرور تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شرفِ ملاقات ہونے کے باعث صحابہ میں شمار بھی ہوتے تھے لیکن طویل صحبت و تربیت یافتہ نبوی صحابہ جیسا ان میں نہ درج و تقویٰ تھا اور نہ اپنے قول و عمل میں ان کی طرح محتاط تھے۔ اسی بنا پر (نیک نیتی سے ہی) جب کبھی ان کو اپنی رائے یا خیال کو موکر کرنا ہوا انھوں نے بے تکلف ایک قول آل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا، خواہ انھوں نے یہ قول اپنے جی سے گھڑا ہو یا ان ہی کے متعلق کسی غیر ذمہ دار شخص سے سنا ہو۔

صغار صحابہ رحمہ کے متعلق مولانا کی رائے ہمارے نزدیک قابلِ اعتبار نہیں ہے۔ آیت میں جن لوگوں کا تذکرہ ہے ان کی صحابیت کی نفی خود ”لما یدخل الایمان فی قلوبکم“ سے ہر جاتی ہے۔ ہم کسی صحابی پر وین حدیث کا الزام بغیر مستند تاریخی حوالہ کے نہیں لگا سکتے، پھر جس کے متعلق یہ ثابت ہو جائے ہم اسے صحابی نہیں قرار دے سکتے۔

بائیں ہمہ اس امکان سے صرف نظر نہیں کیا جاسکتا کہ کسی صحابی کو حدیثِ رسولؐ کا پورا پس منظر سمجھنے میں ناکامی ہوئی ہو یا دعائے کلام ان سے کسی وجہ سے اوچل پو گیا ہو اور اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف انھوں نے جو بات منسوب کی ہوئی ہو انہیں ثابت کا دعواز رہا ہو۔ مثلاً حضرت مسروقؓ روایت کرتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے آکر حضرت عائشہؓ سے بیان کیا کہ نازی کے آگے سے اگر گتا، گرھا اور عورت گزر جائے تو ناز فاسد ہو جاتی ہے۔ اس پر حضرت عائشہؓ نے فرمایا۔

مشجھتمو نابالحمراء والکلاب واللہ لقد رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی صلی وانا علی السوریبینہ و بین القبۃ مضطجعة فقیلا والناہ
 ناکرہ ان اجلروا ووزی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاضل من عند ربہ علیہ

تم لوگوں نے ہمیں کتوں اور گدھوں کے مشابہہ کر دیا۔ سزا میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اس حالت میں نماز پڑھتے دیکھا ہے کہ میں تخت پر لیٹی ہوتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اور قبلہ کے درمیان مائل رہتا۔ جب ضرورت اٹھنے کی ہوتی تو میں اٹھنا پسند نہ کرتی مبادا حالت نماز میں نبی کریم کو تکلیف پہنچے تو میں آپ کے پاؤں کے پاس سے کھسک جاتی۔

ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے میں چیز کو حدیث سمجھ کر بیان کیا تھا، بہت ممکن ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں اس کا تذکرہ آیا ہو اور راوی نے پس منظر سمجھے بغیر اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی حدیث سمجھ کر بیان کر دیا ہو، جس پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے تنقید کی، چنانچہ سہ بخاری شریف کی دوسری ان روایات سے بھی اس کی تصدیق ہوتی ہے جو متعدد طرق سے منضمون کو شامل ہیں۔

بیہ بن یزید کہتے ہیں کہ میں عبدالملک بن مروان کے عہد خلافت میں امام خمیسی کہاں بیٹھا ہوا تھا اس وقت ایک صحابی نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے یہ روایت بیان کی۔

« فاعبدوا ربکم ولا تشربوا به شیئاً و اقیموا الصلوة و اؤاؤ الزکوٰۃ و اطیعوا الامرا فان کان خیراً فاطعوا و ان کان شرّاً فلیہم و ان تم منہ براءۃ »

اپنے رب کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ، نماز قائم کرو اور زکوٰۃ دے اور حکمرانوں کی اطاعت کرو اگر وہ اچھے ہیں تو تمہارے حق میں ہیں اور اگر برا ہیں تو اس کا وبال ان پر ہی ہو گا اور تم اس سے بری ہو گے۔

اس پر خمیسی نے کہا: « کذبتہ » تم نے غلط کہا یہ!

امام خمیسی متاخر مورث، فقیر اور تابعی ہیں ان کا کسی صحابی سے یہ کہنا کہ

« کذبتہ » کذب عہد پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ ہے کہ اس حدیث کو سمجھنے میں تم نے غلطی ہوئی۔ چنانچہ بعض مترجمین صحابی نے دوسرے صحابی سے ایسا ہی کہا کہ اس کا مطلب محدثین کے نزدیک یہی ہے۔

وضع حدیث پر وعید

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح حدیث کو ماحصل کرنے کی ترغیب دی اور اس کے ماطین کے لیے دعا فرمائی، اسی طرح حدیث وضع کرنے یا حدیث کے نام پر کوئی غلط بات آں جناب کی طرف منسوب کرنے سے سختی سے منع فرمایا اور ایسے لوگوں کو نارِ جہنم کی وعید سنائی جو آپ کے حوالہ سے کوئی غلط بات کہیں چونکہ وضع حدیث کا معاملہ ایسا نہیں ہے کہ ایک بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دی گئی جس طرح دوسرے انسانوں کی طرف منسوب کر دی جاتی ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم شارح اور مہار دین ہیں اس لیے ان کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت میں فساد پیدا کیا جائے، مزاج دین کو بگاڑا جائے، انسانوں کو گمراہ کیا جائے اور امت مسلمہ کو مراط مستقیم سے برگشتہ کر دیا جائے۔ اس لیے جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی حرکت پر کلی پابندی مانگ فرمائی اور اس کی سزا جہنم قرار دی۔ چنانچہ متبرک کتاب احادیث میں اس سلسلہ کی بہت سی احادیث وضع حدیث کی شدت کو بیان کرتی ہیں۔

یہ بھی بن میمون مصری کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ قاضی نے عقب بن عامرؓ کو منبر پر حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیان کرتے دیکھا تو کہا کہ یہ صاحب یا تو حافظ حدیث ہیں یا بلاکت میں مبتلا ہوئے والے ہیں۔ کیوں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہم سے آخری عہد لیا تھا وہ یہ تھا

”علیکم بکتاب اللہ وستر جنون الی قوم یحبون الحدیث عنی فمن قال علی مالہ اقل فلیتوا مقعداً من النار ومن حفظ شیئاً فلیحدثہ“

تمہارے اور پر اللہ کی کتاب کی پیروی لازم ہے اور جلدی ایسے لوگوں سے تم کو ساقبہ پیش آئے گا جو میرے حوالہ سے حدیث بیان کرنا پسند کریں گے، تو جس نے بھی وہ بات میری طرف منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنا لے، اور جس نے کوئی حدیث یاد کر رکھی ہے تو وہ بیان کرے۔

عن مغيرة بن شعبه بن قال سمعت النبي صلى الله عليه وسلم يقول
الكذب على ليس ككذب علي احد من كذب علي فليتبوا مقعده من النار
میزو بن شوبہؓ کہتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ میری
طرف جھوٹی بات منسوب کرنا عام انسانوں کی طرف جھوٹ منسوب کرنے
سے مختلف ہے، جس نے میری طرف جھوٹ منسوب کیا وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنالے۔
عن علي قال قال النبي صلى الله عليه وسلم لا تكذبوا علي فان من

كذب علي فليلج النار

حضرت علیؓ نے فرمایا میری طرف جھوٹ منسوب
نہ کرو، جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

عن عبد الله بن زبير قال قلت لزيدي اني لا اسمعك تحدث عن
رسول الله صلى الله عليه وسلم كما يحدث فلان وفلان قال امانى له
افارقه منذ اسلمت ولكن سمعته يقول من كذب علي فليتبوا

مقعده من النار

عبد اللہ بن زبیرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا اپنی حضور
صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں روایت نہیں کرتے جس طرح فلاں فلاں
حضرات روایت کرتے ہیں تو انہوں نے جواب دیا، جب سے میں مسلمان
ہوا، نبی کریمؐ سے جدا نہیں ہوا، لیکن میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سنا جس نے
مجھ پر جھوٹ بانٹھا وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنالے۔

عن سلمة بن الأكحمة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من يغل علي
ماله اقل فليتبوا مقعده من النار

۱۔ بخاری کتاب العلم باب تظليل الكذب ۱۷۷

۲۔ متفق علیہ

۳۔ بخاری، ابوداؤد، ابن ماجہ ۱۷۷ بخاری، دارقطنی۔

بروایت سلم بنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری طرف وہ بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنا لے۔

• عن ابی قتادۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول طعن النبی
ایاکم وکثرۃ الحدیث عنی فمن قال علی طیقل حقاً وصدتاً ومن تقول
علی ما لہ اقل فلیتوبوا مقعداً من النار

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اس منبر پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا ہے کہ تم لوگ بہت زیادہ حدیث بیان کرنے سے بچو جس نے میری نسبت سے کوئی بات کہی وہ مرنے سے بچے یا سچ کہے اور جس نے میری طرف وہ بات منسوب کی جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنا لے۔
عن جابر قال علیہ الصلوٰۃ والسلام من کذب علی متعمداً فلیتوبوا مقعداً من النار

بروایت حضرت جابر رضی اللہ عنہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی تو وہ اپنا ٹھکانا جہنم کو بنا لے۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سارا اتنا اہم اور نازک ہے کہ مرنے والی بات منسوب کرنا ہی موجب جہنم نہیں ہے بلکہ ایسی روایت کا بیان کرنا بھی باعث عذاب ہے، کیوں کہ جھوٹی بات بیان کرنے والا گھڑنے والے کے عمل میں شامل ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمائی۔

من حدث علی حدیثاً وھو یرى انہ کذّب فھو احد الکاذبین
جس نے کوئی حدیث بیان کی مالاں کہ وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ بھی جھوٹ
گھڑنے والوں میں سے ایک ہے۔

وضع حدیث کی جسارت

ان وعیدوں اور تنبیہوں کا اثر یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سلسلہ میں انتہائی حساس

اور محتاط ہو گئے۔ پورے دورِ صحابہؓ میں وضع حدیث کی جرات و جسارت کسی نے نہ کی یہاں تک کہ باہمی اختلاف اور جنگ کے ہنگامی حالات میں کبھی کسی صحابیؓ نے ایسی کوئی بات آنسوؤں کی طرف منسوب نہ کی جس سے فریقِ مخالف کے مقابلے میں ان کے موقف کی تائید ہوتی ہو اور وہ قولِ رسول نہ ہو۔ مگر یہ صورت حال کچھ زیادہ عرصہ تک برقرار نہ رہ سکی۔ اسلام سے تعلق جس قدر کمزور ہوتا گیا۔ بنیِ علیؓ علیہ السلام کے عہد میں جس قدر دوری ہوتی گئی، ہوا و ہوس فتنہ، فساد و زور پکڑتے گئے۔ یہاں تک کہ ابھی ایک صدی بھی نہ گزری تھی کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف جھوٹی روایتیں منسوب کی جانے لگیں۔ اس وقت اسلام ایک ایسے مرحلہ سے گذر رہا تھا جہاں اسے نئے حالات، نئے مسائل اور نئے اصول کا سامنا تھا، اسلام قبول کرنے والوں اور مسلمانوں کے گھروں میں پیدا ہونے والوں کی تعلیم و تربیت کا وہ معیار نہ تھا جو عہدِ نبویؐ میں یا عہدِ صحابہؓ کے اول میں تھا۔ ان میں بہت سے وہ منافقین بھی تھے جو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت سے مرعوب ہو کر یا کسی اور مادی فائدہ کے پیش نظر مسلمان ہو گئے تھے مگر ان کے دل جاہلیت کی تاریکی میں ڈوبے ہوئے تھے اور بعض وہ لوگ تھے جو اسلامی معاشرہ کو سبوتاژ کرنے کیلئے دستِ اسلامی معاشرہ میں داخل ہوئے تھے۔ یہی وہ لوگ تھے جو وضع حدیث کا ارتکاب کرتے تھے۔ ان واضحین نے اپنے گھٹیا مفادات پر شانِ نبوت کو قربان کیا، عظمتِ دین اور تقدسِ اسلام کو متاثر کرنا چاہا اور امتِ مسلمہ کو فتنہ و فساد میں مبتلا کر دیا۔ پھر ایک دو نہیں ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں حدیث گھڑیں جن کو ابلاغِ محدثین اور فراجِ شناسانِ رسالت نے روایت و روایت کی جھلپی میں چھپان کر الگ کیا۔ پیش آنے والی اس نئی صورتِ حال کا اندازہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہلے ہی ہو چکا تھا اور بصیرتِ نبویؐ نے یہ سمجھنا ہی تھا کہ ایک زمانہ آئے گا جب کہ حدیث کے پاک و صاف سرچشمہ کو آلودہ کرنے کی کوشش کی جائے گی اور موتیوں کے اس مقدس ڈھیر میں خرف ریزے ملائے جائیں گے، چنانچہ بروایت حضرت ابو ہریرہؓ رضی اللہ عنہ نبی کریم نے فرمایا۔

سیکون فی آخر الزمان اناس من امتی یحدثون کذباً لیسوا

انفقوا لایا کفر فایا کفر وایا ہم لہ

لہ مسلمہ اب تفسیر منہجی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آخری زمانہ میں میری امت کے کچھ لوگ تم سے ایسی حدیث بیان کریں گے جن کو ذمہ نے اور نہ تمہارے آباؤں نے سنا ہو گا تو تم ان سے بچ کر رہنا۔

ایسے واہمنین کی تعداد بہت ہے جنہوں نے آخرت کے بدلے دنیا اور جنت کے بدلے جہنم کا سودا کیا۔ مگر چند مشہور واہمنین کے نام حسب ذیل ہیں:

- (۱) وہب بن وہب القاضی (۲) محمد بن اسباب الکلبی (۳) محمد بن سعید الشامی مصلوب
 - (۴) ابو داؤد سلیمان بن عمر اللخزری (۵) اسحاق بن سنج المللی (۶) غیاث بن ابراہیم النخعی
 - (۷) منیہ بن سعید الکوفی (۸) احمد بن عبد اللہ الجویاری (۹) امر بن احمد اللخزری
 - (۱۰) محمد بن عکاشہ الکرمانی (۱۱) محمد بن قاسم الطاکسانی (۱۲) محمد بن زیاد البشکری
 - (۱۳) احمد بن الحسن بن ابان المصری (۱۴) محمد بن عبید القزلی لہ
- امام ثمالی رحمہ کا قول ہے کہ وضع حدیث کے ترکب معروف کذاب چار ہیں۔

- (۱) مدینہ میں ابن ابی سعید (۲) ہند میں واقدی (۳) خراسان میں مقاتل بن سلیمان (۴) شام میں محمد بن سعید المصلوب۔

ان جوڑے ناقابت انہیں لوگوں نے موضوع احادیث کو رواج دے کر اسلامی مہاشو کو جس اضطراب و انتشار میں مبتلا کر دیا اس کا اندازہ ابن جوزی کے اس اقتباس سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔

”واعظوں نے موضوع حدیثوں کے ذریعے مخلوق کو اس قدر خراب کیا ہے کہ کتنے چہرے بھوک کی وجہ سے زرد ہو گئے، کتنے لوگ سفر میں بٹکے پھر، کتنوں نے ان وجہ سے اپنے نفس کو محروم کر لیا جو ان کے لیے مباح تھیں کتنوں نے علم کی روایت محض اس لیے چھوڑ دی کہ اس میں خواہشات نفس کی مخالفت نظر آئی، کتنوں نے مصنوعی زہد اختیار کر کے زندگی ہی میں اپنی اولاد کو یتیم بنا دیا اور اپنی بیویوں کے حقوق نظر انداز کر کے ان کو ایسی حالت میں

چھوڑ دیا کہ ان کا کوئی شوہر ہے اور نہ وہ بے شوہر کی ہیں۔ لہ

موضوع روایت کا حکم

غلامہ گفتگو یہ ہے کہ حدیث بیان کرنے میں احساسِ ذمہ داری اور کمالِ احتیاط کی ضرورت ہے۔ جب تک یقین کے ساتھ کسی روایت کا صحیح ہونا معلوم ہو جائے اور روایت حدیث کے کسی متبرمجہ میں نہ دیکھ لی جائے اس وقت تک اسے بیان نہیں کرنا چاہیے۔ بعض علماء نے تو یہاں تک پابندی لگائی ہے کہ جو شخص صحیح اور ضعیف روایات کی تیز سے ملاحظہ ہے اس کے لیے کسی مجبور حدیث سے بھی روایت نقل کرنا درست نہیں جب تک کہ وہ اہل علم سے نہ پڑھ لے بلکہ نیز غیر حوالہ کے حدیث بیان کرنے اور لکھنے سے پرہیز کرنا چاہیے، من سنی سنالی یا ظن و تخمین کی بنا پر حدیث بیان کرنا کسی صورت میں جائز نہیں، بلکہ اگر صحیح حدیث سے بھی ظن و تخمین کی بنا پر بیان کی جائے گی تو بیان کرنے والا گنہگار ہوگا۔ حافظ زین الدین عراقی لکھتے ہیں۔

وان اتفق انہ فقل حدیثا صحیحا کان انما فی ذالک لانہ ینقل بالہ

علمہ وان صدق الواقع کان انما باقدا مہ علی مالہ میعلمہ

اگر حدیث بیان کرنے والے نے اتفاقاً صحیح حدیث روایت کی تو اس میں بھی گنہگار ہو سکتا کیوں کہ اس نے ایسی روایت نقل کی جس کا اسے علم نہ تھا اگرچہ وہ روایت واقعہ کے مطابق ہی ہو اس لیے کہ اس نے ایسی حدیث بیان کرنے کا اہم کیا جس کا اسے علم نہ تھا۔

اور جس روایت کے متعلق معلوم ہو جائے کہ یہ موضوع ہے تو اس کا بیان کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور بیان کرنے والا گنہگار ہوگا۔ امام نووی نے موضوع روایت کی تعریف کی ہے۔

لہ کتاب المنوعات۔ فصل وقد کان قد ارسلنا

لہ ہر منوعات کبیرہ لہ ایضا

الموضوع هو المختلف المصنوع وشرا الضعیف^۱ لہ
 موضوع من گھرت بناوٹی روایت کا نام ہے اور یہ ضعیف کی بدترین شکل ہے۔
 سچ اس روایت کا حکم بیان کرتے ہوئے لکھا ہے۔
 تحرم روایتہ مع العلم بہ فی ای معنی کان الامینیا^۲ لہ
 اس کا بیان کرنا دانستہ حرام ہے خواہ کسی بھی معنی میں مگر یہ کہ اس کا موضوع ہونا
 بیان کر دیا جائے۔
 ابن صلاح لکھتے ہیں:

”ولا تحل روایتہ للاحد علم حالہ فی ای معنی کان الامتقریفا بیان وضعۃ^۳
 جو کوئی موضوع روایت کو جانتا ہے اس کے لیے اس کا بیان کرنا جائز نہیں
 الا یہ کہ وہ اس کا موضوع ہونا واضح کرے۔

طاہر شہ ریف جرمانی کہتے ہیں۔

”لا یحل روایتہ للمالہ بعالمہ فی ای معنی کان الامتقریفا بیان وضعۃ^۴
 موضوع روایت کے واقعہ حال کے لیے جائز نہیں کہ وہ کسی بھی معنی میں اس کو بیان
 کرے الا یہ کہ اس کا من گھرت ہونا واضح کرے۔

ان اقوال وکلیات سے یہ معلوم ہو گیا کہ روایت کا نہ صرف وضع کرنا حرام ہے بلکہ ایسی جوٹی
 حدیث کا بیان کرنا بھی حرام ہے اور یہ کہ بیان کرنے والا بھی گھرتے والے کے زمرہ میں داخل
 ہے۔ یہ محدثین اور اصولین کی اپنی اختراع نہیں بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی ہے بروایت
 عمرہ بن جذب آپ نے فرمایا۔

”من حدث عنی بحدیث یری انہ کذب فهو احد الکذابین“^۵
 جس نے میری طرف منسوب کر کے کوئی بات بیان کی حالانکہ وہ جانتا ہے کہ یہ جھوٹ
 ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک ہے۔

۱ لہ تدریب الراوی ۱/۲۴۲ لہ ایضاً لہ مقدرہ ابن صلاح ۲۱۴
 ۲ لہ مختصر من خلاصۃ للطیبی فی فن اصول الحدیث ۳ لہ مسلم باب تخلیظ الکذب

واضعین حدیث کا حکم

موضوع روایات کی طرح ان کو وضع کرنے والے درجات کے سلسلہ میں بھی علاوہ مؤرخین نے سخت موقف اختیار کیا ہے۔ ان کے نزدیک حدیث وضع کرنے والا اگر یا اسی سلوک کا متفق ہے جو سلوک متداولہ مفید کے ساتھ کیا جاتا ہے۔

ابراہیم اسراج کہتے ہیں کہ میں محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس حاضر ہوا اور ان کو ابن کرام کا ایک مکتوب دیا جس میں چند احادیث کے بارے میں سوال کیا گیا تھا، ان میں زہری، سالم اور سالم کے والد کی سند سے یہ روایت بھی تھی "الایمان لایزید ولا ینقص" ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں ہے۔ تو امام بخاری نے خطا کی پشت پر لکھا "من حدث بهذا استوجب به العن الشدید والحبس الطویل" لے جس نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ سخت سزا اور طویل قید کا مستحق ہے۔ وضع حدیث کا مرتکب اگر کبائز کا مرتکب گروا گیا ہے لے اور ابو محمد الجوزی نے اس کی تکفیر کی ہے لے اسی طرح امام مالک نے نام الدین ابن المنیر نے بھی اس کی تکفیر کی ہے لے طاہر ذہبی نے ابوداؤد کے حوالے سے لکھا ہے کہ یحییٰ بن مین نے سوید الانباری کے بارے میں کہا ہے وہ "طال الدم" ہے۔ حاکم کہتے ہیں کہ سوید کی یہ روایت "من عشق وعف وکتبت مات شہیداً" جس نے عشق کیا اور پاک دامن رہا اور اپنے عشق کو چھپایا اور اسی حالت میں مر گیا تو اس کی موت شہادت ہے۔ جب یحییٰ بن مین کو معلوم ہوئی تو انہوں نے کہا "لو کان فیفس ودمح غزوت سویڈیا" اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں سوید سے جنگ کرتا۔ ابن قتیبہ نے مسلم کے بارے میں کہا کہ اگر وہ ابن سنیج سے ظالم موضوع روایات بیان کرتا ہے تو اس کی گردن مار دینے کی ضرورت ہے۔ یہاں وہ ہے کہ عبدالکریم بن ابی ہریرہ اور محمد بن مصلوب جیسے کذابوں کو قتل کی سزا دی گئی ہے لے لیے مجرموں کی گواہی مردود اور اس کی

۱۰ ابی ایل والنکیر ۱۹۰۲ء لے قواعد التحدیث ۱۵۲ء لے الحدیث النبویہ ۲۳۲

۱۱ موضوعات کبیرہ، نزہۃ النظر ۵۵ لے میزان الاعتدال ۲۲۵/۱ لے ایضاً

۱۲ تدریب الراوی ۲۸۲/۱

تقاہت مجروح ہے۔ وہ اگر تو یہ بھی کر لے تب سبھی اہل علم کے نزدیک وہ ناقابل اعتبار ہے اس کی کوئی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔ امام احمد ابن حنبل سے ایک راوی کے بارے میں پوچھا گیا جس نے ایک جھوٹی حدیث بیان کی، پھر توبہ کر لی تو انہوں نے جواب دیا، اس کی توبہ اللہ ادا اس کے درمیان، مگر اس سے حدیث کبھی نہیں روایت کی جائے گی بلکہ

امام مالک سے فرماتے ہیں کہ حدیث چار قسم کے لوگوں سے نہیں لی جائے گی۔

(۱) وہ آدمی جو بے وقوفی میں مشہور ہے اگرچہ وہ زیادہ روایت کرنے والا ہے۔

(۲) وہ آدمی جو لوگوں کے مسائل میں جھوٹ بولتا ہے اگرچہ وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ منسوب کرنے کے سلسلہ میں متہم نہیں ہے۔

(۳) صاحب بدعت جو اپنی بدعت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے۔

(۴) وہ شیخ جو فضل و عبادت میں کمزور ہے مگر اسے اس کا شور نہیں کہ وہ کسی حدیث بیان کرتا ہے۔

دوسرا باب

وضع حدیث کے اسباب اور محرکات

وضع حدیث کی ابتدا

وضع حدیث کی ابتدا ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس سال بعد ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب کہ دین اسلام کو قبول کرنے والوں کی تعداد روز افزوں ہو چکی تھی اور اسلامی فتوحات کا سلسلہ روم و ایران اور دیگر ایشیائی ممالک تک پھیلتا جا رہا تھا اور اسلام ایک غالب دین اور عالم گیر تہذیب کی حیثیت سے تشریف ہو چکا تھا۔ جہاں اسلام کے داعی پہنچتے گئے لوگ ان کی دعوت پر لبیک کہتے گئے اور خود مسلمانوں کی نئی نسل کو اسلام کی آغوش میں پلنے بڑھنے اور نشوونما پانے کا موقع ملا۔ کہا جاسکتا ہے کہ اس وقت کا معاشرہ شعور کی اور علمی سطح کے اعتبار سے دوسرے دور میں داخل ہو چکا تھا جس کی غالب نشاندگی نئی نسل کر رہی تھی ان نوجوانوں کے معاشرہ میں سابقوں اور نوجوانوں کے تہذیبی اختلاف کم ہوتے جا رہے تھے۔ البتہ منار صحابہ کی تعداد موجود تھی، لیکن نئی نسل ہی درحقیقت اسلام کی نشاندہ اور وقت اسلامی کی پستی تھی۔ یہ لوگ چونکہ براہ راست محبت نبوی سے فیضیاب نہیں ہوئے تھے اور نہ دربار نبوت کی تربیت پائی تھی۔ اس لیے ان کی جاں نثاری، استقامت اور عزم و حوصلہ اور داناہانہ وابستگی کا درجہ وہ نہ تھا جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ پیش آنے والے پرخطر حالات اور صبر آزمائیاں میں وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بصیرت اور استقامت کا مظاہرہ نہ کر سکے، اور نہ

ان میں بسببیت مجموعی وہ خصوصیات تھیں جو ایرانِ محمدؐ میں تھیں۔ جتنے فتنے اسلامی معاشرہ میں جاہلی سازشوں کے ذریعہ رونما ہوئے ان کا زیادہ تر نشانہ یہی لوگ بنے۔ پہلی منظم سازش جو اسلام کو سبوتاژ کرنے اور امتِ مسلمہ کے اجتماعی شیرازہ کو پر اگندہ کرنے کے لیے عبداللہ بن سبا اور دوسرے منافقوں نے کی ان کے نادانستہ ہی یہی یہی حضرات اداکار بنے۔ رجعت پسند جاہلی تو تھے اگرچہ عہدِ نبویؐ سے موقع کی تلاش میں تھے مگر ان کو خلیفہ ثانی کے عہد تک کوئی موقع ہرگز نہ آسکا۔ خلیفہ ثانی حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور میں کچھ ایسے حالات رونما ہوئے کہ ان شیطانی طاقتوں کو اپنا کھیل کیلئے کاموقع میسر آگیا اور انہوں نے اس کا سبھر لوہہ فائدہ اٹھاتے ہوئے اسلامِ شمس کا آغاز کر دیا۔ اسی سازش کے نتیجے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت واقع ہوئی، ان کی مظلومانہ شہادت کے بعد اسلامی قلمرو کے طول و عرض میں ایک زبردست ہتھیاسی اور سیاسی کیفیت پیدا ہو گئی اور مسلمان واضح طور پر دو طبقوں میں تقسیم ہو گئے۔

ایک طبقہ وہ تھا جو خلیفہ چہارم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے استحکامِ خلافت پر زور دے رہا تھا۔ اس طبقہ میں قائلینِ عثمان رضی اللہ عنہ بھی داخل ہو گئے تھے۔ دوسرا طبقہ شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی تحریکِ انتقامِ قاتلینِ عثمان رضی اللہ عنہ کی پر جوش حمایت کر رہا تھا اور ان دونوں فرقوں میں سبائی فتنہ گر نغزو کر چکے تھے اور مختلف حیلوں اور کمزوریوں کے ذریعہ اختلاف کو جنگ و جدال میں تبدیل کرنے میں کوشاں تھے، اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اختلاف کی تلخ وسیع ہو کر قتال تک پہنچی اور اسلامی تاریخ میں پہلی مرتبہ مسلمانوں کے درمیان اجتماعی طور پر مقابلہ آرائی ہوئی کہ کشت و خون کا لہذا گرم ہوا اور وہ دردناک واقعہ رونما ہوا جسے ہم جنگِ جمل اور جنگِ صفین کے نام سے جانتے ہیں۔ ان دو جنگوں نے جو یقیناً دشمنانِ اسلام کی منظم سازشوں کا نتیجہ تھیں، مسلمانوں میں اختلاف و انتشار، منافرت اور عناد اور جاہلی تعصبات کے وہ سارے دروازے کھول دئے جن کو اسلام نے مقفل کر دیا تھا۔ سٹوری ریر کے لیے ایسا محسوس ہوا جسے زخمِ خوردہ جاہلیت پھر زندہ ہو گئی ہے اور اسلام اور مسلمانوں سے سبھر لوہہ انتقام لینے پر آمادہ ہے۔

ان ہی حالات میں وہ سیاسی فرقتے وجود میں آئے جن کو روافض (غالی شیعہ) شیعہ اور خوارج کے ناموں سے یاد کیا جاتا ہے۔ پھر یہی سیاسی فرقتے بعد میں دینی اور مذہبی

رُخ اختیار کرتے گئے، یہاں تک کہ مذہبی فرقوں میں تبدیل ہو گئے۔ ان کے عقائد و نظریات
سائل اور اطوار، قرآن و حدیث کی تشریح و تفسیر سب کچھ بہت حد تک مانتا مسلمان کی پہنچ
سے ہٹ گئی اور فرقے اسلام اور جاہلیت کی حدیں ملانے میں بن گئے۔ ہر ایک گروہ نے اپنے
نظریات و معتقدات کی حمایت میں قرآن و حدیث کو استعمال کرنے کا سلسلہ شروع کر دیا، اپنے
مسک کو برحق اور اپنے پیشوا کو محمود اور دوسرے مسلک کو گمراہ اور دوسرے پیشوا کو مبغوض قرار
دینا شروع کر دیا، اور اس طرح مذہبی افتراق اور گروہ بندی کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ قرآن کتب
میں ظاہری ترمیم و ترویج کا کوئی پہلو دکھاتا آسان نہ تھا اس لیے اس میں تفسیر بالرائے اور
تحریریں سنوئی کا چور و دوازہ کھول گیا گیا۔ مگر حدیث قرآن کی طرح مدتوں تھی اور نہ کسی ایک
شخص کے لیے اس کا تمار یا رکھنا آسان تھا۔ اس لیے اس میں یہ گنجائش پا کر جھلی روایت
بیان کرنے اور حدیث منشا سے پھیلائے کا دموم سلسلہ شروع کیا گیا، پھر اتنی تعداد میں حدیثیں
گھڑ لی گئیں کہ اصل احادیث اس طیارہ و مضموعات میں چھپ گئیں، پھر محدثین نے ان رجالوں کا
تاقب کیا اور ان کی ثریات کی نشان دہی کی۔

روافض و خواج اور وضع حدیث

حدیث وضع کرنے میں سرفہرست روافض تھے۔ خوف خدا اور خوفِ آخرت سے بے
نیازی نے اس سالہ میں ان کو اتنا جری بنا دیا کہ وہ ہر چیز کو حدیث بنا دیتے تھے۔ چنانچہ جلد
بن سلسلہ کہتے ہیں کہ روافض کے ایک شیخ نے مجھ سے بیان کیا کہ: "بنا اذا استعصنا منیثا
جلدنا حدیثا" جب ہمیں کوئی بات اچھی لگتی تو ہم اسے حدیث بنا دیتے۔ امام مالک سے
جب روافض کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

"لا تکلّمہم ولا تروّ عنہم فادعہم لیکن یون" ۱۷

ان سے بات نہ کرو اور ان سے روایت نہ کرو کیوں کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں۔

شربک بن عبداللہ القاضی نے ان لوگوں کے سلسلہ میں کہا تھا جب کہ وہ خود شیعہ تھا
 "احل العلم من کل من لقیتمہ الا الرافضة فانہم یصنعون الحیث
 ویتخذونک دینا" ۱۷

ہر شخص کی روایت جس سے تمہاری ملاقات ہو قبول کر سکتے ہو سوائے رافضیہ کے کیونکہ
 وہ حدیث وضع کرتے ہیں اور اسے دین بنا لیتے ہیں۔

امام شافعیؒ ان کے تعلق فرماتے ہیں۔

"مارأیت فی اهل العہوی قوما اشهدوا بالزور من الرافضة" ۱۸
 اہل بدعت میں سے کسی قوم کو میں نے رافضیہ سے زیادہ جھوٹی گواہی دینے والی نہیں دیکھا۔
 غلیلی کا بیان ہے کہ۔

"وضعت الرافضة فی فضائل علی واهل بیته نحو ثلث مائة الف حدیث
 رافضیہ نے حضرت علیؓ اور ان کے اہل ناز کے فضائل میں تقریباً تین لاکھ حدیثیں وضع کیں
 ماہر اشعری رافضیوں کے امام تھے، پھر اس سے تابع ہوئے اس کے بعد فرمایا۔

"اگر میں چاہوں کہ وہ لوگ میرے غلام ہو جائیں، یا میرے گھر کو سونے سے
 بھر دوں یا میرے گھر کا طواف کریں بائیں عرض کریں علی ابن ابی طالبؓ کے لیے حدیث
 وضع کروں تو وہ ضرور ایسا کریں گے مگر خدا کی قسم میں تو ہرگز یہ نہیں کروں گا یہ"

رافضیوں کی طرح خوارج بھی حدیث وضع کرنے میں بے باک تھے۔ ابن سعید کہتے ہیں کہ خوارج کے
 ایک شیخ نے بیان کیا کہ: "ان حدیث الاحادیثین فانکروا عن تلخذون دینکما نکلنا انما ہونیا اهل ہرنا کما

۱۷ سنہ ۱۶۱ھ ایضاً ۱۷۱ھ اختصار علوم الحدیث ۱۰۹

۱۸ السنۃ وکتابتہا فی التشریح الاسلامی ۱۵۱ ۱۵۲ روافض اور عام شیعہ میں فرقہ ہے

کرزید بن علی بن الحسینؓ کے جو لوگ پر جوش حامی تھے، انہوں نے ہشام کی خلافت کے عہد میں ان کا ساتھ چھوڑ دیا
 پھر بھی ایک طبقہ رہا جو بدستوران کا حامی رہا۔ پہلا طبقہ رافضیہ کہلایا، دوسرا زید جب کہ یہ دونوں اصلاً شیعہ
 تھے۔ مگر رافضیہ نے دینی اور زندگی سے زیادہ قرب تھے۔ اسی لیے امام شافعیؒ نے کہا کہ لوگ اسلام اللہ کے

لیے نہیں لائے بلکہ اللہ سے بناوٹ اور اس سے انتقام لینے کے لیے مسلمان ہوئے۔ سنہ ۱۵۱ھ/۱۵۱ھ

۱۹ سنہ ۱۶۱ھ کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ ۱۷۳

یہ احادیث دین ہیں اس لیے تم دیکھ لو کہ دین کس سے حاصل کر رہے ہو کیوں کہ جب ہمیں کوئی بات اچھی لگتی تو ہم اسے حدیث بنا دیتے۔

شیعہ اور وضع حدیث

غالی شیعہ کے بعد امام شیعوں کا سارا عقائد و مناقب کی حدیثیں وضع کیا کرتے تھے۔ شروع میں وضع حدیث کا بلاغ و شغنی مناقب اور خاندانی فضائل تھے۔ چونکہ شیعہ حضرات جزا فریائی کلمہ سے اس سرزمین سے تعلق رکھتے تھے جو ہیر و پستی میں دوسری قوموں سے ممتاز رہا ہے اس لیے ان کا ذہن شروع ہی سے اس طرح کی کسی بھی صورت حال کو قبول کرنے کے لیے تیار تھا چنانچہ ان حضرات نے اہل بیت کے مناقب میں حدیث وضع کرنے اور دیگر اصحاب پر اپنے امام کی برتری ثابت کرنے کی بر ملا کوششیں شروع کر دیں۔ اس کے جواب میں اہل سنت کے جاہلوں نے بھی وضع حدیث میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ جوابی کارروائی اور مقابلہ آرائی کے اس مہلک رجحان نے وضع حدیث کو آلتا ستہای سلسلہ قائم کر دیا۔ ابن ابی الحدید نے شرح پنج البلاغ میں لکھا ہے۔

اعلم ان اصل الکذب فی احادیث الفضائل جاء من جهة الشيعة

وقابلهم جهلة اهل السنة بالوضع ايضاً

فضائل کی احادیث میں اولاً جموع کا سلسلہ شیعہ کی طرف سے شروع ہوا اور جو اہل سنت کے جاہل طبقہ نے کبھی حدیث وضع کی۔

عراق اس زمانہ میں اہل تشیع کا بڑا مرکز تھا، اس کے سلسلہ میں امام زہریؒ نے فرمایا کہ:

يُخرج الحديث من عندنا شبرا خديرجع اليها من العراق ذواعاء، كنه

ہمارے یہاں سے حدیث ایک بالشت کی کلکتی ہے اور جب عراق سے لوٹتی

ہے تو ایک گرن کی ہوجاتی ہے۔

اسی لیے امام مالکؒ نے عراق کو "دار القرب" یعنی حدیث ڈھالنے کی فیکٹری کہا تھا جہاں سب کی طرح حدیث بڑی تعداد میں ڈھالی جاتی ہے۔

شخصی فضاں و مناقب میں شیعوں نے بے شمار حدیثیں وضع کیں ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

سب سے مشہور اور فتنہ انگیز روایت "غیر خم" والی حدیث ہے جس کی تفصیل اس طرح بیان کی جاتی ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس ہوئے تو راستہ میں غیر خم کے مقام پر آپ نے حضرات صحابہ کو جمع کیا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلا تھک بکرا کر تمام صحابہ کے روبرو پیش کیا اور فرمایا:

"هَذَا صِوِي وَغِي وَالْخَلِيفَةُ مِنْ بَعْدِي فَاسْمِعُوا لَهُ وَاطِيعُوا لَهُ
یہ میرا وصی ہے، میرا جہالی ہے اور میرے بعد ظلیف ہے تو تم اس کی بات سنو اور
اس کی اطاعت کرو۔

یہ روایت اس وقت گہری گئی جب شخصی اختلافات، گروہی تعصب اور مذہبی عقیدہ کی صورت اختیار کرنے لگے۔ مسلمانوں کا ایک گروہ فضیلت علیؑ، خلافت علیؑ اور عدالت علیؑ کا عقیدہ اپنا چکا تھا۔ چنانچہ حضرت علیؑ کے فضاں میں اور سبھی کسی گمراہ کن قسم کی روایات وضع کرنے میں اس عقیدہ کو بڑا دخل تھا۔ اس سلسلہ کی چند مردود روایات یہ ہیں:

من اراد ان ينظر الى ادم في علمه والى نوح في فهمه والى ابراهيم
ففي علمه والى موسى في هيئته والى عيسى في عبادته فلينظر الى عليؑ
جو آدم کا علم، نوح کا فہم، ابراہیم کی برادری، موسیٰ کا جلال اور عیسیٰ کی عبودیت
دیکھنا چاہتا ہے وہ علیؑ کو دیکھے۔

حب علی حنة لا يرض معهاسيئة وبقضه سيئة لا يبتغ معه احنة
علی کی محبت ایسی نیکی ہے جس کے ساتھ کوئی گناہ نقصان دہ نہیں اور ان سے
بغض ایسا گناہ ہے جس کے ساتھ کوئی نیکی فائدہ مند نہیں۔

انما شلتک یا علی کمثل عیسیٰ بن مریم احبہ قوم فافرطوا وابغضہ قوم فافرطوا
تعلاری شال اسے علیؑ عیسیٰ بن مریمؑ کی ہے جس سے ایک گروہ نے محبت کی تو بائوکیا
اور ایک گروہ نے دشمنی کی تو بائوکیا۔

ناد علیا منظر العجائب تجده لک عوفانی النوائب فی کل عم و هم تلہ
علیؑ جو منظر عجائب میں کو پھاو تو تم ان کو شکلات اور پریشانیوں میں دوکار پاؤ گے۔
یہ گراہ کن موضوع روایت عقیدہ اہل شیعہ کی بنیاد کی گئی ہے اور اسی سے وہ علیؑ کو مشکل کش
سمتے ہیں۔ یہ شکرانہ روایت بہت سی دوکانوں اور مکاتوں میں آویزاں نظر آتی ہے۔

صلی علی الملئکة و علی بن ابی طالب سبع سنین ولم یصد شہادة ان لا
الہ الا اللہ من الارض الی السماء الا منی ومن علی بن ابی طالب لہ

فرشتوں نے محمدؐ پر اور علی بن ابی طالبؑ پر سات سال تک درود بھیجا، میرے اور
علی بن ابی طالبؑ کے ذمہ کلمہ شہادت آسمان تک نہیں پہنچ سکتا۔

ستکون فتنة فان ادراکھا احد منکم فلیبہ بحضلتین کتاب اللہ و علی
ابن ابی طالب فانی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول وهو
أخذ بیدی علی هذا علی اول من آمن بی وهو اول من یصافحنی یوم القیامة
وهو فاروق هذه الامة یفرق بین الحق والباطل لہ

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ ایک فتنہ آنے والا ہے تم میں سے جو بھی اس
وقت موجود ہے وہ دو چیزوں کو اختیار کرے اللہ کی کتاب اور علی ابن ابی طالبؑ
کو کہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے اور آپ اس
میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے کہ علیؑ پہلا آدمی ہے جو مجھ پر ایمان لایا اور وہ پہلا
آدمی ہوگا جو مجھ سے قیامت کے دن مصافحہ کرے گا، وہ اس است کا فاروق ہے
جو حق و باطل کے درمیان فرق کرے گا۔

عبادت اللہ مع رسولہ قبل ان یعبدا کما جبل من ہذا الامة خمس سنین او سبع سنین ملہ

میں نے رسولِ کریمؐ کے ساتھ اللہ کی عبادت اس امت کے کسی بھی فرد سے پانچ سال یا سات سال پہلے کی۔

من لہ یقل علی خیر الناس فقد کفر بہ

جس نے علیؑ کو خیر الناس نہیں کہا اس نے کفر کیا۔

ان المدینة لا تصلح الا بی و بکؑ۔ یہ یا تو تم سے درست ہو گا یا مجھ سے۔

حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ کے ساتھ دوسرے اہل بیت کے سلسلے میں جو روایات وضع کی گئیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

انا میزان العلم و علی کفتاہ و الحسن و الحسین خیوطہ و فاطمہ ملاقئہ

والائمة منا عمود توزن فیہ اعمال المجبین لنا و المبغضین لنا کہ

میں علم کا ترازو ہوں، علیؑ اس کا پلڑا ہیں، حسنؑ اور حسینؑ ہم اس کی رسی ہیں اور

فاطمہؑ ہم اس کا رابطہ ہیں اور ہمارے اللہ (موصومین) عمود ہیں، اس میں ہمارے

چاہنے والوں اور ہم سے دشمنی کرنے والوں کے اعمال تولے جائیں گے۔

امنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان نخوض اولادنا علی حب علی

بن ابی طالبؑ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں حکم دیا ہے کہ ہم اپنی اولاد کو علیؑ ابن ابی طالب کی

محبت پر ابھاریں۔

ان فاطمة عصمت فرجھا فحرم اللہ ذمایتھا علی النار کہ

فاطمہؑ نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی لہذا اللہ نے اس کی ذریت کے لیے دوزخ حرم کر دیا

۱۔ الاالی المصنوعۃ ۱۶۶/۱۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی ۹۶۔ لہ الاالی المصنوعۃ ۱۶۹/۱

۲۔ ایضاً ۱۶۷، تذکرۃ الموضوعات للفتنی ۹۷۔ لہ السنۃ و حکایتھا فی التشریح الاسلامی ۹۷

۳۔ تذکرۃ الموضوعات للفتنی صلا لہ ایضاً صلا

”یناری منادیوم القیمة غصوا ابصارکم حتی تمس ناطقة بنت النبیؐ“
 قیامت کے دن آواز گھمانے والا آواز دے گا، ناطقہؓ سندھی میں اپنی نگاہیں نیچی کرے
 ”مراجم کی شب جبریل نے مجھے جنت میں اس درخت کے پاس کھڑا کیا جس کے پھل اور خوشبو سے پاکیزہ تر
 پھل اور خوشبو میں نے نہیں دیکھی، پھر جبریلؑ نے چمکلا آکر وہ پھل مجھے کھلایا اور اس نے اس سے میرے صلب میں
 نطفہ پیدا کیا، پھر میں نے خود کینہ سے مباہرت کی اس سے ناطقہؓ پیدا ہوئیں، جب مجھے جنت کا
 اشتیاق ہوتا ہے تو میں ناطقہؓ کی گردن کا بوسہ لیتا ہوں اس سے مجھے وہی خوشبو مل جاتی ہے“
 مقتل الحنین علی راس ستین سنۃ من ہجرتیؑ حسینؑ ہجرت کے ساتھیوں سے قتل کیے جائیں گے
 انا الشجرة وفاطمة فرعها وعلی ثقلها والحسن والحسين شمرتها وشيقتنا
 ودرقها واصلاها فی جنة عدن کے
 میں درخت ہوں، ناطقہؓ اس کی شان ہیں، علیؑ اس کا شاگوفہ ہیں، حسن
 اور حسینؑ اس کے پھل ہیں، اشیہ اس کے پتے ہیں اور اس کی جڑ جنت عدن
 میں ہے۔

ان آل محمدنا شجرة النبوة وآل الرحمة وموضع الرسالة ۵
 بے تنگ آل محمدؑ ہجرت کے درخت ہیں، آلِ رحمت میں اور موضع رسالت میں

اہل سنت اور موضع حدیث

اہل تشیع نے صرف اہل بیت اور حضرت علیؑ کے فضائل و مناقب میں حدیث وضع کرنے
 پر اکتفا نہ کیا بلکہ خلفائے ثلاثہ خاص طور پر شیخینؑ اور دیگر کبار صحابہؓ کی شان میں گستاخانہ روایات
 وضع کیں، ان کو غائب، فاسق، مرتد اور دشمن رسول جیسے خطابات دیے اور ان کے اوپر رکیک
 قسم کے حملے کیے۔ ان پر یہ الزام لگایا کہ ان حضرات نے حضرت علیؑ کے خاندانہ کے ساتھ ظلم و تعدی

۵ ایضاً ۱۰۹، ذکرۃ الرسولؐ للفقہ

۵ ایضاً ۲۰۲

۵ الاہل المعزود ۱/۲۰۹

۵ ایضاً ۹۹، الاہل المعزود ۱/۲۱۰ ۵ ایضاً ۲۱۰

کی اور ان کی توہین و تذلیل کی، حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما کے تہر غضب کے خاص طور پر نشانہ بنے اور ان کے خلاف بہت سی حدیثیں وضع کیں۔ مثلاً: اذا رأيتُم معاويةَ يخطب على منبري فاقفوا له جب تم میرے منبر پر معاویہ رضی اللہ عنہما کو خطبہ دیتے دیکھو تو اسے قتل کرو وغیرہ۔ اس کے جواب میں اہل سنت نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کی توہین نہیں کی کہ وہ اہل شیعہ سے زیادہ ان کے بچے متقدّم تھے، البتہ بزمِ خودِ صابرا کرام رضی اللہ عنہم کی شان کو ان کے طعنوں سے بچانے کے لیے بھی اسلامیت کے ساتھ جوڑی روایا کا سبھی سہارا لیا اور جاہلوں نے جعلی روایات ان حضرات کے لیے گھڑی شروع کیں، خلفاء ثلاثہ اور امیر معاویہ کے متعلق کچھ موضوع روایات یہ ہیں:

”اذا كان يوم القيامة قيل لابي بكر ادخل الجنة من مشئت له
 قیامت کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے کہا جائے گا تم جس کو چاہو جنت میں داخل کر سکتے ہو۔
 ان الله عز وجل يكره في السماء ان يخطأ ابو بكر الصديق والاجر من له
 آسمان پر اللہ کرنا پسند ہے کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے زمین پر کوئی غلطی سرزد ہو۔
 اذا كان يوم القيامة يكون ابو بكر على احد اركان الموضوع وعما
 قیامت کے دن ابو بکر رضی اللہ عنہم کو شکر کے ایک کون پر ہوں گے اور عرض ہوئے پر
 خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر عن يمينه وعما
 عن شماله فقال هكذا يبعث يوم القيامة“

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے دروبرو تشریف لائے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دائیں اور
 عرض بائیں تھے۔ آپ نے فرمایا اسی طرح قیامت کے دن اٹھایا جائے گا۔

ما في الجنة شجرة لا مكتوب على كل ورقة منها الا الله محمد رسول الله
 ابو بکر الصديق وعمر الفاروق وعثمان ذو النورين
 جنت کے ہر درخت کے ایک ایک پتے پر لکھا ہوئے لالا الا اللہ محمد رسول اللہ، ابو بکر
 صدیق رضی اللہ عنہ، عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہم ذی النورین رضی اللہ عنہم۔

۱۔ الاباطیل والتاکیہ ۱/۱۰۰، الاطالی المعتمد ۱/۲۲۰، ۲۔ ایضاً ۱/۲۰، ۳۔ ایضاً ۱/۱۵۵

۴۔ تذکرۃ الموضوعات للمقدسی ۱/۳۰، ۵۔ ایضاً ۱/۳۲، ۶۔ الاطالی المعتمد ۱/۱۵۵

طی العرش مکتوب لالہ الا اللہ محمد و صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم ابو بکر الصديق
 عم الفلوق، عثمان الشہید علی الرضی
 عرش پر کھایا ہوا ہے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ابو بکر صدیق رضی عنہ عمر فاروق رضی
 عثمان شہید رضی عنہ علی رضی عنہ۔

یبحث معاویة يوم القيامة وعليه ردا من فرد الامان

قیامت کے دن معاویہ رضی عنہ اس طرح اٹھائے جائیں گے کہ ان کے اوپر نیزہ ایمان کی چادر لگی
 الامناء عند اللہ ثلاثۃ انا و جبریل و معاویة
 اللہ کے نزدیک تین اشخاص مامون ہوں گے میں، جبریل اور معاویہ۔

اوحی اللہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان سکت معاویة فانما من امن
 اللہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کی کہ معاویہ رضی عنہ سے قرآن کھراؤ کیوں کہ وہ امن اور مسنونہ

انت منی یا معاویة وانا منک معاویہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے

” لا انتقد فی الجنة الاماویة فیاتی انفا بعد وقت فاقول من ابن یا
 معاویة فیقول من عند رب العزوة یحیی و یلقی بیدہ و یقول لی هذا
 مما نزل من عنک فی دار الدنیا“

میں جنت میں مرث معاویہ کو نہ پاؤں گا جب وہ عورہ کے بدلوٹ کر آئیں گے تو میں
 پوچھوں گا معاویہ کہاں سے آرہے ہو؟ وہ کہیں گے رب العزت کے پاس سے، وہ
 میرا خیر مقدم کر رہا تھا اور مجھے ہلکا ہاتھ اور مجھ سے کہہ رہا تھا کہ دنیا میں جو تمہاری
 عزت میں کمی کی گئی ہے اس کا صلہ ہے۔

صحابہ کرام رضی عنہم کے مناقب و فضائل کے سلسلے میں موصوفہ روایات کا تذکرہ ملازمین و غیرہ
 نے تفصیل سے اپنی کتابوں میں کیا ہے۔ ان احادیث موصوفہ سے یہ نہ سمجھ لیا جائے کہ مناقب صحابہ
 میں کوئی حدیث درست نہیں ہے، کیوں کہ بہت سے مواقع پر آپ نے صحابہ رضی عنہم کی تعریف کی، بہت سے

۱۔ الآلی المعجزۃ ۱/۱۵۴ ۲۔ ایضاً ۱/۲۱۸ ۳۔ ایضاً ۱/۲۱۸

۴۔ السنۃ و سکا تہائی التشریح الاسلامی ۱/۲۱۸ ۵۔ الآلی المعجزۃ ۱/۲۱۸

صحابہؓ کو جنت کی خوش خبری سننا، بہت مسرت و مسرت کی خصوصیات کا اعتراف فرمایا اور ان کو دعائیں دیں۔ یہ احادیث صحاح ستہ وغیرہ میں تفصیل سے موجود ہیں۔

شہانِ نبوت میں غلو

وضوح حدیث کا ایک بڑا محرک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی سے عقیدت و محبت میں افراط اور غلو تھا۔ نبی اکرمؐ کی شخصیت نہ صرف اوصاف و صفات اور کمالاتِ مکتہ کی حامل ہے بلکہ خاتم المرسلینؐ ہونے کی حیثیت سے دوسرے انبیاء پر آپؐ کو ایک گزہٴ فضیلت بھی حاصل ہے اس بنا پر آپؐ کی ذاتِ گرامی سے مسلمانوں کی والہانہ عقیدت اور محبت کا ہونا ایک فطری اور جزائی امر ہے۔ بلکہ صحابہؓ نے حدیث یہ جزا بیان بھی ہے۔ ایک ایسا شخص جو پیروی رسولؐ کا دعویٰ تو کرے مگر ٹوٹ کر آپؐ کو نہ چاہے، اس کے دل میں نبیؐ کی ذات پر قربان ہونے کا جذبہ نہ ہو تو وہ مسلمان نہیں ہو سکتا، آپؐ نے فرمایا:

لا یومن احدکم حتی یموت من والدہ و اولادہ و الناس اجمعین لہ تم میں سے کوئی اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے والدین، اولاد اور تمام انسانوں سے زیادہ اس کے لیے محبوب نہ ہو جاؤں۔

اس عقیدت اور محبت میں شدت کا ہونا بھی فطری امر ہے مگر ظاہر ہے کہ وہ عقیدت اور محبت غیر متوازن اور بے مہار ہو جاتی ہے جو ظلم و آگہی سے خالی ہو پھر وہ یعنی برحق بھی نہیں رہتی جب تک کہ شعور و دانش سے وابستہ نہ ہو۔ محبت و عقیدت کا تقاضا یہ ہے کہ مقامِ نبوت، مزاجِ نبوت اور کارِ نبوت سے پوری آگہی ہو اور یہ کہ نبی اکرمؐ کا اصل مقام پہچانتے ہوئے آپؐ سے محبت و عقیدت رکھی جائے۔ بعد کے ادوار میں کچھ مسلمانوں نے آپؐ کے حق میں اس احتیاط کو ملحوظ نہیں کیا اور غلو و افراط میں مبتلا ہو گئے جس سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے منع فرمایا تھا۔

لا تظرونی تکما اطرت النصارى عیسیٰ بن مریم

مجھے میرے مرتبہ سے نہ بڑھاؤ جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ بن مریمؑ کو بڑھایا تھا۔

اس کے باوجود مسلمانوں کے بعض طبقوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سالہ میں اتر تینویہ کا حال نام نہ رکھا، آپ کو آپ کے مرتبہ سے بڑھایا، بلکہ بعض نے ماہانہ مقام الوہیت تک پہنچا دیا، اللہ نے جو قدر و منزلت آپ کو عطا کی تھی وہ گریبا مانگی سمجھ لی گئی اور لوگوں نے اپنی طرف سے غیر شرعی قسم کی چیزیں جوڑ دیں۔ آپ نے سلسلے میں عجیب و غریب اور معیبر معقول قسم کے قصے بیان کیے گئے۔ اس غیر حریت یافتہ جذبہ عقیدت نے آپ کو بشرانے سے انکار کیا۔ اسی غلہ آمیز محبت نے آپ کو نوز محرم قرار دیا، اور اسی جذبہ نیاز مندی نے آپ کو خدائی میں شریک بنا دیا۔ کہنے والے نے یہاں تک کہہ دیا:

اللہ کے پلے میں وحدت کے سوا کیا ہے
جو کچھ مجھے لینا ہے لے لوں گا محمدؐ سے

اور اسی جذبہ نائزاشیدہ نے آپ کی شانِ اقدس میں موضوعِ احادیث کو سند قبول و جواز بننا۔ ولادت سے لے کر وفات تک آپ کے متعلق ایسی بے سرپر کی روایات گھڑی گئیں کہ ان کی مثال اہل ہنود ہی کے یہاں مل سکتی ہے۔ شانِ محمدیؐ میں حدیث وضع کرنے والے ایک کتاب سے جب پوچھا گیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”من کذب علی متعمدا فلیتبعوا مقتدا من النار“ اور تم اس وعید کو جانتے ہوئے حدیث وضع کرتے ہو، تو اس نے جواب دیا کہ اس حدیث میں آپ کے خلاف حدیث گھڑنے کی ممانعت کی گئی ہے اور میں تو آپ کی حرمت میں حدیث وضع کرتا ہوں۔ بدیں عقل و دانش بیاہر گرسیت۔ اس جذبہ کے تحت جو حدیثیں وضع کی گئیں ان میں سے کچھ یہ ہیں:

عام طور پر سیرت نگار حضرات بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے متعلق آپ کی والدہ ماجدہ نے فرمایا ”آپ پیدائش کے وقت گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے، اور آپ کے ساتھ ایک نوز نکلا جس نے مشرق و مغرب کو روشن کر دیا، میں نے اس نوز کو ندرتہ نام کے محلات کو دیکھا۔ یہاں تک کہ بعصر میں اونٹوں کو مراٹھائے ہوئے دیکھا۔“

۱۔ مقدمہ ابن ملاح ۲۱۵، الباعث النہیث فی اختصار علوم الحدیث ص ۳۴

۲۔ اشفا جہرین حقوق المصطفیٰ ۲۴۱، دلائل النبوة ۱/۱

اسی طرح یہ روایت کہ ”پیدائش رسولؐ کے وقت ایوان کسریٰ کے چودہ نگلورے گر گئے، آتش نارس
 بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے بجھی نہ تھی، سجیرہ طبر یہ خشک ہو گیا لے نیز یہ روایت کہ ”جب وقت کہ
 میں مالہ ہوئی، اس وقت سے محمدؐ کی پیدائش کے وقت تک میں کسی قسم کی تکلیف میں مبتلا نہ ہوئی جس
 میں مام طرد پر عذتیں مبتلا ہوتی ہیں لے مجھے بشارت دی گئی کہ خیر العالمین تمہارے پیٹھ میں ہے“
 پیدائش کے بعد اس کا نام محمدؐ رکھنا۔ اور یہ حمویہ اس کے نکاح دینا۔ جب میں بیدار ہوئی
 تو سر لمے ایک سونے کا نونہ تھا جس میں لکھا تھا ”اعین بالواحد من شر کل حاسد، وکل
 خلق راشد، من قاعدہ وقاعد، عن السبیل مائد، علی الفساد جاہدا، من نافث اوعاصد“^{۱۷۷}

حضرت آمنہ کی طرف منسوب یہ روایت بھی بے اصل ہے کہ

”جب میں درد نہ میں مبتلا ہوئی تو ستاروں کی طرف دیکھنے لگی، ایسا محسوس ہوا
 تھا کہ وہ ٹک رہے ہوں، پھر مجھے یوں لگا کہ وہ مجھ پر گر جائیں گے۔ جب (محمّدؐ کی) ولادت
 ہوئی تو اس سے نور نکلا جس سے پورا گھر منور ہو گیا اور میں نور ہی نور دیکھنے لگی“

شفا بنت عمر سے بھی اسی طرح کی ایک روایت منسوب کی جاتی ہے کہ جب انھوں نے محمدؐ کو گود میں
 لیا تو ایک نور ظاہر ہوا جس کی روشنی میں انھوں نے شام کے مملات دیکھے اور یہ نورا آئی کہ آ
 شفا تمہارے اوپر اللہ نے رحم کیا ہے

پیدائش نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو واقعات بیان کیے جاتے ہیں، ان میں رفا
 ودرایت کے لحاظ سے متعدد ذکر دریاں پائی جاتی ہیں اور انہی کمزوریوں کی بنا پر محدثین نے ان کو
 درخور اقتنا نہیں سمجھا۔ مولانا محمد تقی امینی لکھتے ہیں۔

”در رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے وقت کوئی صحابی موجود نہ تھا جس کی
 روایت قابل قبول ہو، ایسی حالت میں یہ روایتیں عمومی شہرت کی بنا پر جوں گی یا رسول اللہ
 نے خود اس کی وضاحت فرمائی، لہذا اگر ان واقعات کی شہرت اسی طرح ہوتی جیسی ان
 روایتوں کا ظاہر ہوتی ہے تو بعد میں رسول اللہ کو تبلیغ رسالت میں جس قدر دشواریاں پیش آئیں

۱۷۷ الشفا بتبرین حقوق المصطفیٰ ۱/۲۳۲، دلائل النبوة ۱/۱۴۱، تاریخ ابن عساکر، باب ذکر مولانا بنیام

وہ ذاتیں اور ہر شخص ان واقعات کی شہرت کی بنا پر ایمان لانے پر مجبور ہوتا۔ اولاً اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بغیر نفس ان کی وضاحت فرمائی ہوتی تو اتنے اہم واقعات کا تذکرہ حدیث کے مستند ذخیروں میں ضرور ہوتا، یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کی پیدائش کے وقت کے ان دلائل نبوت کو محدثین نظر انداز کر دیتے ہیں۔
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم جب مزاج کو تشریح لے گئے اور عرض ملی پر پہنچے تو جوتے نکالنے کا ارادہ کیا، آواز آئی، اے محمد! جوتے مت نکالو کیوں کہ عرض آپ کے جوتا پہن کر آنے سے شرف حاصل کرے گا اور فرنگ کرے گا۔

کان نقش خاتمہ سلیمان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ ۱۰
 حضرت سلیمان م کی انگوٹھی پر نقش تھا، لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
 لما اسرى الى السماء سقط من عرقى قبته منه العود ۱۱

جب مجھے مزاج کے لیے لے جایا گیا تو میرا پسینہ ٹپکا اور اس سے گلاب کا سہل پیدا ہوا۔
 ایک رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ہاتھ سے سوئی گر گئی وہ اسے تلاش کرنے لگیں مگر نہ ملی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متبر فرمایا اور آپ کے رات کی چمک ظاہر ہوئی جس نے پورے کمرے کو روشن کر دیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس روشنی میں اپنی سوئی کو دیکھ لیا۔

ان نور محمد صلی اللہ علیہ وسلم خلق من نور اللہ ۱۲

نور محمدی اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہے

”ما خلقت خلقا حسن منك يا محمد“ اے محمد تم سے نیا وہ جہر کوئی مخلوق میں نہیں پیدا کی
 آدم نے اللہ سے کہا، میں محمد کا واسطہ دے کر اپنے بچے تمہاروں کی منزلت چاہتا ہوں،
 اللہ نے پوچھا تم نے محمد کو کیسے جانا تو آدم نے کہا، جب تو نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اور

۱۰ حدیث کا دوسری حیاہ ۱۱۲ ۱۱ الآثار المفردہ ۱۲۵

۱۲ الآل المعنویۃ ۱۱۱، تذکرۃ الموضوعات للقدس ۱۲۵ ۱۳ ایضاً ۱۲۵، میزان الاعتدال ۱۲۱

۱۴ الآثار المفردۃ فی اخبار المفردہ ۱۲۵ ۱۵ ایضاً ۱۲۵ ۱۶ الآل المعنویۃ ۱۲۱

میرے اندر اپنی روح پہنچی تو میں نے سر اٹھایا اور عرش پر یہ لکھا ہوا پایا، اللہ اللہ محمد رسول اللہ، تب میں نے جان لیا کہ تو نے اپنے نام کے ساتھ محبوب ترین مخلوق کا نام جوڑا ہے۔ خدا نے کہا، تو نے سچ کہا اے آدم اگر محمدؐ نہ ہوتے تو میں تم کو پیدا کرتا بلکہ اخذت من لجنۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال لا یصیبک الشیء میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کا بال لیا تو آپ نے فرمایا تم کو برائی لاحق نہ ہوگی۔

نبی کریم کے سلسلے میں موضوع روایات کی اشاعت کا مسلمانوں کے معاشرے پر بہت بڑا اثر پڑا اور ایک ایسا طبقہ وجود میں آ گیا جو امت کو اوہام و خرافات کی کھائیوں میں پہنچانے لگا۔ علامہ سیرطی نے "تہذیب الخواص من اکاذیب القصاص" میں ایک عبرتناک واقعہ لکھا ہے کہ ایک قصہ گزرنے بنا دوامیں آیت ذیل کی تفسیر کی "عسی ان ینتک ربک مقاماً محموداً" (عنقریب آپ کلاب آپ کو مقام محمود میں پہنچائے گا) نکتہ یہ پیدا کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم مقاماً محموداً کے ساتھ عرش پر تنگن ہوں گے، جب یہ بات محمود بن جبر طبری کو معلوم ہوئی تو وہ بہت ناراض ہوئے اور اپنی ناراضگی کا اظہار کرنے کے لیے گھر کے دروازے پر یہ عبارت لکھ دی "سبحان من لیس لہ انیس ولا لہ علی عرشہ جلیس" پاک ہے وہ ذات جس کا کوئی ہمد نہیں اور عرش پر اس کا کوئی شریک مجلس نہیں۔ اتنا لکھنا تھا کہ بنیاد کے عوام نے ان پر حملہ کر دیا، ان کے گھر پر پتھر برسانا شروع کر دیا، یہاں تک کہ ان کا دروازہ ٹوٹ گیا اور لوگ ان پر چڑھ دوڑے۔

فقہی اور مسلکی اختلاف

جھوٹی روایات کے گھرنے اور رواج دینے میں ایک نئے محرک کا اضافہ اس وقت ہوا جب کہ قرآن و حدیث سے مسائل کے استنباط اور شرعی احکام و قوانین کی استخراج اور ترویج

۱۔ الامم المرفوعہ ۲۴۵ ۲۔ تذکرۃ المروضات للقدس سادہ ۳۔ سلسلۃ الامارین الضعیف والموضوعہ ۱/۲۸

کی بنا پر فقہی مسلکوں کا وجود ہوا۔ فقہائے کرام نے مصادر شریعت سے مسائل کا استنباط کرنے اور روز بروز پیش آنے والے معاملات میں قرآن و حدیث کی تعبیر و تفسیر اور طاعت کی تعیین کرنے میں مختلف اصول و ضوابط کو اپنایا، ایک ہی مسئلہ میں مختلف اسکے مختلف مذاہب نے آئیں۔ مسائل کی تخریج میں زاویہ نگاہ اور تبیین علت وغیرہ کا اختلاف ہر امام کو الگ الگ کتابت فکر کا بانی بنانا چلا گیا۔ بعد میں یہ کتابت فکر باہم میزبانی نہیں ہوئے بلکہ حریص بن گئے۔ صدر اسلام میں بلکہ دوسریوں تک فقہ کی بنیاد کوئی مسلک وجود میں نہیں آیا، جس کسی کو کوئی تخریج لینا ہو یا مسئلہ پر چننا ہو وہ اپنے قریب کے کسی بھی فقیہ سے دریافت کر سکتا تھا۔ مثلاً ایک ہی وقت میں ابو حنیفہ، ابن عیینہ، ابن ابی لیلیٰ، جعفر صادق اور دیگر علماء مراجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ بعد میں ہر فقیہ کے نام پر الگ حلقہ قائم ہو گیا۔ ہر استاذ کے تلامذہ اور متبعین اپنے شرب سے وابستہ رہ کر اس کی ناسنگگی کرنے لگے اور اسی وابستگی کو شریعت محمدی سے قریب تر تصور کرنے لگے۔ ان کے مسائل کی تخریج میں کسی موضوع احادیث سے استدلال نہیں کیا۔ موضوع احادیث کو رواج دینا تو دور کی بات تھی بلکہ صحیح اور بعض حالات میں احادیث حسن کو انسانی اعمال و ظالمت میں تاوان، اور رواج میں ہلکی دھکی کر کے زہر رکھنے کی کامیاب کوشش کی، مگر ان کے بہت سے متبعین ایسے بھی تھے، جن میں فکری بلندی، اوسست نظری اور وسیع الشریعی پیمانہ ہو سکی، ان میں دوسرے مسلک، ان کے حامیوں اور متبعین کے سلسلے میں رشک و رقابت کا جذبہ پیدا ہوا۔ ہر کوئی اپنے امام کو افضل اور اپنے مسلک کو برحق ثابت کرنے لگا۔ اس جہالت نے بہت سی جہالتوں کا ڈھانچہ کھولا، نوبت یہاں تک پہنچی کہ لوگوں نے اپنے امام اور مسلک کی حمایت میں حدیث وضع کرنی شروع کر دی، یہ مذموم حرکت صرف اپنی حمایت تک محدود نہ رہی بلکہ دوسرے اماموں کی مذمت میں بھی حدیث وضع کی جانے لگی۔ اس جذبہ کے تحت جو حدیثیں وضع کی گئیں ان کا نمونہ ملاحظہ ہو۔

من قرأ خلف الامام علی فوه ناراً لہ جو امام کے پیچھے قرأت کرے اس کا سزا آگ سمجھا جائے گا۔

من رفع يديه في الركوع فلا صلوة له له

جس نے رکوع میں ہاتھ اٹھایا اس کی نماز نہ ہوگی۔

امتی جبریل عند الکعبة فبسم الله الرحمن الرحيم

جبریل نے کعبہ میں میری دعوت کی تو بسم اللہ الرحمن الرحیم زور سے پڑھا۔

يكون في امتي رجل يقال له ابو حنيفة هو سراج امتي

میرکی امت میں ایک شخص ہوگا جسے ابو حنیفہ کہا جائے گا وہ میری امت کا چرچ ہوگا۔

ويكون في امتي رجل يقال له ادریس اضر على امتي من ابليس

میرکی امت میں ایک شخص ادریس (شافعی) ہوگا جو میری امت کے حق میں شیطان

سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔

شافعی محمد الدین خیلاری کہتے ہیں:

ثم اورد في فضل ابي حنيفة والشافعي اوزمه مما لا يصح في هذا

الباب شئ عن رسول الله صلى الله عليه وسلم على الخصوص

امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کی فضیلت یا ان کی مذمت میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں اس

باب میں انہوں نے کسی روایت کا انتساب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف صحیح نہیں ہے

بادشاہوں اور امیروں کی خوشنودی

دشمنی کا ایک بڑا سبب یہی تھا کہ لوگ اپنے جیسے دوسرے انسان کی خوشنودی

اور تقرب حاصل کرنے کے لیے، اس کی نظر میں سُرخ رو ہونے اور اس سے ستوری سی منفعت حاصل

کرنے کے لیے کوشاں رہتے تھے۔ وہ امرا اور سلاطین کے درباروں میں جاتے تھے اور ان کو

خوش کرنے کے لیے جھوٹی روایات بیان کرتے تھے، مغلوں پرستہ لالچی اور درباری لوگ ہمیشہ

اسی طرح ایک اور کذاب مقال بن سلیمان بنی ستماس نے مہدی سے آکر کہا اگر آپ پسند کریں تو میں آپ کے لیے حضرت عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد کے سلسلے میں حدیث وضع کر دوں مہدی نے کہا اس کی ضرورت نہیں ہے۔ درباری روایات کا ایک نمونہ یہ ہے۔

«اذا كان سنة خمس وثلاثين ومائة فمهلك ولولك الناح والمنصور صلوات اللہ علیہ»

جب ایک سو پچیس واں سال ہو تو وہ تمھارا ہرگا (عباس) اور تمھاری اولاد مٹا دے گا اور منصور اور مہدی کا ہرگا۔

بعض لوگوں نے تو حدیث وضع کر کے سپٹ پالنے کو اپنا پیشہ ہی بنایا استعاذہ من امر اور سلطان ہی کے لیے حدیث وضع نہیں کرتے تھے بلکہ کوئی بھی ان کو کچھ پسیہ دیتا تو وہ حدیث وضع کر دیتے۔ چنانچہ حضرت شعبہ، ابی الہزم، یزید بن سفیان البصری کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ بعروہ کی مسجد میں پڑا رہتا تھا اگر کوئی شخص اسے ایک درہم دیتا تو وہ اس کے لیے پچاس حدیثیں وضع کر دیتا ہے

ایک بے بنیاد الزام

امرا اور ملوک کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے حدیث وضع کرنے کی جہالت کرنے والے بلاشبہ بدترین لوگ تھے اللہ اور اس کے رسول کی نظر میں مجرم تھے، مگر یہ جرم کسی مہاجر یا متصور نہیں۔ تاہم شیعہ حضرات نے بڑی دیدہ دلیری کے ساتھ معین مہاجر پر وضع حدیث کا الزام لگایا ہے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے اصحاب سے نفع و غنا کے اندر سے جوش میں ایک طرف تو انھوں نے سب کو سلسلہ شروع کیا اور دوسری طرف ان سے تعلق رکھنے والے اصحاب کی ستیر و کردار امانت اور دیانت کو مشکوک و مشتبہ قرار دینے کی جدوجہد کی اور یہی کوشش علم و تحقیق کے نام پر وسیع پیمانے پر مستشرقین نے کی تاکہ سلسلہ حدیث کو مشتبہ کر کے اسلامی شریعت کو بے اعتبار اور اسلامی تعلیمات کو بے بنیاد ثابت کیا جاسکے۔ چنانچہ ایچ، ایم، بالیوچی

نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما اور غیرہ بن شیبہ پر الزام لگاتے ہوئے لکھا ہے؛
 "معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کچھ منہ پر طے لوگوں کو شرمس دیں جو رسول کریم کے
 اصحاب تھے اور ان کو معاویہ نے کفریہ جمل سازی میں لگایا۔ ان قابل نفرت
 لوگوں میں ابو ہریرہؓ اور غیرہ ابن شیبہؓ نمایاں ہیں۔ ان لوگوں نے معاویہ کی
 رہنمائی میں عقائد و اعمال، متن حدیث اور بنیادی اصول میں بدعنوانی کا ارتکاب
 کھولا، مجموعی حیثیت سے ان کی دروغ گوئی کی نشاندہی کی جاسکتی ہے۔ برقی
 سے انھیں راویوں کی اجمعی خاصی تعلق مل گئی اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ جلی
 احادیث بازار میں بکرتیں۔" لے

ترغیب و ترہیب

وضع حدیث کا ایک عمومی محرک ترغیب و ترہیب رہا ہے، یعنی نیکیوں پر رغبت دلانے
 اور گناہ کے کاموں سے باز رکھنے اور اچھے اعمال کی فضیلت اور بُرے اعمال کی تباہ
 بیان کرنے کے لیے بھی حدیث وضع کی جاتی رہی ہے۔ دوسروں کی اصلاح کرنا اور نیکیوں کو رواج
 دینا یقیناً امور دین میں سے ہے اور قابل تعریف ہے، ہر مسلمان پر واجب ہے کہ جب وہ کوئی
 بُرا کام ہوتے دیکھے تو اسے روکنے کی کوشش کرے اور جس شخص کے اندام بالمعروف اور
 نہی عن المنکر کا جذبہ ہو وہ سچا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ بہت سے سادہ لوح دین داروں نے
 جب یہ دیکھا کہ بہت سی ایسی چیزیں رواج ہو چکی ہیں جو دین کے منافی ہیں اور بہت سے دینی
 اعمال ایسے ہیں جن کو لوگ چھوڑتے جا رہے ہیں تو انھوں نے ان اعمال کی فضیلت بڑھانے
 کے لیے حدیث وضع کرنی شروع کر دی تاکہ لوگ ان کی طرف مایوس نہ ہوں، اس طرح دین کی
 اشاعت کے لیے نیک نیتی کے ساتھ خود دین کو نقصان پہنچایا گیا اور یہ سادہ لوح یہ سمجھا کیے
 کہ "انھد یحسنون صنعا" وہ اچھا کام انجام دے رہے ہیں۔

اس جذبہ کے ساتھ حدیث وضع کرنے والوں میں غلام خلیل مشہور صحابیہ مابدونہا

متقی اور گوشہ نشین سمجھا جاتا تھا، اپنی ظاہری شکل و صورت اور دین داری کی وجہ سے عوام میں اس قدر مقبول تھا کہ جب اس کی وفات ہوئی تو اس کے غم میں اہل عراق نے بازار بند کر دیے۔ اس شخص نے اوراد و وظائف کے فضائل میں بہت سی روایات وضع کیں۔ جب اس سے پوچھا گیا کہ یہ احادیث جو آپ بیان کرتے ہیں کیا ”رقائق“ سے متعلق ہیں تو اس نے جواب دیا کہ میں نے ان کو اس لیے وضع کیا ہے تاکہ لوگوں کے دل رقیق (رزم) ہو سکیں۔

واعظین اور فقہ گرو حضرت نے اس قسم کی جعلی روایات کی اشاعت میں بڑا حصہ لیا۔ واعظین اور فقہ گرو حضرت بنی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے موضوع احادیث اس لیے بیان کرتے تھے کہ وہ لوگوں کی توجہ اور دلچسپیاں اپنی طرف مڑ سکیں اور ان کو اپنے دامن فریب میں الجھا رکھیں، چونکہ وہ خط و فقہ گروئی کی مجالس عوام کے لیے پرکشش ہوتی ہیں اس لیے یہ حضرات اس نفسیاتی کمزوری کا استعمال موضوع احادیث کی ترویج و اشاعت کے لیے کرتے تھے اور مجلس کو گرانے کے لیے ایک سے ایک نکتے بیان کرتے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ اور یحییٰ بن مینؒ کے ساتھ ایسے ہی واعظ کا ایک عبرتناک واقعہ پیش آیا۔ یہ دونوں بزرگ محدثین ایک مرتبہ مسجد رصافہ میں نماز ادا کرنے گئے تو دیکھا کہ ایک واعظ کھڑا ہوا اس طرح حدیث بیان کرنے لگا۔ ”حدثنا احمد بن حنبل و یحییٰ بن مین قال حدثنا عبد الرزاق عن قتادة عن انس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من قال لا اله الا الله خلق الله من كل كلمة طيرا امنقاراً من ذهب و دريشة من مرجان“

ترجمہ ہے احمد بن حنبل اور یحییٰ بن مین نے روایت کی اور کہا ہم سے عبد الرزاق نے قتادہ سے انس بن مالک کے واسطے سے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے لا الہ الا اللہ کہا تو اللہ اس کے ہر کلمے سے ایک چڑیا پیدا کرے گا جس کی چونچ سونے کی اور بال و پر مرجان کے ہوں گے۔ اور اس طرح اس واعظ نے میں اوراق بیان کر دیے۔ ذہبت یہ تھا کہ احمد بن حنبلؒ یحییٰ بن مینؒ کو اور وہ احمد بن حنبلؒ کو حدیث سے دیکھ رہے تھے۔ یحییٰ بن مینؒ نے

احمد بن حنبل سے کہا، آپ نے یہ حدیث بیان کی تو اسخوں نے کہا خدا کی قسم آج سے پہلے تو میں نے یہ حدیث سنی ہی کیجی نہ تھی۔ جب واعظ اپنا وعظ ختم کر چکا تو کئی بن مسین نے اس کو بلایا اور کہا میں کئی بن مسین ہوں اور یہ احمد بن حنبل ہیں، ہم نے آنحضرتؐ کی یہ حدیث تو کبھی نہیں سنی اگر تمہارے لیے ایسا کرنا ضروری تھا تو تم کسی اور کی طرف منسوب کر دیتے۔ اس پر واعظ بولا میں اکثر سنتا تھا کہ کئی بن مسین ماتم ہے کرباب یقین ہو گیا۔ اسخوں نے پوچھا وہ کیسے؟ تو واعظ بولا، کیا دنیا میں تم دونوں کے علاوہ کئی بن مسین اور احمد بن حنبل نہیں ہیں، میں نے تو ستر و کھچی اور احمد سے روایت کی ہے۔

اسی طرح کا ایک دلچسپ واقعہ سلیمان بن جبران الہاشمی کے ساتھ پیش آیا جب وہ بصرہ گئے تو ایک قصبہ گو کو مسجد میں وعظ کرتے دیکھا وہ اس طرح حدیث بیان کر رہا تھا۔
 تحدثنا الامام شمس بن ابی اسحاق عن ابی حائل مجہد عیش نے بیان کیا اور اس سے ابواسحاق نے ابوالدعال کے واسطے سے یہ سن کر ایش بیچ میں آگئے اور نمل کا بال اکھاڑنے لگے، اس پر قصبہ گو برفروختہ ہوا اور بولا اے شیخ! تجھے شرم نہیں آتی کہ میں تعلیم حدیث میں مشغول ہوں اور تو یہ نازیبا حرکت کر رہا ہے۔ ایش نے جواب دیا میں جو کچھ کر رہا ہوں وہ تمہارے عمل سے اچھا ہے، اس نے پوچھا وہ کیسے؟ ایش بولے اس لیے کہ میں سنت پر عمل کر رہا ہوں اور تم جھوٹ بول رہے ہو، ایش تو میں ہوں اور میں نے کبھی تم سے کوئی روایت نہیں کی ہے۔

اس قسم کی موضوعات روایات فضائل کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں جن میں ترمذی و ترمذی کے نام پر طبع و یا اس کو جنم کرایا جاتا ہے اور یہ سمجھا جاتا ہے کہ دین کی بڑی خدمت ہو رہی ہے۔

زہد اور تصوف

وہ حدیث میں قابل ذکر حصہ کم ظاہر ہوں اور جاہل مغربوں کا رہا ہے۔ ان حضرات

نے بغیر تیز کے جھوٹی بچی روایات کو رواج دیا۔ مخصوص اعمال و مراسم کی تعلیم کے لیے ہر قسم کی روایات کو بیان کر دیا، عام لوگوں نے ان کی صورت و سیرت اور ظاہر ہی دین داری کو دیکھ کر ان کی روایت کردہ احادیث پر اعتماد کر لیا اور کسی قسم کے شک و شبہ اور نقد و تبصرہ کو مناسب نہ سمجھا۔ اس طرح ذخیرہ احادیث میں غیر مستبر روایات کا بڑا حصہ ان جاہلوں کے زریعہ در آیا، چنانچہ محدثین نے ان کو حدیث کے مسائل میں غیر متناظر قرار دے کر ان کی روایات کو ساقا الاعتبار نہ دیا۔ یحییٰ بن سعید القطان کہتے ہیں کہ میں ایک لاکھ دینار کی امانت کے لیے جس آدمی کو صحیح سمجھا ہوں، ایک حدیث کے لیے اسے امین نہیں سمجھا۔ ربیع بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ ہمارے بہت سے سبھائی وہ ہیں جن کی دعاؤں کی برکت کے ہم امیدوار ہیں لیکن اگر وہ کسی معاملہ میں شہادت دیں تو ہم ان کی شہادت قبول نہ کریں۔ اس بن مالک مسجد نبوی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے تھے کہ "میں نے ان ستونوں کے نزدیک ستر راویوں کو پایا مگر ان سے حدیث نہیں لی اگرچہ ان کو بیت المال کا امین بنا دیا جاتا تو وہ امانت و رزق ثابت ہوتے مگر وہ اس عظیم کام کے اہل نہ تھے۔ اسی لیے امام نووی کہتے ہیں کہ:

«الواضعون اقسام اعظمهم ضار اقوام ینسبون الی الزهد و ضوۃ

حسبہ علیہ

واضعین حدیث کی مختلف قسمیں ہیں مگر ان میں سب سے بڑے نقصان پہنچانے والے وہ لوگ ہیں جن کو زہد سمجھا جاتا ہے جو آخرت کی نیت سے حدیث وضع کرتے ہیں۔

نصرت کی کتابوں کا مطالعہ کیجیے تو ایسی روایات اس کثرت سے ملتی ہیں کہ صحیح روایات ان میں گم ہو کر رہ جاتی ہیں، یہ حال صرف ان لوگوں کا نہیں ہے جن کی قرآن و حدیث سے واقفیت کم تھی اور زاہد و صوفی بننے کا شوق زیادہ تھا بلکہ وہ عالم و فقیہ صوفیا بھی اس سلسلہ میں انتہائی غیر متناظر ثابت ہوئے تھے جو مزاج شناس شریعت سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ امام غزالیؒ کا پایہ علم بہت اونچا ہے اور ان کی عظمت سے کسے انکار ہو سکتا ہے، ان کی

۱۔ کتاب الکافی فی علم الرجال علیہ السلام

۲۔ ایضاً

۳۔ ایضاً

۴۔ تدریب الراوی (قن) ۱/۲۸۱

کتاب احیاء علوم الدین زہد و تصوف اور دین کی معرکہ آرا کتاب ہے مگر اس کا مال بھی قابل اصلاح ہے۔ علامہ سبکیؒ نے طبقات الشافعیہ میں امام غزالیؒ کی بے سند احادیث پر مستقل ایک باب باندھا ہے جو سو سے زائد صفات پر مشتمل ہے لہٰذا اسی طرح شیخ نظام الدین اولیاءؒ کے مجموعہ ملفوظات، فوائد الفواد، مرتبہ اخیرین ملاسنجی اور افضل الفواد مرتبہ اخیر شروک کا مال بھی یہی ہے۔

دوسری طرف نظام تصوف کے پائے چوبیس کے استتمام اور مراد اسم تصوف کی ترویج کے لیے جاہل صوفیوں نے حدیث وضع کرنے کا سلسلہ شروع کیا، کبھی بزرگوں اور شائخ کے قول کو حدیث بنا کر پیش کر دیا اور کبھی تازہ حدیث وضع کر کے بیان کر دیا۔ چنانچہ ذیل کی چند امثالے اس کا اندازہ دکھایا جاسکتا ہے۔

”من ذنبا ولا تکت راسا فان الراس يهلك والذنب يلد“ لہ

”مذم کی طرح زہر ہو کیوں کہ سر ہلاک ہو جاتا ہے اور دم محفوظ رہتی ہے۔“

الجلوس مع الفقرا بما للتواضع هو افضل الجهاد لہ

فقرا کے ساتھ عاجزی اختیار کرتے ہوئے بیٹھنا افضل جہاد ہے۔

بجلو المشائخ فان تبجيل المشائخ من تبجيل الله“ لہ

مشائخ کی تعظیم کرو کیوں کہ مشائخ کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔

من سرکہ ان يجلس مع الله، فليجلس مع اهل التصوف لہ

جو اللہ کے ساتھ بیٹھنا پسند کرتا ہے وہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے

السلامة في العزلة لہ مافيت گوشه نشینی میں ہے۔

لا تلتزموا على اهل التصوف والحرق لہ اہل تصوف اور اہل خرقہ پر طنز نہ کرو

الابدال في هذه الامة ثلاثون مثل ابراهيم خليل الله لہ

ابراہیم خلیل اللہ کی طرح اس امت میں تیس اہل ہیں۔

لہ طبقات الشافعیہ ج ۱، ۱۸۵-۱۸۶ لہ العزلة فی مادۃ العزلة لہ کشف الخفا و ذیل الاباس حدیث ۱۵۷

لہ تذکرۃ الموضوعات لغزلی ۲۱۲ سلسلہ الاحادیث الضعیفۃ والمرتفعۃ ۲۲۷ لہ تذکرۃ الموضوعات لغزلی ۱۵۷

لہ المقام المہتمم ۱۱۵ لہ کشف الخفا و ذیل الاباس ۲۵۰/۲ لہ المقام المہتمم ۲

علامہ سخاوی کہتے ہیں:

”الابدال له طرق عن ائمة من فروعها بالفاظ مختلفة كلها ضعيفة“
 ابدال کے بارے میں ائس بن مالک سے مختلف طریقوں اور مختلف الفاظ کے
 ساتھ بہت سی روایتیں ہیں سب ضعیف ہیں۔

لیس الفرقة الصوفية وكون الحسن البصري البسما من على انه
 خرقه صوفيا كما يسنانا اوردية کہ حضرت علیؑ نے حسن بصریؒ کو پہنایا تھا غلط ہے۔
 خرقہ صوفیائے شلق تمام روایات موضوع ہیں۔ علامہ سخاوی کہتے ہیں:

”ان ليس في شئ من طرقها ما يثبت ولهم يرو في خبر صحيح ولا
 حسن ولا ضعيف ان النبي صلى الله عليه وسلم البس الفرقة على الصوف
 المتعارفة بين الصوفية لاحد من اصحابه ولا امر احد من اصحابه
 ان يفعل ذلك وكل ما يرو في ذلك صريحا باطلا“

کسی طریقے سے کبھی یہ ثابت نہیں ہے اور نہ کسی صحیح حسن اور ضعیف روایت میں ہے
 کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صوفیاء کے درمیان سورن طریقے پر کسی صحابہ کو خرقہ
 پہنایا جو اور نہ آپؐ نے کسی صحابی کو ایسا کرنے کا حکم دیا۔ جو کچھ اس ضمن میں آج کل
 بیان کی جاتی ہیں سب باطل ہیں۔

اسی طرح رجال الغیب کا تصور، اذنان نبیاء، نقبا، غوث اور قطب وغیرہ کی ساری
 روایات ساقط الاقبار ہیں، اسی طرح اویس قرنیؓ کی فضیلت کے سلسلے کی روایات بھی ساقط
 الاقبار ہیں، ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

احاديث الابدال والاقطاب والاخوان والتقباء والتجباء والادعاء
 كلها باطلة“ ابدال، قطب، غوث، نقبا، نجبا اور اذنان سے شلق روایات باطل ہیں۔

۴۷ القامد المحنة ۲۰۰

۴۸ موضوعات کبیرہ

۴۹ القامد المحنة ۲۰۱

۴۹ المنار النيف ۱۳۱

حضرت رسول اللہ صلا اللہ علیہ وسلم مجلس فقرا و دقص حتی شق قمیصہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم فقرا کی مجلس میں تشریف لائے اور قہر کیا، یہاں تک کہ آپ
نے آپ نے اپنی قمیص پھاڑ لی۔

یہ روایت کسی محدوزہ ذہن کی گھڑی ہوئی چہرینہ مرث شان نبوت کے منافی ہے بلکہ خود
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی غیرت کے منافی ہے۔
اس سلسلے کی مزید روایات موضوعات کے ضمن میں بیان کی جائیں گی۔

شہرت اور مقبولیت

شہرت و مقبولیت اور نام و نمود کا حصول بھی وضع حدیث کا ایک بڑا سبب تھا۔ یہ واقعہ ہے
کہ ایک گروہانہ میں محدث کی بڑی شان ہو کر تھی اور حدیث کی روایت کرنا بڑی عزت اور تہ
کا کام سمجھا جاتا تھا، راویوں کی جو قدر اور عزت افزائی ہوتی تھی وہ دوسروں کو ہرگز نصیب نہ
تھی، اور ایسے حضرات تو مرجع خلائق تھے جن کے متعلق یہ مشہور ہوتا کہ ان کی سند عالی ہے۔ چنانچہ
ایسے محدثین کے پاس مالِ بین حدیث کا اثر دام ہوتا اور شائقین و درواز کے علاقوں سے لبا
لبا راستہ طے کر کے ان کے پاس حاضر ہوتے اور حدیث کا درس لیتے، اس ممالہ میں ان کو تہنی
مصیبت اور مشقت کا سامنا کرنا پڑتا وہ سب گوارا کرتے۔ ان محدثین کی عزت اور فضیلت مرث
ان کے شاگردوں تک محدود نہ ہوتی بلکہ عوام و خواص، امیر و غریب، عالم و جاہل سب ان کا
یکساں احترام کرتے، ظاہر ہے کہ اس میں جوشش ہے وہ دوسری کسی چیز میں نہیں ہو سکتی، اس
لیے بہت سے وہ لوگ جو سستی شہرت کے خواہاں ہوتے اور نام و نمود کی لالچ ان کو بے چین
رکھتی وہ حدیث کی روایت کرنے لگتے اور جمہوری روایت ثقہ راویوں کی سند میں ماکر بیان
کرتے تاکہ وہ سچے محدثین کرام کی طرح عوامی محبوبیت کا حق دار سمجھے جائیں۔

ایک بظاہر دین دار بزرگ نے اپنی شہرت کا یہاں نہ سزا آریا تھا اور اس طرح کی چوہہ مضوع
روایات کے ذریعہ اپنی دوکان شہرت جا رکھی تھی، کچھ دنوں کے بعد انھوں نے ایک اور حدیث

وضع کر لی اور اب ان کا سراپا پندرہ روایات پر مشتمل تھا۔ کسی نے اس سے دریافت کیا کہ جناب کو گھر بیٹھے یہ روایت کہاں سے ہاتھ آگئی تو پہل کر فرمانے لگے۔ "ممن رزق اللہ عزوجل" یہ تو رزقِ خداوندی ہے۔

واعظین اور فقہ کو حضرات کو بھی زیادہ تر نام و نمود ہی کا جذبہ حدیث وضع کرنے پر مجبور کرتا تھا۔ ظاہر ہے کہ جن علم کی اتنی فضیلت ہو اور اس کے حاملین کی اس قدر عزت افزائی ہو تو سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے اہل ہوس کو اس سے زیادہ آسان اور کونسا راستہ دکھائی دے گا کہ وہ محدث نہ بھی تو محدث کی ہیبت ہی اختیار کر لیں۔

میسرہ بن عبد ربہ اسی طرح کا ایک فتنہ گر تھا، اس کی شہرت اور مقبولیت کا یہ عالم تھا کہ جب وہ مر گیا تو اہل بغداد نے اس کے سوگ میں بازار بند کر دیئے، مگر حدیث وضع کرنے میں بے باک تھا۔

عجوبہ پسندی

بعد میں کچھ لوگ ایسے بھی پیدا ہوئے جن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے عجیب و غریب قسم کے واقعات اور حکایات بیان کرنے میں لطف آتا تھا، وہ انتہائی قسم کی جو نکادینے والی حدیثیں وضع کرتے تھے اور حدیث بنا کر لوگوں کو سناتے تھے۔ اس سے اس کا مقصد لوگوں کو حیرت و استعجاب میں ڈالنا، محفل کو گرم کرنا، لوگوں میں سنسنی پیدا کرنا اور ان کی نظروں میں بچ جانا تھا۔ جس طرح ہمارے زمانے میں بعض لوگ مجیر العقول و افعال، پریوں کے قہقہے، عجیب و غریب لطفے، ناقابل یقین واقعات بیان کر کے لوگوں کو حیرت میں ڈال کر لے جاتے ہیں۔ اسی طرح پچھلے زمانے میں بھی یہ حرکت ہوتی تھی اور بہت سے ناہنجار حدیث کے نام پر سب کچھ کرتے تھے، بلکہ آج بھی کرتے ہیں۔ ایسے غراب کو حدیث بنا کر پیش کرنے میں یغیبات کام کرتی ہے کہ لوگ اسے زیادہ دیکھی سے سنیں گے، دینی وابستگی اور والہانہ شوق کا مظاہرہ کریں گے اور اوی کی حیثیت چھٹل بازار اور سبھاٹ کی نہیں مقرر محدث کی ہوگی۔ اس قسم کے

واضحین میں ابوعلی موسیٰ بن رضا، عباس بن ولید، علی بن علی اللہبی اور قاسم بن بہرام بہت مشہور ہوئے، ان کی لغویات کے کچھ نمونے یہ ہیں:

ان شاء ویکاعنقہ تحت العرش ورجلاہ فی تخوم الارض لہ
الشرکاء ایک مرغا ہے جس کی گردن عرش کے نیچے اور پاؤں زمین کی تہوں میں ہیں۔
«والذی بہتشی بالحق لو یملہ بنو آدم ما فی صوفہ لاشتر واریثۃ»

ولحمہ بالذہب والفضۃ لہ

نعم اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر نہ آدم کو معلوم ہو جا کہ مرغا کی
بانگ میں کیا مسنویت ہے تو ضرور وہ اس کا گوشت اور بال پر سزا جائزہ کے بدلے خریدیں
لما تجلی باللہ، تعالیٰ للجبیل طارت لعظمتہ ستۃ اجبل وقعت ثلثۃ بمکۃ
وثلثۃ بالمدينة لہ

جب اللہ نے پہاڑ پر اپنا جلوہ کیا تو اس کی عظمت کی وجہ سے وہ چھ پہاڑوں
میں بٹ گیا، تین تو مکہ میں گرے اور تین دینہ میں۔

خلق الورد الاحمر من عرق جبریل لیلۃ المعراج وخلق الورد الابيض
من عرقی وخلق الورد الاصفر من عرق البراق لیکہ

مراج کہ رات جبریل کے پسینے سے عسرخ گلاب پیدا ہوا، میرے پسینے سے
سفید گلاب اور براق کے پسینے سے زرد گلاب پیدا ہوا۔

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو جبارین کے شہر میں جانے کا حکم دیا تو جو ان کے
ساتھ تھے وہ چل پڑے تا آن کہ شہر کے قریب رکے اس مقام کا نام ارسیحہ تھا۔ موسیٰ نے
بارہ لوگوں کو شہر کی خبر لانے کے لیے بھیجا، وہ لوگ شہر میں داخل ہوئے تو وہ قوم ان کو بڑی
عجیب و غریب نظر آئی، لوگ خوب لہے چڑھے دکھائی دیے تو یہ بدہ کسی کے باغ میں گھس گئے۔

جب باغ والا پھل توڑنے آیا تو اس نے ان کے فقیروں پاؤں دیکھے اور ان کو تلاش کرنے لگا جب کوئی ہاتھ آجاتا اسے اپنے دامن میں پھل کے ساتھ رکھ لیتا۔ یہاں تک کہ بارہ کے بارہ کو اس نے اٹھا کر رکھ لیا اور اپنے سردار کے پاس جا کر دامن کو پھیلا دیا۔

قرآن کی تلاوت اور تفسیر

ومن حدیث کے معنی محرمات نیک تھے مگر یہ نیک محرمات ایک غلط کام کے لیے تھے ان نیک محرمات میں قرآن کی تلاوت اور تفسیر بھی ہے، لوگوں میں قرآن کی تلاوت کا ذوق پیدا کرنے کے لیے آیات اور سورتوں کی فضیلت میں لوگوں نے حدیثیں وضع کیں اور بہت سے مفسرین نے بغیر تحقیق کے اپنی تفسیر میں ان کو شامل کر لیا۔ اس طرح قرآن کی فضیلت اور تفسیر کے ذیل میں بہت سی موضوعات روایات راجح ہو گئیں۔ تفسیر کی کتابوں کا مطالعہ کیجئے تو ہر سورہ کے فضیلت میں جو بے شمار احادیث ملتی ہیں ان میں سے اکثر بے بنیاد ہیں۔ امام ابن تیمیہ لکھتے ہیں۔

وفي التفسير من هذه الموضوعات قطعة كبيرة مثل الحديث الذي يرويه الثعلبي الواحد والزمخشري في فضائل سور القرآن سورة

سورة فانه موضوع با اتفاق اهل العلم له

تفسیر قرآن میں ان موضوعات کا بڑا حصہ شامل ہے۔ مثلاً قرآن کریم کی الگ الگ سورتوں کی فضیلت کے بارے میں جو روایات زمخشری، واحدی اور شبلی بیان کرتے ہیں وہ اہل علم کے نزدیک متفقہ طور پر موضوع ہیں۔

علا سہ بطریقہ کہتے ہیں کہ:

اما الحديث الطويل في فضائل القرآن سورة سورة فانه موضوع

وه طويل حديث جو قرآن کی الگ الگ سورتوں کی فضیلت میں بیان کی جاتی

ہے وہ موضوع ہے۔

۱۔ موضوعات کبیرہ ۱۳۵ھ فتاویٰ ابن تیمیہ ۱۲/۳۵۴، تدریب الراوی ۱/۲۸۹ ۲۔ واحدی نے البیضا، الوسیطہ اور الوجیز کے ناموں سے تین تفسیریں لکھی ہیں اور ان تینوں کا مجموعہ "العماد فی الجیح العالی" ہے۔ کشف الظنون ۱/۴۶۰ ۳۔ قطبی کی تفسیر کا نام الکشف والبیان ہے، کشف الظنون ۲/۱۴۸۸ ۴۔ تدریب الراوی ۱/۱۵۵

ابن شقیق کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابی بن کعبؓ کے حوالہ سے بیان کی گئی وہ احادیث جن میں رسول کریمؐ نے فرمایا کہ جس نے فلاں فلاں سورہ پڑھی اس کے لیے یہ اور وہ اجر ہے کے بارے میں عبداللہ بن مبارکؓ کو کہتے ہوئے سنا کہ "ان کو زندہ قبروں نے وضع کیا۔"
نوح بن مریم اسی طبقہ کا ایک نمائندہ تھا جس نے فضائل قرآن میں حدیثیں وضع کیں۔ جب اس کی یہ حرکت پکڑی گئی تو مذرت کرتے ہوئے کہا:

"میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن سے دور ہوتے جا رہے ہیں، اور ابو ضیفہ

کے فقہ اور ابن اسحاق کی سنازی میں زیادہ دلچسپی لے رہے ہیں تو میں

قرآن کی سورتوں کی فضیلت میں حدیثیں وضع کرنے لگا۔"

مولیٰ بن اسماعیل کا بیان ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے قرآنی سورتوں کے فضائل کے بارے میں ابی بن کعب کے حوالے سے ایک حدیث بیان کی اور کہا کہ مجھ سے ماٹن کے ایک آدمی نے بیان کیا اور وہ ابھی زندہ ہے تو میں ماٹن کی طرف چل پڑا اور جا کر اس سے پوچھا تم سے کس نے یہ حدیث بیان کی، اس نے کہا واسطہ کے ایک شیخ نے اور وہ ابھی زندہ ہے تو میں واسطہ پہنچا اور اس شخص سے پوچھا تم سے یہ حدیث کس نے بیان کی تو اس نے جواب دیا عبادان کے ایک شیخ نے، چنانچہ میں عبادان پہنچا اور اس شیخ سے ملا اور پوچھا تم سے کس نے یہ حدیث بیان کی اس نے میرا ہاتھ پکڑا اور ایک گھر میں لے گیا وہاں صوفیوں کی ایک جماعت تھی اور ان کے درمیان ایک شیخ بیٹھا تھا اس نے اس شیخ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اسی نے جب میں نے اس سے پوچھا یہ حدیث کس نے تم سے بیان کی، وہ بولا کسی نے نہیں۔ لیکن جب میں نے دیکھا کہ لوگ قرآن سے دور ہو گئے ہیں تو میں نے خود یہ حدیث وضع کی تاکہ لوگوں کے دل قرآن کی طرف مائل ہوں۔

اس طرح کی چند موضوع روایات یہ ہیں:

من قدام القرآن وحفظہ ادخلہ اللہ الجنة وشفعه فی عشرۃ من اہل بیتہ

لے الآلی المنورۃ/۱۱۴ ۱۵ جامع الاصول ۱۲۷

۱۵ الاتقان ۲/۱۵۵، الآلی المنورۃ/۱۱۸، تدریب الراوی ۲۸۸/۱

کل قد استوجب النار

جس نے تشران پڑھا اور اسے یاد کیا اللہ سے جنت میں داخل کرے گا اور اس کے خاندان کے دس چہنچہ لوگوں کے سلسلے میں اس کی سفارش قبول کرے گا۔

ان کل شئی قلب و قلب القرآن یلین من قرأها فکانما قرأ القرآن

عشر مرات

ہر چیز کا دل ہوتا ہے اور قرآن کا دل سورہ یسین ہے جس نے یسین پڑھا تو اس نے دس مرتبہ قرآن پڑھا۔

• نکل قوم ہاد، ان علی تکہ ہر قوم کے لیے رہنا آئے، اس مراد ملی ہیں۔

وَإِذَا تَقَوْلُ الَّذِينَ آمَنُوا قَالُوا آمَنَّا وَإِذَا خَلَوْا إِلَىٰ شُيَاطِينِهِمْ قَالُوا إِنَّا مَعَكُمْ إِنَّمَا نَحْنُ مُسْتَهْزِؤُونَ۔ (بقراءہ - ۱۳)

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہ آیت عبداللہ بن

ابی اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ وہ ایک دن نکلا تو صحابہ کی ایک

جماعت سے اس کی ملاقات ہوئی تو ابی نے اپنے ساتھیوں سے کہا دیکھنا آج میں کس طرح ان

بے وقوفوں کو تم سے مالتا ہوں، پھر اس نے ابو بکر الصدیقؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا، مرجبا سے

ابو بکر الصدیقؓ بنی تمہیں کے سردار اور غار ثور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی، پھر اس نے حضرت

عمرؓ کا ہاتھ پکڑا اور کہا مرجبا سے فاروق، پھر اس نے حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑا اور بولا

مرجبا سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور داماد، اور رسول خدا کے علاوہ نبی ہام

کے سردار۔ اس کے بعد سب لوگ چلے گئے تو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا، دیکھا

کس طرح میں نے ان کو بے وقوف بنایا، جب تمہارا ان سے سامنا ہو تو اسی طرح کرنا۔

اس کی روایت سدی کلبی سے کرتے ہیں اور کلبی ابو صالح سے ابن عباس کے

حوالہ سے کرتے ہیں۔ ابن حجر نے کثافات کی احادیث کی استخراج کرتے ہوئے کہا کہ یہ سلسلہ الذہب

ہیں بلکہ سلسلۃ الکتب ہے۔ اس روایت کا جھوٹ ہونا واضح ہے کیوں کہ سورہ بقرہ ہجرت کی ابتدا میں نازل ہوئی اور حضرت علی رضی و فاطمہ رضی عنہما کا نکاح ہجرت کے دوسرے سال ہوا۔ اس روایت کو ثعلبی، واحدی، زحمتی، اور نسفی وغیرہ نے اپنی تفاسیر میں بیان کیا ہے بلکہ اعطوا اعیینکم حظہا من البادۃ النظر فی المصحف والتفکر فیہ الاعتبار

عند عجائبہ ۷۷

اپنی آنکھوں کو اس کی عبارت کا حصہ دو، اس طرح کہ تم قرآن کو دیکھو، اس میں غلطی کرو اور اس کے عجائبات سے عبرت حاصل کرو۔

کچھ اور اسباب

موضوع احادیث کی روایت اور اشاعت کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ بسا اوقات راوی کو حدیث رسول اور دوسرے کے اقوال میں تمیز نہیں رہتی تھی، حدیث دیگر ان کو نادانی سے حدیث رسول سمجھ لیا جاتا تھا۔ اس طرح نادانانہ موضوع احادیث کی روایت ہوتی تھی، زیادہ اور صوفیاء و حکماء میں بہت سے کلام اسی طرح حدیث کی حیثیت سے معروف ہوئے، شیخ نے کچھ فرمایا اور توسلین نے اسے حدیث سمجھ کر چلایا کر دیا۔

کبھی ایسا ہوتا کہ حدیث کی روایت کے دوران کوئی اور واقعہ رونما ہوتا، حدیث بیان کرنے والا جملہ مترضہ کے طور پر کچھ بیان کرتا اور اسے سننے والا حدیث کے ساتھ جوڑ دیتا اور اعتماد کے ساتھ حدیث کی طرح اس کی بھی روایت کرتا۔ مثلاً ایک مرتبہ ثابت بن موسیٰ زاہر شریک کے پاس گیا اس وقت وہ کسی کو حدیث بایں سند الماکرارہے تھے۔ حدیثنا لا عیش عن ابی سفیان عن ابی جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم "اتاکمہم شرکک چپ ہو گئے تاکہ لکھنے والا لکھ لے، پھر ان کی نظر ثابت پر پڑی تو بولا کہا "من کثرت حلالاً باللیل حسن وجہہ بالنہار تہ رات بوجہ نماز زیادہ پڑھتا ہے دن کو اس کا چہرہ خوبصورت

۱۰ اسرائیلیات والموضوعات فی کتب التفسیر ۳۱۲، تذکرۃ الموضوعات لفقہی ۱۱۵، الکشاف ۱۵۱/۲۵

۷۷ سلسلۃ الاموال فی التفسیر ۴۰۴/۸۸ ۷۷ مقررۃ ابن صلاح ۲۱۳

ہوتا ہے۔ اس سے متعدد ثبات کی عبادت اور دین داری کا اعتراف تھا۔ ثبات نے یہ سمجھا کہ جو سند
اسی اٹا کرالی گئی ہے اس کی حدیث (متن) یہی ہے، پھر انھوں نے حدیث کی طرح اسے روایت
کرنا شروع کر دیا اور ابن ماجہ نے اسے یوں نقل کیا۔

عن الاحمیل الطلحی عن ثابت بن موسیٰ العابد الزاهد عن شریک عن

الاعمش عن ابی سفیان عن جابر مرفوعاً من کثرت صلاتہ باللیل

حسن وجهہ بالنهار لہ

موضوعات کی اشاعت کا ایک سبب یہ بھی تھا کہ بعض اوقات راوی ضعیف اور کذابوں
سے روایت کرتا مگر ان کا نام سند سے حذف کر کے سلسلہ اوپر سے جوڑ دیتا۔ مثلاً ابراہیم بن ہریرہ
اپنے شیخ کے واسطے سے حضرت انس بن مالک سے روایت کرتا تھا اور اس کا شیخ کعبی تو
حضرت انس رض سے براہ راست روایت کرتا تھا اور کعبی شریک کے واسطے سے۔ ایک مرتبہ
وہ براہ راست حضرت انس رض سے روایت کر رہا تھا تو کسی نے کہا شاید یہ روایت تم نے شریک سے
لی ہے تو اس نے جواب دیا میں تم سے کچھ بتا دیتا ہوں۔ سمعت هذا عن انس بن مالک
عن شریک لہ میں نے یہ حدیث انس بن مالک سے سنی ہے اور انھوں نے شریک سے۔ گویا
اس نے ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے دوسرے جھوٹ کا ارتکاب کیا اور صحابی کی روایت تابعی
سے ثبات کر دی۔ ابن صلاح کہتے ہیں۔

ومنہم من لا یضع متن الحدیث ولكن ربما وضع للمتن الضعیف

اسناداً صحیحاً مشہوراً

ان واضعین میں کچھ لوگ ایسے تھے جو حدیث وضع نہیں کرتے تھے مگر کذب روایت
کے لیے صحیح اور مشہور سند وضع کرتے تھے۔ اس ضمن میں یہ بھی ہوتا کہ جھوٹا راوی موضوع
حدیث کو ثقہ راویوں کی حدیث میں داخل کر دیتا پھر وہ حدیث ثقہ راوی کی حدیث سمجھ کر روایت
کی جاتی۔ مثلاً سمر کا ایک بھتیجا راضی تھا، اس نے عمر کے نسخہ میں زہری، عبید اللہ اور عبد اللہ بن

لہ تدریب الراوی ۲۸۸/۱

۲۱۲ مفہوم تراجم ملاح ۲۱۲

۲۱۲ الآلی المصنوعہ/۲۱۲

عباس رض کے حوالہ سے یہ روایت شامل کر دی۔

نظرا لنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی علی فقال انت سید فی الدنیا سید فی الآخرة
ومن احبک فقد احبنی وجیبی وجیب اللہ وعدواک عدوی
وعدا اللہ“ لہ

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رض کو دیکھا اور فرمایا: علی! تم دنیا اور آخرت کے مزار
ہو جس نے تم سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی وہ میرا اور اللہ کا دوست ہے
اور جو تمہارا دشمن ہے وہ میرا اور اللہ کا دشمن ہے

پھر اس روایت کو عبدالرزاق نے عمر کے حوالہ سے بیان کر دیا۔

اسی طرح عبداللہ بن صالح ایک ثقہ راوی تھا مگر اس کا پڑوسی حدیث وضع کرتا تھا اور
اس کے رسم خط کے مشابہت جھوٹی احادیث لکھ کر اس کی کتاب میں رکھ دیتا اور وہ یہ سمجھتا تھا کہ یہ
میری ہی تحریر ہے اور اسے اپنی روایت سمجھ کر میان کر دیتا تھا لہ

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ کوئی واعظ دوران وعظ حدیث بیان کرنے میں غلطی کرتا پھر اس کی توجیہ کرنے
کے لیے ایک دوسری حدیث وضع کرتا یعنی ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے دوسرے جھوٹ کا ارتکاب کرتا۔
مثلاً ایک مرتبہ محمد بن علی الذکرانی ایک پیشہ ور واعظ نے دوران وعظ ایک حدیث سنائی ”قال
النبی صلی اللہ علیہ وسلم“ زنا عناتوا دحنا“ ہلاری کھیتی میں ہندی زیادہ ہوتی ہے، لوگ حیران
ہوئے کہ یہ کونسی حدیث ہے اور اس کا کیا مطلب ہے، اس پر واعظ نے ایک طویل قصہ بیان کیا جس
کا ماحول یہ ہے کہ کسی ملاقہ کے لوگ اپنی زندگی پیداوار کا عشر اور صدقہ ادا نہیں کرتے تھے نتیجہ
یہ ہوا کہ ان کی کھیتی میں غلہ کی جگہ ہندی ہونے لگی اور وہ شکایت کرتے ہوئے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس پہنچے کہ ہم نے کھیتی کی مگر وہ ہندی بن گئی، اسی قول کو گویا نبی صلی اللہ علیہ وسلم
نے نقل فرمایا ہے۔ علامہ سیوطی رو کہتے ہیں کہ یہ دراصل ”زرغبنا تزلوجنا“ والی حدیث کو غلط
پڑھنے کا نتیجہ تھا۔ اس کا مطلب ہے وقفہ سے ملا کر محبت میں امانافہ ہو گا۔ لہ

علامہ ابن جوزی نے کتاب الموضوعات کے مقدمہ میں ان راویوں کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں جن کی مرویات میں جھوٹ، موضوع اور مطلوب روایات شامل ہیں۔

(۱) وہ لوگ جن پر زہد و تقشف کا ظہر ہوا اور وہ حدیث کے حفظ و تمیز سے غافل ہو گئے ان میں وہ لوگ بھی ہیں جن کی بیامین جلی گئی یا ضائع ہو گئی اور وہ اپنے حافظہ کی مدد سے حدیث بیان کرنے لگے اور اس میں ٹھوکر کھائی، کبھی مرسل کو مرفوع بنا دیا، کبھی موقوف کو مسند کر دیا، کبھی اسناد میں الٹ پھیر کر دی، اور کبھی ایک حدیث کو دوسری حدیث میں شامل کر دیا۔

(۲) وہ لوگ جو نقل و ترقیم کی مدد سے محروم رہے، نتیجہ میں حدیث بیان کرنے میں غلطیاں زیادہ کیں اور اسی طرح ٹھوکر کھائی جس طرح پہلی قسم کے راویوں نے کھالی۔

(۳) وہ لوگ جو اگرچہ خود ثقہ تھے لیکن آخری عمر میں ان کی عقل جواب دے گئی، نتیجہ میں روایات میں انہوں نے خلط ملا کر دیا۔

(۴) وہ لوگ جن پر غفلت طاری ہو گئی ان میں سے کچھ تو وہ ہیں کہ جو ان سے بیان کر دیا جاتا وہ اسے بیان کر دیتے، کوئی حدیث وضع کر کے دیدیتا تو یہ اسے بیان کر دیتے بغیر یہ جانتے ہوئے کہ یہ حدیث بھی بے یا نہیں اور حدیث بھی کس طرح کی ہے اور ان میں بعض وہ بھی ہیں جو ان لوگوں سے روایت کرتے جن سے ان کا سماع نہ ہوتا اور یہ سمجھتے کہ روایت کے لیے ملاقات ضروری نہیں صرف مسامحت کافی ہے۔ (جیسا کہ حدیث منعن کے سلسلے میں محدثین کہتے ہیں۔

(۵) وہ لوگ جو جان بوجھ کر موضوع حدیث بیان کرتے۔ ان میں تین طرح کے لوگ ہیں (الف) جو کسی غلط روایت کو نادانی کے باعث درست سمجھ لیتے اور جب ان کو اس کی حقیقت معلوم ہو جاتی تو اپنی غلطی تسلیم کرنے کے بجائے اپنی غلط روایت کے صحیح ہونے پر اصرار کرتے۔

(ب) جو ضغنا اور جھوٹے راویوں سے دانستہ روایت کر لیتے اور ان کے نام بدل دیتے تاکہ روایت قبول کر لی جائے۔

(ج) جو دیرہ و دانستہ حدیث وضع کرتے، کبھی موضوع مسند اور کبھی موضوع متن لے

عبداللہ بن محمد کے بارے میں احمد سلیمانی کہتے ہیں۔

«كان يضع هذا الاسناد على هذا المتن وهذا المتن على هذا الاسناد
وهذا ضراب من الوضع»

وہ کبھی اس متن کے لئے وہ سند وضع کرتا اور کبھی اس سند کے لئے متن وضع کرتا،
یہ بھی وضع حدیث کی ایک قسم ہے۔

امام رقبہ ابو جعفر الہاشمی المدنی کے بارے میں کہتے ہیں کہ

«كان يضع احاديث كلام حق وليست من احاديث النبي صلى الله عليه وسلم
وكان يرويها عن النبي صلى الله عليه وسلم»

وہ اچھے کلام کو حدیث بنا کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر کے بیان کرتا
تھا جب کہ وہ حدیث نہیں ہوتی۔

ابان بن ابو عیاش کے بارے میں ابن جبان کہتے ہیں کہ

«كان يبان من العباد الذي يسهر الليل بالقيام ويطوي النهار بالصيام
سمع عن افس احاديث وجالس الحسن فكان يسمع كلامه ويحفظ
فماذا حدث بهما جعل كلام الحسن عن افس مرفوعا وهو لا يعلم»

ابان ان بندوں میں تھا کہ رات کو نوافل کا اہتمام کرتا اور دن کو روزہ رکھتا
تھا، وہ انس بن مالک سے حدیث سنتا اور حسن بصری کی مجلس میں بیٹھتا
ان کے کلام کو غور سے سنتا اور اسے یاد کرتا اور جب حدیث بیان کرتا تو
بعض جو حسن بصری کے کلام کو انس کی مرفوع حدیث بنا دیتا اور اسے اس کا
شور تک نہ ہوتا۔

۱۰ میزان الاعتدال ۴/۲

۱۱ سلم، باب الاسناد من الدين

۱۲ میزان الاعتدال ۱/۱

تیسرا باب

موضوع احادیث کی علامات

موضوع احادیث اور محدثین کی خدمات

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذخیرہ احادیث میں جو جملی روایات شامل کی گئیں، ان کی نشان دہی کرنا اور ان کو چھانٹ کر الگ کرنا یقیناً ایک دشوار اور وقت طلب کام ہے اور اس کے لیے سرمایہ احادیث پر گہری نظر، رسول کریم کے حالات زندگی سے مکمل واقفیت آپ کے مولانا سے مکمل آگہی اور احکام شریعہ میں سچی بصیرت کی ضرورت ہے۔ محدثین کرام نے اس سلسلہ میں جس محنت اور جہاں فشانی سے احادیث کی استخراج کی، ان کے اصول متین کیے۔ مبیار اور مقیاس وضع کیے وہ ناقابل فراموش اور حیرت انگیز ہیں، ان حضرات نے اپنی بساط کے مطابق ایسا کولی کنزور پہلو نہ چھوڑا جس کے ذریعہ کنز ابول، دجالول اور فتنہ پردازوں کو اپنی مکروہ کوششیں جاری رکھنے کا موقع ملتا اور موضوع روایات کو صحیح احادیث ثابت کرنے کی سہولت حاصل ہوتی، ان کی محنت و خدمت ہی کا نتیجہ ہے کہ ہم آج اعتماد کے ساتھ حدیث رسول کے درس و تدریس سے بہرہ ور ہوتے ہیں اور سنت ثابتہ پر عمل کرتے ہیں۔ ان محدثین نے خاص طور پر ان احادیث کی چھان بھٹک پر زیادہ زور دیا جن کا تعلق قانون احکام اور شریعی امور سے سختاً۔ اگر اسلامی قوانین اللہ اور اس کے رسول کے مرضی کے

مطابق مدون ہوں۔ مولانا مودودی لکھتے ہیں کہ

”جس وقت سے جعلی احادیث ظاہر ہوتی شروع ہوئیں اسی وقت سے محدثین اور ائمہ مجتہدین اور فقہانے اپنی تمام کوششیں اس بات پر مرکوز کر دیں کہ یہ گندالہ اسلامی قوانین کے سوتوں میں نفوذ نہ کرنے پائے۔ ان کوششوں کا زیادہ تر زور ان احادیث کی تحقیقات پر صرف ہوا ہے جن سے کوئی شرعی حکم ثابت ہوتا تھا۔“

امام احمد بن حنبلؒ فرماتے ہیں کہ:

”جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طلال و حرام اور منن و احکام سے متعلق روایت کرتے ہیں تو اسناد میں سختی برتتے ہیں اور جب فضائل اعمال سے متعلق روایت کرتے ہیں تو اسناد میں نرمی برتتے ہیں۔“

حدیث رسولؐ سے والہانہ عقیدت اور شبانہ روز کی مناسبت نے ان کے اندر اتنا ملکہ پیدا کر دیا تھا کہ ان کے سامنے جب کوئی روایت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہو کر آتی تو ان کو اس کی صحت اور سقم کا اندازہ ہو جاتا جس طرح ایک جوہری کسی پتھر کو دیکھ کر اس کے ہیرا یا خنزیرہ ہونے کا اندازہ اس ملکہ کی بنا پر کرتا ہے جسے وہ متلوں اس میدان میں لگانے کے بعد حاصل کرتا ہے۔ یہی معاملہ محدثین کرام کا احادیث نبویؐ کے ساتھ ہوتا ہے گویا ان کے رگ دریشیر میں حدیث کی خوشبو بسی ہوتی ہے۔ ان کے رگ و پے میں خون کی طرح گردش کرتی ہے اور ان کے فکرو خیال پر حدیث ہی حدیث چھالی ہوتی ہے اور ایسے ہی لوگ دامان حدیث کو مومنوعات کے بنیاد و اغوں سے بچا سکتے ہیں۔ اور کذابوں سے فرمان رسولؐ کی حفاظت کر سکتے ہیں۔ ابن تیمیہؒ نے فرمایا ہے جب یہ سوال کیا گیا کہ سند کو دیکھ کر بغیر کسی مضموع حدیث کو کسی قاعدہ سے جان لینا ممکن ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ:

”یہ بڑے مترب کا سوال ہے، یہ وہی شخص جان سکتا ہے جو سنن پر حاوی ہو اور اس کے خون اور گوشت میں وہ مخلوط ہو گئی ہوں اور ان پر اُسے ملکہ حاصل

ہو گیا ہو۔ سن اور آثار کو پہچاننے میں، رسول اللہ کی سیرت کو پہچاننے میں جس کا حکم حضور دیتے تھے اور جس سے منع فرماتے تھے، جس بات کی خبر دیتے تھے، جس کی طرف بلا تے تھے، جس چیز کو پسند کرتے تھے اور جس چیز کو بُرا سمجھتے تھے اور جس کی امت کو تسلیم دیتے تھے ان سب کو جاننے میں اسے شدید اختصا ص و مہارت حاصل ہوئی کہ گویا وہ حضور کے ساتھ صحابہ کرام سے لاہوا ہے۔ اس قسم کا انسان، آنحضرت کے احوال، ہدایت کلام اور اقوال و افعال کو جانتا ہے، لہ

ابن دقین نے اسی ملک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے لکھا ہے:

”کثیرا ما یحکمون بذالک ای بالوضع باعتبار امور ترجع الی المرعی و
الماصل انہم لکثرة ممارستہم لالفاظ الحدیث حصلت لہم ہیئۃ
فسانیۃ و ملکۃ قویۃ یرفون بہا ما یجوز ان یکون من الفاظ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم و ما لا یجوز“ لہ

محدثین بسا اوقات کسی روایت کے موضوع ہونے کا فیصلہ روایت کے احوال کی بنا پر کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ الفاظ حدیث سے بکثرت مناسبت و مہارت ہونے کی وجہ سے ان کو ایک ماہر ہیئت اور قوی ملک حاصل ہو جاتا ہے جس کے ذریعے وہ پہچان لیتے ہیں کہ کون سے الفاظ نبی کریم کے ہو سکتے ہیں اور کون سے نہیں۔

ابن عساکر نے لکھا ہے کہ عباسی خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں ایک شخص وضع حدیث کے جرم میں گرفتار کر کے لایا گیا تو ہارون رشید نے اسے قتل کر دینے کا حکم دے دیا، اس پر مجرم نے عرض کیا کہ اگر آپ مجھے قتل کر دیں گے تو ان چار ہزار روایات کی نشان دہی کون کرے گا جن کو میں نے وضع کر کے عوام میں رائج کر دیا ہے۔ ان روایات میں میں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام کر دیا ہے۔ اس پر خلیفہ نے کہا کہ عبداللہ ابن مبارک اور ابن اسحاق انزازی حرف حرف الگ کر دیں گے لہ

لہ النار النیف ۱۱۳، مرضعات کبیر ۱۲۲

لہ السنۃ دکانتنا فی التشریح الاسلامی ۱۱۱ لہ تہذیب التہذیب ۱۵۲

یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ رب العزت کے فیضان سے براہ راست تربیت پانے والی اور اس کی رہنمائی اور نور ہدایت سے بلا واسطہ منور ہونے والی شخصیت کے قول و فعل اور فکر و خیال میں جو بلندی ہوگی وہ کسی اور کے اندر نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ایسی ذات کی سان صدق مقال اور اس کے اندر وہ جلوں اور الفاظ میں جو حکمت، دانائی، منونیت، بصیرت، گہرائی اور عظمت ہو سکتی ہے وہ کسی اور کے کلام میں نہیں ہو سکتی۔ رسول کریم کے کلام میں وحی الہی کی خوشبو پھون ہے جب کہ عام انسانوں کے کلام میں وہ بات نہیں ہوتی۔ اس لیے عام حالات میں نبی پاک کی طرف کوئی غلط بات منسوب کرنا دوسرے انسان کی طرف منسوب کرنے سے کسی نہ کسی درجہ میں مختلف ضرور ہوگا۔ یہ اور بات ہے کہ یہ فرق و امتیاز اسی شخص پر واضح ہو سکتا ہے جس پر سیرت و سنت نبویؐ آئینہ کی طرح روشن ہیں اکثر یہ ہوتا ہے کہ موضوع احادیث کا ہر جملہ اپنی مکذیب کی طرف اشارہ کرتا ہے، اپنی اہمیت کی نشاندہی کرتا ہے اور سان نبوت کے رمزشناس اور مزاج نبوت کے آستانہ کو آگاہ کرتا ہے۔ ریح بن عقیل نے صحیح حدیث کے سلسلے میں کہا ہے کہ:

لہ صنوع و صنوع لاندھار لہ
 دن کی روشنی کی طرح اس کی روشنی ہوتی ہے
 اور موضوع حدیث کے سلسلے میں کہا ہے:

لہ ظلمة كظلمة اللیل ۛ اس کی تاریکی رات کی تاریکی کی طرح ہوتی ہے
 ابن قیم الجوزیہ موضوع حدیث کے بارے میں کہتے ہیں:

والاحادیث الموضوعۃ علیہا ظلمة درکاکة و مجازفات بارزۃ تنادی
 علو وضعها واختلافها علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۛ
 موضوع احادیث میں ایک خاص طرح کی کھلی ہوئی سلطنت، بے شکا پن اور تاریکی
 ہوتی ہے جو اس کے موضوع اور مزیلی ہونے کا اعلان کرتی ہے۔

موضوع روایت کی پہچان کے دو اصول ہیں۔ ایک روایت یعنی سند حدیث کی معرفت، دوسرے

درایت یعنی متن حدیث کی معرفت۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ سلسلہ روایت میں سقم ہوتا ہے اگرچہ متن میں وضع کی علامت نہیں ہوتی اور کبھی اس کے برعکس ہوتا ہے۔

سند میں وضع کی علامت

محدثین نے اسما الرجال اور جرح و تعدیل کے نام پر پورا ایک فن ایسا کیا ہے جس کے ذریعہ یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ حدیث کاراوی کون ہے، اس کی ثقاہت کیا ہے، اس کے حالات کیا ہیں، حدیث کی روایت میں اس کا وجہ کیا ہے اور اس کی بیان کردہ روایت کس درجے میں رکھے جانے کی مستحق ہے۔ اس اصول کے تحت علامات وضع یہ ہیں:

۱۔ راوی حدیث وضع کرنے کا خود اعتراف کرے کہ اس نے غلال غلال حدیث وضع کی ہے۔
مثلاً ابو عبدہ نوح بن ابی مریم نے قرآن کی سورتوں میں حدیث وضع کرنے کا اعتراف کیا۔ عبدالکریم بن ابی العوجا نے چالیس حدیثیں وضع کرنے کا اعتراف کیا۔ اسی طرح ابو شیبہ کا بیان ہے کہ ایک شخص میرے آگے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ میری منفرت فرما اور میرا خیال ہے کہ تو ایسا نہیں کرے گا، میں نے کہا اے شخص، تیری ماویٰ تیرے گناہ سے کہیں زیادہ بڑھی ہوئی ہے، اس نے کہا مجھے چھوڑ دو، میں نے کہا اپنا ماجرا بتاؤ، تو اس نے کہا میں نے سچاس احادیث وضع کر کے لوگوں میں رائج کر دی ہیں اور اب میرے بس میں نہیں کان کوڑاؤں لے جاؤں گا۔
جیسا کہ خلیفہ مہدی نے کہا کہ ایک مرتبہ ایک زندقہ نے میرے سامنے آواز کیا کہ اس نے چالیس احادیث وضع کر کے رائج کر دی ہیں یہ

۲۔ حدیث کاراوی جھوٹ میں مشہور ہوا اس کی روایت کوئی ثقہ راوی نہ کرتا ہو۔ خلاصہ روایت۔

بہلول المشائخ فان تبجیل المشائخ من تبجیل اللہ ۱۵
مشائخ کی تنظیم کرو کیوں کہ مشائخ کی تنظیم اللہ کی تنظیم ہے۔

۱۵ طرقات فی الجرح والتعدیل ۹۵

۱۵ موضوعات کبیرہ ۱۱۱ ۱۵ تذکرۃ الموضوعات للقدسی مشا

اس حدیث کا راوی مخرب بن محمد المرزوقی الحماجی ایک مجبوظ آدمی تھا اور اس حدیث کی روایت کسی ثقہ راوی نے نہیں کی۔

اسی طرح یہ حدیث :

مسیکون فی امتی رجل یقال لہ محمد بن ادریس اضر علی امتی من ابلیس
عنقریب میری امت میں محمد بن ادریس نامی ایک شخص ہو گا وہ میری امت
کے لیے شیطان سے زیادہ نقصان دہ ہو گا۔

اس کا راوی امامون کذاب تھا۔

۳۔ راوی کسی ایسے شخص سے روایت کرے جس سے اس کی ملاقات ثابت نہ ہو، نہ وہ اس کا سامع ہو
یا وہ اس کی وفات کے بعد پیدا ہوا ہو، یا جس جگہ حدیث سننے کا دعویٰ کیا ہوا ہے، مثلاً ہرن
بن احمد اللہودی نے دعویٰ کیا کہ اس نے ہشام بن عمار سے فلاں حدیث سنی تو حافظ ابن جان نے اس سے
پوچھا کہ تم ہشام کب گئے تھے؟ اس نے کہا شہ ۱۲۸ھ میں، اس پر ابن جان نے کہا تم جس ہشام سے
روایت کرنے کے مدعی ہو وہ ۱۲۸ھ میں انتقال کر گئے تھے۔

اسی طرح عبداللہ بن اسحاق کرانی نے محمد بن یعقوب سے روایت کا دعویٰ کیا تو اس سے
کہا گیا کہ تمہاری پیدائش سے نو سال قبل محمد بن یعقوب کا انتقال ہو چکا تھا۔

عمر بن مدان الکلامی کہتے ہیں کہ عمر بن موسیٰ ممس آیا تو ہم اس کے ساتھ مسجد میں جمع
ہوئے۔ اس نے کہا مجھ سے بیان کیا تمہارے صالح شیخ نے، اور جب برابر یہ جملہ کہا تو میں نے
پوچھا، شیخ صالح کون ہیں؟ ان کا نام بتاؤ تاکہ ہم ان کو جانیں؟ اس نے جواب دیا کہ خالد بن حنن
ہیں، میں نے پوچھا کس سال تمہاری ملاقات ہوئی، تو بولا شہ ۱۲۸ھ میں، میں نے پوچھا کہاں؟
تو وہ بولا آرمینیا کے جہاد میں، میں نے کہا شیخ اللہ سے ڈرو، خالد بن مدان ۱۲۸ھ میں وفات
پا گئے اور تم دعویٰ کرتے ہو کہ ان کی وفات کے چار سال بعد ان سے ملے ہو، پھر انھوں نے
جہادِ روم میں توجہ دیا جہادِ آرمینیا میں کبھی نہیں ملے۔

سیفان ثوریؒ کہتے ہیں کہ جب سے راویوں نے جموٹ بونا شروع کیا ہم نے ان کے لیے تلخ کا استعمال شروع کر دیا۔

۴۔ بعض اوقات وضع حدیث کا فیصلہ راوی کی حالت اور اس کے پیشہ، ہنر اور عمل کو دیکھ کر کیا جاتا ہے۔ مثلاً حاکم نے سیف بن ثوری سے روایت کی کہ ہم لوگ سعد بن ظریف کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اس وقت اس کا بیٹا ہاتھ میں کتاب لیے روتا ہوا آیا تو اس نے پوچھا کیا ہوا ہے؟ بچہ نے جواب دیا کہ ستارہ نکل گیا ہے۔ اس پر وہ بولا کہ آج میں آسے رسوا کروں گا کیوں کہ مجھ سے مکر نے جو الا بن عباس بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا معلوم صحابہ تک شرار کھرا قلمہ رحمة للیتیم واغظہم علی المساکین تہ تمہارے بچوں کے سکین بڑی لوگ ہوں گے، تیمم پر کھڑکریں گے اور سکینوں پر سخت ہوں گے۔ یا مثلاً یہ حدیث کہ۔ المہیۃ تشد النہر۔ ہر سہرے کو مقبوض کرتا ہے۔ اس کا راوی محمد بن حجاج ہر یہہ فروش تھا۔

۵۔ ماہی اہل بدعت جو اپنے مسلک کی حمایت میں حدیث بیان کرتا ہو مثلاً خارجیہ، مرجئیہ، منزلیہ، کرامیہ اور قرامطہ وغیرہ سے تعلق رکھتا ہو اور اس کی دعوت دینا ہو مثلاً یہ حدیث:

” سمعت علیاً قال عبدت اللہ مع رسولہ قبل ان یبعثہ احد من ہذہ

الامة خمس سنین اوسبع سنین ”

حضرت علیؑ کہتے تھے کہ میں نے رسول کریمؐ کے ساتھ اللہ کی عبادت اس امت کے افراد سے پانچ یا سات سال پہلے کی۔

اس حدیث کا راوی جبرین تھا۔ اس کے تعلق ابن جان کہتے ہیں کہ: ”کان غالباً فی التشیع“ وہ غالباً شیعہ تھا۔

دانش رہے کہ محدثین نے داعی اہل بدعت اور غیر داعی اہل بدعت میں فرق کیا ہے۔ اور خود امام بخاریؒ نے بہت سے ایسے شیوخ سے روایت کی ہے جو بڑی گروہوں سے تعلق رکھتے تھے تہ

۱۔ کتاب الکافی فی علم الروایۃ ص ۱۵۱ ۲۔ تدریب الراوی ص ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵، ۱۳۹۶، ۱۳۹۷، ۱۳۹۸، ۱۳۹۹، ۱۴۰۰، ۱۴۰۱، ۱۴۰۲، ۱۴۰۳، ۱۴۰۴، ۱۴۰۵، ۱۴۰۶، ۱۴۰۷، ۱۴۰۸، ۱۴۰۹، ۱۴۱۰، ۱۴۱۱، ۱۴۱۲، ۱۴۱۳، ۱۴۱۴، ۱۴۱۵، ۱۴۱۶، ۱۴۱۷، ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۰، ۱۴۲۱، ۱۴۲۲، ۱۴۲۳، ۱۴۲۴، ۱۴۲۵، ۱۴۲۶، ۱۴۲۷،

برعتی کے سلسلے میں اکثر مشرین کا موقف یہی ہے کہ اگر وہ والی بدعت نہ ہو تو اس کی روایت قابل قبول ہے۔ امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام شافعیؒ بھی اس کو روایت کو قابل قبول سمجھتے ہیں بشرطیکہ اس کی تکفیر نہ کی گئی ہو اور نہ وہ جھوٹ کو جائز سمجھتا ہو۔ جب کہ امام مالکؒ حنفی، ابو بکر باقلانیؒ اور ان کے اصحاب کے نزدیک ایسے بدعتی کی بھی روایت قابل قبول نہیں جس کی تکفیر نہیں کی گئی ہے۔ لہٰذا سلسلہ اسناد کی ضرورت بھی اہل سنت و اہل بدعت کی روایات میں تیز کرنے کے لیے ہی پیش آئی تھی۔ چنانچہ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں۔

”پہلے زمانوں میں لوگ اسناد کے بارے میں نہیں پوچھتے تھے مگر جب قنزیہ پھیلنے لگی تو لوگ اسناد کے بارے میں سوال کرنے لگے تاکہ اہل سنت کی حدیث بیان اور قبول کریں اور اہل بدعت کی چھوڑ دیں۔“

عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ:

”الاسناد من الدین لولا الاسناد لقال من شاء ما شاء“ ۱۷۰

اسناد دین کا جزو ہیں اگر اسناد نہ ہوتے تو جس کے جی میں جو کچھ آتا کہہ دیتا۔

مگر مفسدین نے جب یہ دیکھا کہ حدیثوں کی جانچ پڑتال کے لیے سلسلہ اسناد کا اصول موجود ہے تو انہوں نے فرضی اسناد بنا کر شروع کر دیے، چنانچہ ابو حاتمؒ استحقاق کہتے ہیں کہ میں ایک مسجد میں گیا تو دیکھا کہ نماز کے بعد ایک شخص کھڑا ہوا اور اس طرح حدیث بیان کرنے لگا۔ ”حدثنا ابو خلیفہ حدثنا ابو الولید عن شعبہ عن قتادہ عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قضی مسلم حاجتہ“ جب وہ حدیث بیان کر چکا تو میں نے اسے بلایا اور پوچھا کیا تم نے ابو خلیفہ کو دیکھا ہے؟ وہ بولا نہیں، میں نے کہا جیت تم نے ان کو دیکھا نہیں تو ان سے روایت کس طرح کرتے ہو؟ وہ بولا یہ بحث ہمارے ساتھ ضرورت کی کمی کی بنا پر ہے میں نے اس سند کو یاد کر لیا ہے جب بھی میں نے کوئی حدیث سنی تو اس سند کے ساتھ بڑھ دیا۔ ۱۷۱

سلسلہ اسناد کی جانچ اور تحقیق قرآن کی حسب ذیل آیت کی روشنی میں مقرر کی گئی ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَرِيقٌ مِّنْ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا نَجْمٌ مِّنْ سِوَاهِ مَا تُصَلِّونَ

قَوْمًا بَدَعُوا آلِهَةً مَّا عُلِّمُوا سَبْعًا قَالُوا سُبْحَانَ اللَّهِ مَا هُوَ إِلَّا نَجْمٌ مِّنْ سِوَاهِ مَا تُصَلِّونَ (المہرۃ، ۶۰)

۱۷۰ لسان البیان ۱۰/۱۱۱ ۱۷۱ کتاب الکفایۃ فی علم الروایۃ ۱۷۱

۱۷۲ مرقۃ المفردات الحدیث ۱، کتاب الامداد ۱۷۲ ۱۷۳ علوم الحدیث و مصطلحات ۲۹۹، الاصل المفرد ۲۰/۲۵

نظری رکاکت کا مطلب یہ ہے کہ کلام میں کوئی واضح خرابی ہو جس کی توقع کسی فصیح و بلیغ انسان سے نہ کی جاسکتی ہو چہ جائے کہ فہمائے عرب کے سردار نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کی جائے، اور سنو یہ رکاکت کا مطلب یہ ہے کہ کوئی ایسی غلطی ہو جو کسی عالم اور محقق سے متصور نہ ہو کہ جاکر ہوگی صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ علماء حدیث نے سنو یہ رکاکت کو نظری رکاکت کے مقابلے میں زیادہ اہمیت دیا ہے۔ چنانچہ حافظ ابن حجر کہتے ہیں۔

”المدار فی الرکة علی رکتہ المعنی نعیثنا وجدنا دلت علی الوضع وان لہ
یضم الیہ ہارکة اللفظ لان هذا الدین کلمہ مخاسن والرکة ترجع
الی الرواۃ واما رکاۃ اللفظ فقط فلا تتدل علی ذالک لاحتمال ان یکون
رواہ بالمعنی فغیر الفاعلہ بنیر فصیح نعم ان صرح بانہ من لفظ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فکاذب“ لہ

رکعت کا مدار رکت معنی پر ہے جہاں یہ سطحیت پائی جائے گی موضوع کی علامت ہوگی
اگرچہ اس کے ساتھ نظری رکت نہ پائی جائے، کیوں کہ یہ دین ہمارا ممان ہے
اور رکت عیب ہے۔ جہاں تک نظری رکت کا سوال ہے تو مرن یہ موضوع کی
علامت نہیں کیوں کہ اس بات کا پورا احتمال ہے کہ روایت بالمعنی ہو اور حدیث
کے الفاظ غیر فصیح الفاظ سے بدل دیے گئے ہوں، ہاں اگر روای یہ مراد کر سگ
یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں تو ضرور جھوٹا ہوگا۔

۲۔ حدیث مثل مرتب کے خلاف ہو جس کی تاویل نہ کی جاسکتی ہو، مثلاً یہ روایت
”ان سفینة نوح طافت بالبیت سبعا واصلت عند المقام رکعتین لہ
نوح علیہ السلام کی کشتی نے نازک کعبہ کا طواف کیا اور مقام ابراہیم کے نزدیک
دو رکعت نماز پڑھی۔

واضح رہے کہ علماء حدیث نے محال عقلی اور محال مادی میں جو فرق کیا ہے اگر اسے پیش
نظر نہ رکھا گیا تو اس دور عقلیت (RATIONALISM) میں مجوزات اور البدعیات

لو كان الرزق رجلا كان حليما ما اكل جائع الا اشبعه له
 چاول اگر کھیں ہوتا تو برو بار ہوتا جس نے اسے کھایا اس کو آسودہ کر دیا۔
 اربع لايشجن من اربع ارض من مطل وانثى من ذكر وعين من نظر
 وعلم من علمه

چار چیزیں چار چیزوں سے آسودہ نہیں ہوتیں، زمین بارش سے، عورت مرد سے،
 نگاہ نظر سے، عالم علم سے۔

۹۔ اللہ جل شانہ کے مرتبہ و شان کے منافی ہو۔

ان اللہ خلق خيلا فاجراها فرقت فخلق نفسه من ذاك العرق ثم
 اللہ نے گھوڑا پیدا کیا اور اسے دوڑایا جب اس کے پسینہ نکلا تو اس سے
 خود کو پیدا کیا۔

ان اللہ اشتكت عيناه فادته الملكة ثم
 اللہ کی آنکھوں میں تکلیف ہوئی تو فرشتوں نے عیادت کی۔
 خلق اللہ الملكة من شعر ذراعيه وصدره ۵
 اللہ نے فرشتوں کو اپنے سینے اور بازو کے بال سے پیدا کیا۔
 شان نبوت کے منافی ہو۔

الديك الابيض صدائقي وصدیق صدائقي وعدو عدوی ۶
 سفید مرغابی اور دوست اور میرے دوست اور میرے دشمن کا دشمن ہے۔
 ان انبی علی اللہ علیہ وسلم کان بطیر الحمام ۷
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم کبھو تر پھرتے تھے۔

- ۱۔ موضوعات کبیرہ ۱۱۱ ۷۱
 ۲۔ السنۃ وکتابتہا فی التشریح الاسلامیہ ۹۹ ۷۱
 ۳۔ کشف الخفا فی الایمان ۲۱۲۸ ۷۱
 ۴۔ الاباطیل والتاکیہ ۵۶
 ۵۔ السنۃ وکتابتہا فی التشریح الاسلامیہ ۹۹
 ۶۔ موضوعات کبیرہ ۱۱۱، المقاصد الحسنیہ ۱۳
 ۷۔

۱۱۔ روایت فی نفسہ باطل اور واہیات ہوز۔ مثلاً

اگر وہاں البقرۃ فانہا سیدۃ البہائم مارفت طرفہا الی السماء منذ عبد اہل
سمائے کی عزت کرو کیوں کہ وہ چربائے کی سردار ہے، جب سے پکڑے کی عبادت کی
گئی اس نے اپنا سر آسمان کی طرف نہ اٹھایا۔

”المجرة التي فی السماء من عرق الانماء التي تحت العرش“

آسمان میں جو پانی کا شیکڑہ ہے وہ عرش کے نیچے سانپ کے پسینے سے ہے۔

”النفطة التي تخلق منها الولد ترعد لها الاعضاء والعروق كلها اذا

خروجت ووقفت فی الرحم“

جس نطفے سے بچہ پیدا ہوتا ہے اس سے اعضا اور رگیں کانپتی ہیں جب وہ نکلتا ہے
اور رحم میں داخل ہوتا ہے۔

چھوٹے عمل پر عظیم اجر اور چھوٹے گناہ پر عذاب الیم کی وعید ہو، مثلاً (۱۱۲)

”من قال لا اله الا الله خلق الله من تلك الكلمة طائر له سبعون

الف لسان لكل لسان سبعون الف لغة يتغصن الله“

جس نے لا الہ الا اللہ کہا اس کے گلے سے اللہ ایک چڑیا پیدا کرتا ہے جس کی ستر ہزار
زبانیں ہیں اور ہر زبان کی ستر ہزار بولیاں ہیں وہ ان سے اس شخص کے
لیے استغفار کرتی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تسلیم بھی زبان میں ثابت کیا جائے، مثلاً (۱۱۳)

”ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم فر علی قوم ینجون حائلاً فقال نیک نیک

فی کنتہا“

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا کچھ لوگوں کے پاس سے گزر ہوا جو دیوار کھڑی کر رہے
تھے، آپ نے فرمایا ”نیک نیک ہی کنتہ“

۱۔ موضوعات کبیرہ ۱۳۱ ۲۔ ایضاً ۱۹ ۳۔ تذکرۃ الموضوعات للفتی ۱۲۲

۴۔ موضوعات کبیرہ ۱۴ ۵۔ تذکرۃ الموضوعات للفتی ۱۲۲

صاحب سفر السادات نے لکھا ہے:

”باب تکلم النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالفارسی مثل الغیب دو ویا

سلیان شکمت درد لدر یصح“ لہ

بنی ملی اشتر علیہ وسلم کا فارسی زبان میں کلام کرنا مثلاً غیب دو، اے سلطان شکمت
درد وغیرہ درست نہیں ہے۔

(۱۴۳) روایت میں کسی زبان یا قوم کی نسبت ہو، مثلاً

”انفضل الکلام الی اللہ الفارسیہ: کلام الشیاطین الخوزیہ وکلام اهل
النار النجاریہ“ لہ

سب سے بُری زبان اشر کے نزدیک فارسی ہے، شیطانوں کی زبان خوزیہ ہے
اور دوزخیوں کی زبان نجاریہ ہے۔

”ان اللہ انارضی انزل الوحی بالربیة وادغضب انزل الوحی بالفارسیة
اشتر جب خوش ہوتا ہے تو عربی میں وحی نازل کرتا ہے اور جب ناراض ہوتا ہے
تو فارسی میں وحی نازل کرتا ہے۔

”نمدیة مجوس هذه الامة ان مرضوا فلا تقودوهم وان ماتوا
فلا تشهدوهم“ لہ

زیر یہ اس امت کے مجوس ہیں اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت نہ کرو، اگر مر جائیں
ان کے جنازہ میں نہ جاؤ۔

ابن قسیم کہتے ہیں:

”احادیث ذم حبشة والسودان کلاهما کذب ومنها ذم التراج واحادیث
ذم الخصیان واحادیث ذم الممالک“ لہ

حبشہ، سودان، ترک، چٹھے اور غلاموں کی مذمت میں ساری روایات گھڑی ہوئی ہیں

لہ موضوعات کبیرہ ص ۵۵، تذکرۃ الموضوعات القدسی ص ۱۱۴، تذکرۃ الموضوعات لفتحی ص ۱۳۳، لہ ایضاً

ص ۱۱۴، کشف القناع وذل الالباس ص ۱۱۴، القاموس ص ۱۱۴، لہ موضوعات کبیرہ ص ۱۱۴، التار الخف ص ۲۳

(۱۵) مختلف پیشہ اختیار کرنے والوں کی ذمت ہو۔

”اذا كان يوم القيمة نادى مناد اينما حوزة الله في الارض فيؤتى بالثابتين

والصارفة والحالكة“ ۱

قیامت کے دن مادینے والا پکارے گا کہ زمین میں اللہ کی خیانت کرنے والے کہاں ہیں تو ٹھٹھیروں، مرائوں اور جلاہوں کو پیش کیا جائے گا۔

”لا تستشیروا العجمین والحالكة ولا تلموا علیہم“ ۲

سینگی لگانے والوں اور کپڑا بننے والوں سے مشورہ نہ کرو اور نہ ان کو سلام کرو۔

”یخرج الدجال و معہ سبعون الف حائلک“ ۳

دجال جب نکلتے گا تو اس کے ساتھ ستر ہزار جولاہے ہوں گے۔

”بخلاد امتی القیامت“ ۴ میری امت کے بخیل روزی ہیں۔

ابن قیم الجوزیہ کہتے ہیں کہ:

”حدیث ذم الحاکمة والاساکفة والصوامین او منعة من الصنائع

المباحة کذب علی رسول الله صلی الله علیہ وسلم انما یدم الله

در سوله الصنائع المباحة“ ۵

پارچہ باؤل، مچھریوں اور سناروں یا باج دست کاروں میں سے کسی دستکار

کی ذمت کرنے والی حدیث حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے کیوں کہ اللہ

اور اس کے رسول بائز دست کاروں کی ذمت نہیں کرتے۔

(۱۶) روایت میں قومی اور نسل یا لسانی یا گروہی بصیبت کی تعلیم ہو، مثلاً

”العرب بعضہا لبعض کافۃ والاساکفة او حجام“ ۶

عرب ایک دوسرے کے کافر ہیں سوائے پارچہ باؤل اور نسل لگانے والوں کے۔

۱۔ کنز العمال کتاب البیوع النکاح المظروفہ ۴/۲۲ ۲۔ تذکرۃ الموضوعات لغتی ۱۳۵

۳۔ میزان الاعتدال ۱/۳۵۴ ۴۔ تذکرۃ الموضوعات لغتی ۱۳۵ ۵۔ التذکرۃ لغتی ۱۳۵، موضوعات کیر و شہا

۶۔ علی الحدیث ۱/۴۱۲

”العرب سادات العجم“ لے عرب عجم کے سردار ہیں
 ”جور الترك ولا عدل العرب“ لے ترکوں کا ظلم اور نہ عربوں کا عدل
 مستقبل کے بارے میں تاریخی اور وقت کی تعیین کے ساتھ پیش گوئی ہو، مثلاً
 (۱۷) ”اذا نكفت القمر في المحرم كان الفلاء والقتال وشغل السلطان واذا
 انكفت في صفر كان كذا او كذا“ لے

جب محرم میں چاند گہن ہو تو گرانی ہوگی، قتل و قتال ہوگا، بادشاہ پریشان
 ہوگا اور اگر صفر میں چاند گہن ہو تو ایسا اور ایسا ہوگا۔
 ”عند راس مائة يبعث الله ريحا باردة يقبض الله فيها روح كل مؤمن“ لے
 سو سال پورا ہونے پر اللہ ایک ٹھنڈی ہوا بھیجے گا جس میں وہ ہر مؤمن کی
 روح قبض کر لے گا۔

”انا واصحابي اهل ايمان واهل الاربعة واهل برو تقوى الى ثمانين
 واهل تو اصل و تراحم الى العشرين ومائة واهل تقاطع و تدا ابر الى
 الستين ومائة ثم العرج“ لے

میں اور میرے صحابہ چالیس سال تک ایمان و اہل والے ہوں گے، اٹھالیس سال تک
 نیکی اور تقویٰ والے ہوں گے، ایک سو بیس سال تک باہمی ملدھمی کرنے والے
 اور محبت کرنے والے اور ایک سو ساٹھ سال تک قطع تعلق اور نفرت کرنے والے
 اور اس کے بعد اضطراب اور بے پیمانی کا دور دورہ ہوگا۔

(۱۸) جس واقعہ کو عام ہونا چاہیے اور لوگوں کی بڑی تعداد کو اس کا علم ہونا چاہیے
 وہ عام لوگوں میں صورت ہو کر صرف چند لوگوں کے درمیان صورت ہو، مثلاً خیر غم کھانا
 جس میں اہل تشیع کے بقول حجة الوداع سے واپسی پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر غم کے مقام پر

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے خلافت کی وصیت کی تھی حالانکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی بڑی تعداد آپ کے ساتھ تھی مگر اس واقعہ کا کسی نے ذکر نہیں کیا تو کیا یہ سمجھا جائے جیسا کہ لازم ہے صحابہ نے کتمان سے کام لیا؟ ظاہر ہے یہ حضرات اہل تشیع کی ذہنی اختراع ہے نہ کہ تاریخی واقعہ۔

(۱۹) مختلف دنوں اور مہینوں کی نماز اور اس کی فضیلت کی تعلیم ہو، مثلاً جمعہ، سینچر، اتوار، پیر اور جمعرات کی راتوں کی نماز، صلوٰۃ مکوس، صلوٰۃ رناب، صلوٰۃ اویس، شبان کی نماز، رجب کی نماز، عید الفطر کے بعد کی نماز کے سلسلہ میں جتنی روایات ہیں سب موضوع ہیں۔ ظاہر مہینہ پٹنی لکھتے ہیں:

• لا یصح فی صلوٰۃ الاسبوع مثلی، لہ
ہفتہ کی نماز کے متعلق کوئی روایت صحیح نہیں ہے۔

ابن تیم جوزیہ کہتے ہیں:

”احادیث صلوٰۃ الایام واللیالی کصلوٰۃ یوم الاحد ولیلۃ الاحد والیوم
الاشین ولیلۃ الاشین الی آخر الاسبوع کل احادیثہا کذب“ لہ
راتوں اور دنوں کی نمازیں مثلاً شنبہ کی رات اور دن کی نماز، یک شنبہ کی رات
اور دن کی نماز اسی طرح ہفتہ کے دن اور رات کی نماز کے بارے میں ساری
روایات جھوٹی ہیں۔ مثلاً

”من صلی لیلۃ الاحد اربع رکعات یقل فی کل رکعة فاتحة الكتاب وقل
هو الله خمس عشر مرة“ لہ

جو شنبہ کی رات کو چار رکعات نماز پڑھے، ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور پندرہ
مرتبہ قل ہوا اللہ پڑھے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اُسے پندرہ مرتبہ قرآن پڑھنے
والے اور اس پر عمل کرنے والے کا ثواب دے گا، اور وہ اپنی قبر سے اس طرح
نکلے گا کہ اس کا چہرہ چودھویں کی چاند کی طرح روشن ہو گا۔ اللہ اسے ہر رکعت
کے بدلے میں سو تیوں کے ایک ہزار شہر دے گا۔ ہر شہر میں زبرد کے ایک ہزار

مل ہوں گے۔

(۲۰) روایت میں خضر کے زندہ ہونے کی بات کہی جائے۔ مثلاً

”ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان فی المسجد فسمع کلاما من وراءه
فذا هبوا ینظرون فانا هو الخضر“ لہ

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف رکھتے تھے اس وقت آپ نے
اپنے پیچھے کوئی آواز سنی صحابہ کرام غم دیکھنے لگے تو وہ خضر تھے۔

خضر کے زندہ ہونے اور لوگوں سے ملاقات کرنے کی روایات کا موضوع ہر نامی اعتبار
سے ہے۔ ایک تویر کہ قرآن کریم میں کہا گیا ہے: ”وَ مَا جَعَلْنَا الْبَشَرِ مِنْ قَبْلِكَ الْخَلْدَ اَقَانِ مِثَّ
قَتْلِهِمْ الْخَلْدُ وَاَنْ“ (الانبیاء: ۲۲) ہمیشگی تو ہم نے تم سے پہلے بھی کسی انسان کے لیے نہیں رکھی،
دوسرے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

” امرایتکم یلیتکم ہذا فان علی راس مائۃ سنۃ منها لایبقی علی ظہر
الارض منی ہوا الیم علیہا احسن“ لہ

آج کی شب جو مجھ پر واضح ہوا وہ تم کو بتا دوں، آج سے سو سال کے پورا ہونے
بد پہرہ شخص مر جائے گا جو آج روئے زمین پر موجود ہے۔

ظاہر ہے کہ اس میں حضرت خضر بھی شامل ہیں، ان کے لیے کوئی استثنا نہیں، اولادہ زندہ
نہیں رہے اور تھے بھی تو یقیناً وفات پاتے۔

تیسرے یہ کہ امام بخاری سے جب خضر کی زندگی کے بارے میں پوچھا گیا تو کہا ان کی زندگی کا
کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔ امام ابن تیمیہ نے کہا اگر وہ زندہ ہوتے تو ضرور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس آتے، ان کی شاکر دی کرتے اور ان کے ساتھ جہاد کرتے لے

چوتھے یہ کہ یہ کچھ میں آنے والی بات بھی نہیں کہ کوئی بنی آدم ہمیشہ کے لیے زندہ رہے، یہ
طبعی قوانین اور شاہدہ و قتل کے بالکل خلاف ہے، ابن تیمیہ جو زیر نے خضر کی حیات کے خلاف دس
عقلی شواہد قائم کیے ہیں۔

(۲۱) روایت میں پھولوں کی اہمیت و فضیلت کی تعلیم ہو۔ خلا
 "اور الابیض خلق من عرق" اے سفید گلاب میرے پسینے سے پیدا ہوا۔
 "ادھنوا بالبنفسج فانہ بارد فی الصیف و حار فی الشتاء" اے
 بنفشہ کا روغن استعمال کرو کیوں کہ وہ جاڑے میں گرم اور گرمیوں میں ٹھنڈا
 ہوتا ہے۔

ابن قیّم الجوزیہ کہتے ہیں:

۱۰ احادیث فضائل الازہار کحدیث فضل النرجس والورد والرزقوش

والبنفسج والبان کما کذب" اے

(۲۲) کبھی حدیث کے موضوع ہونے کا حکم آتا تو قرآن سے لگایا جاتا ہے مثلاً یہ حدیث کہ "وضع
 الجزیة عن اهل خیبر" اہل خیبر سے جزیہ مان کر دیا گیا تھا متعدد وجوہ سے موضوع
 اول۔ اس میں حضرت سعد بن مساذہ کی شہادت کا ذکر ہے جب کہ وہ اس سے پہلے غزوہ خندق
 میں وفات پا چکے تھے۔

دوم۔ اس میں مساذہ بن سفیان کے لکھنے کا ذکر ہے جب کہ وہ مطلقاً میں تھے اور فتح خیبر کے
 بعد فتح مکہ کے موقع پر ایمان لائے تھے۔

سوم۔ جزیہ کا حکم اس وقت نافذ نہیں ہوا تھا اور نہ صحابہؓ اور اہل عرب اسے جانتے تھے۔
 یہ تبوک کے بعد نازل ہوا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے نصاریٰ، یمن کے یہود سے
 جزیہ وصول کیا تھا۔

چہارم۔ اس میں یہ بھی ہے کہ ان سے خدمت اور بیگار لینے سے معاف رکھا، مالان کر نبی صلی اللہ
 علیہ وسلم کے زمانے میں اس کا رواج ہی نہ تھا۔

پنجم۔ ان سے عہد لازم نہیں کیا تھا بلکہ کہا تھا جب تک ہم چاہیں گے اسے اپنی رکھیں گے پھر ان
 سے جزیہ کیسے معاف ہو سکتا تھا۔ جو کہ فیصلوں سے عہد لازم کے بعد لیا جاتا ہے۔

۱۱ موضوعات کبیرہ ۱۱۱۱ تذکرۃ الموضوعات للفتنی ۱۱۱۱

۱۲ التار المنین ۱۲۱۱، موضوعات کبیرہ ۱۲۱۱

ہشتم۔ اس واقعہ کا علم تمام صحابہ کو ہونا چاہیے تھا بلکہ صحابہ تابعین اور ائمہ حدیث کو بھی ہونا چاہیے تھا۔ پھر یہودی اس کے جاننے اور نقل کرنے میں منفرد کیوں رہے۔

ہفتم۔ اہل خیبر نے کوئی احسان نہیں کیا تھا بلکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کے مقابلے پر آئے تھے پھر کیسے ان سے جزیہ ممان ہو سکتا تھا۔

ہشتم۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر سے دو دروازے کے علاقوں سے توجزیہ وصول کیا تو اس کو ممان کیسے کر سکتے تھے جب کہ یہ محارب اور دشمن بھی تھے۔

نہم۔ اگر ان سے جزیہ ممان ہوتا تو اس وجہ سے کہ وہ اسلام کے بھی خواہ اور مسلمانوں کے دوست ہوتے حالانکہ ان کی سازش و پلادوت کے نتیجے میں کچھ دنوں کے بعد ان کو ملک بدر کر دیا گیا جب کہ ان کے ساتھ یہ سلوک روانہ ہوتا۔

دہم۔ اگر یہ درست ہوتا تو صحابہ تابعین اور فقہاء اس کی خلاف ورزی ہرگز نہ کرتے تھے۔
مذکورہ علامات ابن قیم جزیری کی النار النیف، ملاحظی تلمیذ کی موضوعات کبیر اور دیگر کتب موضوعات میں مذکور ہیں جن سے صحیح اور موضوعات احادیث کی پہچان کے سلسلے میں استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جو روایت قرآن، سنت، عقل، مشاہدہ، اخلاق و ادب، اصول عام اور مزاج دین کے منافی ہو وہ یقیناً ناقابل اعتبار ہے۔ علامہ ابن جمزنی نے ایک جامع بات یہ کہی ہے:
"اذا ساءت الحدیث بیابن المعقول او یخالف المنقول او یناقض الامور"

فاحلہ انہ موضوع "۱۰"

جب تم کسی حدیث کو دیکھو کہ وہ منقول سے متباہن ہو تو اس کے مخالف اور اصول سے متناقض ہے تو جان لو کہ وہ موضوع ہے۔

بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک نہایت ہی قیمتی بات فرمائی ہے:

"عد ثلثنا سیرا برفون اتجون ان یکذب اللہ ورسولہ" ۱۱

لوگوں سے ان کے فہم و عرفان کے مطابق حدیث بیان کرو کیا تم پسند کرو گے کہ اللہ اور اس کے رسول کی جگہ سب ہو۔

چوتھا باب

موضوع روایات

عقائد سے متعلق موضوع روایات

(۱) ”یوم جبریل بکل غداۃ یندخل بحر النور فینفس فیہ اثنا عشر تم تمخرم فینتفض
انتفاضة سبعین الف قطرة یغلق اللہ تالی من کل قطرة مملکة“

جبریل ہر صبح اللہ کے حکم سے نور کے سمندر میں داخل ہوتے ہیں اور اس میں ڈوبی
گماتے ہیں، پھر اس سے نکل کر باہر آتے ہیں، پھر اپنے پر چھلاتے ہیں جس سے ستر ہزار قطرات
نکلنے لگتے ہیں اور اللہ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا کرتا ہے۔

حافظ عبدالغنی ابن سید کہتے ہیں کہ یہ روایت متعدد طرق سے بیان کی جاتی ہے گلاس کا انتساب
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کسی سند سے بھی درست نہیں ہے

(۲) ”اہل علم کے درمیان مشہور ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر روایات کا نزول وحی کے
دنوں میں چھ ماہ تک رہا۔ علامہ ڈوٹھی نے مرآت کی ہے گلاس کی کوئی بنیاد نہیں ہے،
اور امام نووی نے مسلم کی شرح میں اس کی تائید کی ہے“

روایات صادقہ کی مدت چھ ماہ اتنی یہ بات غلط ہو سکتی ہے، لیکن یہ درست ہے کہ غار حرا میں جبریل کے وحی لانے
سے پہلے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر روایات صادقہ کا نزول ہوتا تھا جیسا کہ حضرت عائشہ نے وضاحت فرمائی ہے۔

۳۔ ”روایت عبدالرحمن بن مسعود نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قول فرماتا ہے کہ میں تم کو
علم بلائیت قبول نہیں کرتا اور قول اہل دینیت کو اسی قبول کرتا ہے جبکہ قرآن سنت کے موانع ہیں“

یہ حدیث نہیں، اس کے راوی احمد بن حسن بن ابان عمری کے بارے میں ابن عمری کہتے ہیں کہ وہ حدیث چرات تھا اور ابن عباس کہتے ہیں کہ کتب اور رجال ہے حدیث صحیحہ کرات تھا اور ثقہ لوگوں کی سندوں سے کہتا تھا۔ صحیح ہے کہ یہ امام ثوری کا قول ہے۔

(۴) • ان الله عز وجل ينزل في كل ليلة جمعة الى دارالدين في ستمائة الف ملك

فیجلس علی کرسی من نور و بین یدایہ لوح من یاقوتہ حمراء فیہ اسماء اللہ
اللہ تعالیٰ ہر جمعہ کی رات کو چھ لاکھ فرشتوں کے ساتھ دار دنیا پر اترتا ہے، نور کی کرسی
پر بیٹھتا ہے اس کے ساتھ سرخ یاقت کی تختی ہوتی ہے، اس میں اسمت محمدی کے
نام اور صورتیں ہوتی ہیں۔ وہ فرشتوں کے روبرو ان ناموں پر نغمہ کرتا ہے۔

زرقان نے کہا کہ یہ روایت موضوعاً ہے، ابو السامرات کذاب نے اسے وضع کیا ہے۔

(۵) • لما سری بانیسی حلی اللہ علیہ وسلم الی السماء السابعة قال لہ جبریل

رویدا فان سابلک یصلی قال وهو یصلی قال نعم" لہ
جب بنی صلی اللہ علیہ وسلم سراج کو تشریف لے گئے اور ساتویں آسمان پر پہنچے
تو جبریل نے کہا ٹھہریے آپ کا رب نماز میں مشغول ہے، آپ نے حیرت سے پوچھا
نماز میں مشغول ہے؟ جبریل نے کہا ہاں۔

یہ ایک طویل روایت کا حصہ ہے اور باطل فضول ہے، اللہ کی شان اس سے بلند ہے کہ وہ عبودیت
سے مقام عبودیت پر اتر آئے اور اپنی بندگی کرنے لگے۔

(۶) • رائت ربی فی المنام فی احسن صورة نشابا موقرا ساجلا فی خضرة علیہ نعلان

من ذهب علی وجهہ فراش من ذهب" لہ

میں نے سمات خواب اپنے رب کو ایک خوبصورت اور مزوز نور جان کے روپ میں
دیکھا ہے، اس کے پاؤں ایک سبزہ میں تھے جن میں سونے کا جراتا ہے اور اس
کے چہرے پر سونے کا پردہ تھا۔

یہ روایت بھی وہامیات ہے اس کا راوی مروان کذاب تھا۔

لہ یزید بن ابی اسحاق ۲۱۱ لہ الالی المنوم ۱۲۱

لہ ایضاً ۱۲۱ لہ ایضاً ۱۲۱

(۷) "ما وسعنی ارضی ولا سمائی ولكن وسعنی قلب العبد المؤمن" لے

یہی وسعت زمین و آسمان سے زیادہ ہے مگر میں بندہ مومن کے دل میں سہاگتا ہوں
یہ روایت امام غزالی نے اجیار السلوم میں بیان کی ہے اور شاید حدیث ہی سمجھ کر خواجہ میر درد نے
اس کو شری پیکر عطا کیا ہے:

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پاسکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے
اس روایت کو امام ابن تیمیہ نے اسرافیلیات میں شامل کیا ہے اور طائیف عراقی نے کہا ہے کہ یہ بے
بنیاد روایت ہے۔

(۸) "الایمان لا ینبذ ولا ینقص" کہ ایمان گھٹتا بڑھتا نہیں ہے۔
یہ روایت موضوع ہے، اس کی کوئی بنیاد نہیں اس کو وضع کرنے والا احمدی عبد اللہ حویلی
کذاب ہے۔

(۹) "سبحان اللہ نصف المیزان والحمد للہ مع المیزان ما للہ اکبر ملء
السموات والارض ولا الہ الا اللہ لیس و فیہا ستر ولا حجاب حتی تغلص الی ربھا تکہ
سبحان اللہ نصف میزان ہے، الحمد للہ پورا میزان ہے، اللہ اکبر آسمان و زمین کے برابر ہے
اور لا الہ الا اللہ وہ کلمہ ہے جس کے اور خدا کے درمیان کوئی اوٹ اور پردہ حامل
نہیں ہے۔

یہ حدیث باطل ہے اس کا راوی عبدالرحمن بن زیاد ہے، امام حمزہ بن عسکری نے اسے غیر معتبر قرار دیتے ہیں۔
(۱۰) کل مافی السموات والارض وما بینہما منہم و مخلوق غیر اللہ والقرآن

وذا الذ انہ کلامہ منہ ببد اولیہ بیود لہ

آسمان، زمین اور ان دونوں کے درمیان جو کچھ ہے وہ مخلوق ہے سوائے اللہ اور
قرآن کی کیوں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے، اسی سے نکلا ہے اور اسی کی طرف لوٹے گا۔

شہ سکتھ، انفا و نزل الاباس ۱۹۵/۲، موضوعات کبیر مکہ

شہ الاباطیل، مالک کبیر ۱۸۷، تہ ایضاً شہ ۳۸، الآلای المصنوعۃ ۳۸

(۱۱) ”ہر روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، قیامت میں پیمانہ پیش جائے تو قوم ہوں گے اور ہر وقفہ ہزار سال کا ہو گا۔ پہلا وقفہ وہ ہو گا جب لوگ اپنی قبروں سے نکل کر قبروں کے دروازوں پر ایک ہزار سال تک اس حال میں کھڑے ہوں گے کہ ننگے بدن، ننگے پاؤں اور سب کے پیلے ہوں گے جو اپنی قبر سے اٹھے گا اور اللہ اس کی جنت، جہنم، بخت، قیامت اور تقدیر بخیر و شر اور رسالت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتا ہو گا وہ سنات پائے گا اور شاد ہو گا مران ہو گا، اور جس نے ان میں سے کسی میں ذرا بھی شک کیا تو وہ سب کو کھڑے کرے گا اور تکلیف و غم میں ایک ہزار سال تک پڑا رہے گا یہاں تک کہ اللہ اس کے بارے میں فیصلہ صادر فرمائے، پھر اس مقام سے لوگ محشر کی طرف لے جائے جائیں گے اور وہاں سورج کی تپش میں آگ کی لپٹ میں اپنے پاؤں پر ایک ہزار سال تک کھڑے رہیں گے اور جہنم ان کے دائیں ہوگی۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ نے طویل حدیث بیان کی۔

یہ روایت مضمون ہے، اس کا ایک راوی سلام الطویل متروک ہے، دوسرا راوی سلم بن صالح غیر معتبر ہے، تیسرا راوی محمد بن خیرم کذاب ہے۔

(۱۲) ”ما انزل اللہ من وحی قط علی نبی الا بالعربیۃ ثم لکن ہو بلذہ قومہ بلسانہ

اللہ
اللہ اپنے کسی نبی پر عربی کے علاوہ کسی اور زبان میں وحی نازل نہیں کرتا پھر وہ نبی اپنی قوم کی زبان میں اسے پہنچاتا ہے۔

یہ حدیث درست نہیں ہے، اور نہ تاریخی طور پر یہ ثابت ہے کہ سارے انبیاء عربی جانتے تھے، ہر قوم میں نبی آئے، وَبِکَلِّمْ قَوْمَهُمْ هَادٍ (۱۰ ص ۱۰) اور قرآن کے اعتراض کے مطابق ہر نبی کو اس کی قوم کی زبان میں بھیجا گیا۔ وَ مَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهِ (۱۲ ص ۱۲)

(۱۳) اللہ اور مخلوق کے درمیان مترجم ہر پردے مائل ہیں اور اللہ کے نزدیک پرورد

جبریل، میکائیل اور اسرافیل ہیں، ان کے اور اللہ کے درمیان چار پردے ہیں ایک آگ کا پردہ ہے، دوسرا تاریکی کا پردہ ہے، تیسرا بادل کا پردہ ہے چوتھا پانی کا پردہ ہے بلکہ

یہ بے بنیاد روایت ہے اس کا راوی حبیب وضع حدیث کا مجرم تھا۔

(۱۴) جب اللہ تعالیٰ نے پہلا پرابی تمبلی کی تو پہلا غلٹ بلدی کی وجہ سے چھوڑ دئے ہو گیا، ان میں تین حصے تو کہ میں گرے اور تین مہینے میں بلکہ ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے۔

(۱۵) "الایمان معرفة بالقلب وقول باللسان وحمل بالاسکان" تہ

ایمان دل سے پہچاننے زبان سے اقرار کرنے اور اعضائے بدن سے مل کرنے کا نام ہے۔ یہ روایت موضوع ہے اس کا راوی ابوالصلت عبدالسلام بن صالح متہم بالکذب ہے۔

(۱۶) "لا یكمل عبد الايمان بالله حتى يكون فيه خمس خصال التوكل على الله و

التفويض الى الله والتسليم لامل الله والرضى بقضاء الله والصبر على بلاء الله" تہ کوئی بندہ کامل ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک اس کے اندر پانچ چیزیں نہ پیدا ہو جائیں (۱) توکل علی اللہ (۲) اللہ کے حوالہ کر دینا (۳) اللہ کے حکم کی اطاعت کرنا (۴) اللہ کے فیصلے پر راضی ہونا (۵) اللہ کی آرزو پر صبر کرنا۔

یہ روایت ساقط الاقتدار ہے، اور زمین رفاہ کی گھڑی ہوتی ہے۔

(۱۷) "كما لا ينفع مع الشرك شئ كذا لا يضر مع الايمان شئ" تہ

جس طرح شرک کے ساتھ کوئی چیز نفع نہیں دیتی اسی طرح ایمان کے ساتھ کوئی چیز نقصان نہیں پہنچاتی۔

یہ حدیث موضوع ہے اس کا راوی مندر کذاب ہے۔

(۱۸) "ان للہ دیکھا برا شتہ فی الارض السفلی و عرفہ تحت العرش یصراخ

عند موایقت الصلوة ویصراخ لہ دیک السموات الخ" لہ
 اللہ کے پاس ایک مرقا ہے جس کے پاؤں زمین کی تہ میں اور کئی عرش کے اوپر ہے
 وہ ہر نماز کے وقت میں بانگ دیتا ہے، سپر ہر آسمان کے مرنے بانگ دیتے ہیں سپر
 زمین کے مرنے بانگ دیتے ہیں اور کہتے ہیں "سبح قدوس ربنا ورب الملائکۃ
 والروح"

یہ روایت موضوع ہے اور اسکا راوی کئی بن زہرا اپنے باپ سے جمہوری روایات کے نسخہ کی روایت کرتا تھا۔

(۱۹) "خلق اللہ عزوجل الف امة منها ست ماشۃ فی البعر و اربع ماشۃ فی الببر

فاول شئی یہلک من ہذہ الامم الجراد" لہ
 اللہ تعالیٰ نے ایک ہزار اسی پیدا کی ہیں، ان میں چھ سو پانی میں ہیں اور چار سو
 خشکی میں، سب سے پہلے ان استوں میں ٹٹے مڑی ہلاک ہوگی۔

یہ روایت موضوع ہے، محمد بن یسعی، ابن منکدر سے عجیب و غریب روایات بیان کرتا تھا۔

(۲۰) "لقد ثلاثۃ اطلاق ملک موکل بالکذبة و ملک موکل بمسجدی ہذا

و ملک موکل بالمسجد الاقطنی الخ" لہ
 اللہ کے تین فرشتے ہیں، ایک تو خاد کعبہ پر مامور ہے، ایک مسجد نبوی پر اور ایک
 مسجد اقصیٰ پر، جو فرشتہ کعبہ پر مامور ہے وہ ہر دن یہ آواز لگاتا ہے کہ جو اللہ کے
 فرائض چھوڑتا ہے وہ اللہ کے ان سے نکل جاتا ہے اور جو مسجد نبوی پر مامور ہے
 وہ ہر روز یہ آواز لگاتا ہے کہ جو شخص سنت محمدی علیہ وسلم کو چھوڑ دیتا ہے وہ
 عہد کوثر سے محروم رہے گا اور اسے شفاعت محمدی نصیب نہ ہوگی اور جو فرشتہ
 مسجد اقصیٰ پر مامور ہے وہ یہ آواز لگاتا ہے کہ جس کا لقمہ حرام ہو اس کا عمل اس کے
 منہ پر مار دیا جائے گا۔

علامہ ذہبی نے کہا کہ یہ روایت جمہوری ہے۔

(۲۱) " لا تقصر بوا اولادکم علی بکائکم فیکاء الصبی اریبۃ اشہر شہادۃ ان لالہ الا اللہ واریبۃ اشہر الصلوٰۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم واریبۃ اشہر دعا لوالدینہ " ۱۷

اپنے بچوں کو رونے پر نہ روکیں کہ چارہ تک بچوں کا رونا لالا اللہ اشہر کی شکل ہے اور چارہ تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر سو ہے اور چارہ تک والدین کے لیے دعا ہے۔

خطیب کہتے ہیں کہ یہ روایت انتہائی منکر ہے۔

(۲۲) " انما جمع الحلال والحرام الاغلب المحرام الحلال " ۱۷

جب حلال و حرام جمع ہوں تو حرام طال پر غالب ہوتا ہے۔

زین الدین عراقی کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

(۲۳) " اذا کان آخر الزمان واعتلفت الامم لعلکم یبہین اهل البیوۃ والنساء " ۱۷

جب آخری زمانہ آئے اور ہوا و ہوس کا دور دورہ ہو تو تمہارے اوپر چھل کے لوگوں

اور عورتوں کا دین اختیار کرنا واجب ہے۔

یہ روایت بے بنیاد ہے۔ اسلام میں رہبانیت کا کوئی تصور نہیں ہے۔

(۲۴) " الدین هو العقل ومن لادین له لا عقل له " ۱۷

دین عقل کا نام ہے جس کا دین نہیں اس کی عقل نہیں۔

امام شافعی کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے۔

(۲۵) " الیقین الایمان کلمۃ " ۱۷ یقین تہا ایمان ہے۔

علامہ سننالی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

" ان اللہ خلق السموات والارض وجم ما شرراہ اللہ نے آسمان و زمین کو ما شررا کے دن پیدا کیا۔

۱۷ اللآلی المصنوعہ / ۵۱ ۱۷ انقاص المسئۃ / ۱۷ سلسلۃ الامور الغیبیۃ والموجودۃ / ۳۰۴ کشف الغما

دخول الایمان / ۱۸ / ۲ ۱۷ تذکرۃ الموضوعات القدسیہ / ۱۷ سلسلۃ الامور الغیبیۃ والموجودۃ / ۳۰۴

۱۷ ایضاً / ۳۳۹ / ۲ / کشف المنازلی الایمان / ۳۹۶ / ۲ ۱۷ نہ النار المین / ۱۷

عبادات سے متعلق موضوع روایات

(۱) "كل بدعة ضلالة الابدية في عبارة" لہ

ہر بدعت گمراہی ہے سوائے عبادت میں بدعت کے۔
یہ روایت موضوع ہے اس کی سند میں کذاب لوگ ہیں۔

(۲) "من علامة الساعة انه على الامامة" لہ

قیامت کی علامتوں میں سے ایک یہ ہے کہ امامت کو لوگ ایک دوسرے پر لائیں گے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔

(۳) "انا كان المعنى فضلا ما ونصفا الى ذمرا عين فضلا النظر" لہ

جب سایہ ڈیڑھ ہاتھ سے دو ہاتھ ہو جائے تو ظہر کی نماز پڑھو۔

ابن جان نے کہا کہ یہ باطل ہے اس کا راوی امرم موضوعات کی روایت کرتا تھا۔

(۴) جس نے سبت و شنبہ اکلوات کو چار رکعات نماز پڑھی اور ہر رکعت میں ایک

رتبہ صحائف فاتحہ اور قل ہوا شتر بچیں مرتبہ پڑھا تو اللہ اس کے مہم کو دوزخ

میں نہیں ڈالے گا لہ

یہ روایت موضوع ہے اس کے کفر رعاۃ مجہول ہیں اس کا ایک راوی بشر ہے جس سے روایت

کرنا جائز نہیں اور احمد بن عبد اللہ الجوزی باری حدیث وضع کرنے میں ماہر تھا۔

(۵) "جس نے رجب کی پہلی رات کو منرب کی نماز کے بعد بیس رکعات پڑھیں اور

ان میں سو صحائف فاتحہ اور قل ہوا شتر اور ایک رتبہ اور دس مرتبہ سلام پھیرا تو تم

جانتے ہو کہ اس کا کیا ثواب ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کی جان، مال، اہل اور بچوں

کا محافظ ہو گا، عذاب قبر سے نجات دے گا اور پل صراط سے برقی کی طرح

گزرے گا خیر حساب اور قرب کے" لہ

یہ روایت بھی موضوع ہے اس کا اکثر رواۃ مجہول ہیں۔

لہ موضوعات کبریٰ لہ تہذیب طیب من الخبیثہ ص ۲۱۹، کشف العقاد فیہ من اللہ ص ۳۱۶، سلسلۃ الامم

الضعیفۃ والنورۃ ص ۵۱، لہ المعنوی فی ما روایت الموضوع لہ ص ۱۱۱، المعنوی ص ۲۱۹، ایضاً ص ۲۱۹

(۶) " جس نے نصف شبان کی شب میں ایک ہزار مرتبہ تہنیل ہوا اللہ حدس رکعات میں پڑھا تو وہ نہیں مرے گا۔ اناں کہ اللہ اس کے لیے سوز شستے بھیجے گا۔ میں نے اسے جنت کی خوش خبری سنائیں گے، میں اسے عذاب جہنم سے بچائیں گے اور تیس اسے غلطی سے محفوظ رکھیں گے اور اس کے دشمنوں کو ناک میں ملائیں گے۔" یہ روایت موضوع ہے اور اس کے بھی اکثر روایات مجہول ہیں۔

(۷) " کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا قام یصلی ظن الظان انہ جسد الارض ^خ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو سمجھنے والا یہ سمجھتا کہ آپ اس جہم کی طرح ہیں جس میں روح نہیں ہے۔

ابن جبان نے کہا کہ اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے اور اس کا راوی جعفر متہم بالکذب ہے۔
(۸) " نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یصلی الانسان الی ناہر او عین ^{تہ} رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہوتے ہوئے اور محدث کے سامنے نماز پڑھنے سے منع فرمایا۔

یہ حدیث موضوع ہے اور اس مشہور حدیث کے خلاف ہے جس میں حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے ہوتے اور میں ان کے آگے لیٹی رہتی۔
(۹) " من صام یوم عاشور کتب اللہ لہ عبادۃ مستتین سنتہ " جس نے یوم عاشورا کا روزہ رکھا اللہ اس کے لیے ساٹھ سال کی عبادت لکھے گا۔ موضوع ہے اس کا راوی صحیح حدیث وضع کرتا تھا۔

(۱۰) " من صام مبیحۃ یوم الفطر نکاحا صام الدھام کلہ " جس نے عید الفطر کی صبح کو روزہ رکھا گویا اس نے ہمیشہ کا روزہ رکھا۔ - موضوع ہے
(۱۱) " من لعنتہ صلوتہ عن الفحشاء والمنکر لم یزد من اللہ الا بدائے جسے لعنت اور منکر سے نہیں روکتی وہ اللہ سے دور ہی ہوتا چلا جاتا ہے۔

۱۔ اللہ المصنوعہ ۲۔ ایضاً ۳۔ الا باطل والناکیر ۴۔ سنن ابی یوسف ۵۔ سنن ابی یوسف

۶۔ سنن ابی یوسف ۷۔ سنن ابی یوسف ۸۔ سنن ابی یوسف ۹۔ سنن ابی یوسف ۱۰۔ سنن ابی یوسف

یہ روایت لوگوں کی زبان زور ہے مگر بے بنیاد ہے۔

۱۱۲) "الحديث في المسجد ياكل الحنات كما تاكل البهائم الحشيش" لہ
مسجد میں بات چیت نیکوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح جانور گھاس کو
کھا جاتے ہیں۔

امام خزالی نے احیاء العلوم میں اسے درج کیا ہے مگر اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

۱۱۳) "من احيا ليلة الفطر ولياليه الاضغى لم تمت قلبه يوم تموت القلوب" لہ
جو شخص عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی راتوں کو جاگتا رہے اس کا دل اس دن مردہ نہیں ہوگا
جس دن دل مردہ ہو جائیں گے۔

اسے طبرانی وغیرہ نے بیان کیا مگر یہ روایت موضوع ہے۔

۱۱۴) "من لم يكن عندا صدقة فليلعن على اليهود والنصارى" لہ

جس کے پاس صدقہ نہ ہو وہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے۔ موضوع ہے۔

۱۱۵) "شهر رمضان معلق بين السماء والارض ولا يرفى الى الله الا

بزكاة الفطر" لہ

جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے رمضان کا مہینہ آسمان و زمین کے درمیان
معلق رہتا ہے اور خدا تک نہیں پہنچتا۔

ابن جزری نے اسے واجبیت قرار دیا ہے۔

۱۱۶) "علموا احتجابا كره فانها على الصراط مطايا كره" لہ

قرآنی کے جانوروں کی تنظیم کرو کیوں کہ قیامت کے دن پہلے صراط پر وہ تھکری سوار
ہوں گے۔

اس روایت کی کوئی بنیاد نہیں ابن صلاح کہتے ہیں یہ ثابت نہیں۔

۱۱۷) "افضل الايام يوم عرفة اذا وافق يوم الجمعة وهو افضل من

لہ سلسلۃ الاما دین الضعیفہ والوضوح ۱۶۲ لہ ایضاً ۱۱۷ لہ موضوعات کبیرہ ص ۱۱۷

لہ سلسلۃ الاما دین الضعیفہ والوضوح ۵۹/۱ لہ ایضاً ۱۱۷

سجین حجة في غير جمعة، لہ

جب روزِ کا دن جو ہو تو وہ سارے دنوں سے افضل ہے اور ایسے شریح
سے بہتر ہے جو غیر جو میں کیے جائیں۔

یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

(۱۸) "بیتزل اللہ کل یوم عشرين ومانه رحمة مستوت منها لطائفین
واربعون للماکفین حول البیت وعشرون منها للناظرین الی البیت" لہ
اللہ تعالیٰ ہر دن ایک سو میں چتریں نازل کرتا ہے، ساتھ چتریں طواف کرنے
والوں کے لیے اور چالیس نائے کعبہ کے پاس اطمینان کرنے والوں کے لیے اور بیس
نائے کعبہ کی زیارت کرنے والوں کے لیے۔

طبرانی نے عمم میں اسے بیان کیا ہے۔ اس کے رواۃ میں خالد بن یزید ہے، یحییٰ بن معین اور
ابو حاتم نے اسے کذاب کہا ہے اور ابن جان کہتے ہیں کہ وہ موضوعات کی روایت کرتا تھا۔

(۱۹) "اذا دعوا اللہ فاجب بباطن کفیک وامسح بہا رجھک" لہ

جب تم اللہ سے دعا مانگو تو دونوں ہاتھوں کی ہتھیلی سے انگو اور ان سے منکر ہو مجھ

اس حدیث کا راوی صالح بن حسان کذاب تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق موضوع روایات

(۱) "لو لاک لما خلقت الا فلاک" لہ اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمان کو پیدا کرتا

منا نے کہا کہ یہ موضوع روایت ہے۔

(۲) "کنت نبیا وادم بین الماد والطين" لہ

میں اس وقت نبی تھا جب کہ آدم م پانی اور مٹی کے مرط میں تھے۔

یہ روایت من گھڑت ہے، امام ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ نہ تو اس کی کوئی بنیاد ہے اور نہ کسی اہل علم نے

لہ سلسلہ الامادیت الضعیفة والموضوعۃ ۲۴۵/۱ لہ ایضاً ۲۴۹

لہ تذکرۃ الموضوعات القدسیہ لہ لہ موضوعات کیر خلا: تذکرۃ الموضوعات للفتنی ملا

لہ تاریخ ابن تیمیہ ۱۲۰/۲ لہ ۱۲۷

ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے۔

(۲) "انا خاتم النبیین لانی بدی الا ان یشاء اللہ" لہ

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا مگر یہ کہ اللہ چاہے۔

اس روایت کا پہلا حصہ درست ہے اور آخری حصہ وضع کردہ ہے اس استثناء کی کوئی اصل نہیں یہ محمد بن سعید اشعری کی موضوعات میں سے ہے۔

(۳) "سالت ربی عزوجل فاحیالی امی فامنت بی ثمر دھا" لہ

میں نے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا تو اللہ نے میری والدہ کو زندہ کر دیا اور وہ مجھ پر اپنا

لائیں، پھر اللہ نے ان پر دوبارہ موت طاری کر دی۔

یہ روایت موضوع ہے اور اس طرح کی ساری روایات موضوع ہیں جن میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کے زندہ کیے جانے اور ایمان لانے کا ذکر ہے۔

(۴) "موزن کے" اشہد ان محمد رسول اللہ" کہتے وقت جو شخص کہے "اشہد

ان محمدًا عبدًا ورسولہ رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد

علیہ السلام نبیا" اور شہادت کی انگلیوں کو چوم کر ان کے باطنی حصہ کو اپنی

آنکھوں میں پھیرے تو ایسا شخص میری شفاعت کا حق وار ہوگا" لہ

اس روایت کو دہلی وغیرہ نے بیان کیا ہے۔ علامہ سنہادی کہتے ہیں کہ یہ

درست نہیں۔ لاعلمی تاری اسے مزخرف کہتے ہیں۔

(۵) "من زار فی وضا الابی ابراہیم فی عام واحد دخل الجنة" لہ

جس نے ایک ہی سال میری اور میرے باپ ابراہیم کی زیارت کی وہ جنت میں

داخل ہوا۔

یہ روایت باطل ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں امام ابن تیمیہ اور امام نووی نے اسے موضوع کہا ہے۔

(۷) "لیح اللہ وقت لایس فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل" لے

انہ کے ساتھ میرا ایک نام وقت جس میں نبی مرسل اور مقرب فرشتے کی بھی گنجائش نہیں۔
یہ روایت صرفیا کے یہاں معروہ ہے ابوالقاسم قشیری نے رسالہ تفسیر یہ میں اسے بیان کیا ہے مگر یہ
ساقط الاعتبار ہے۔

(۸) "كنت كثر اغفيا لا عرفنا حبت ان اعرف فخلقت خلقا فرسته بعد فرغوني" لے
میں ایک منحنی خزانہ تھا جسے کوئی نہیں پہچانتا تھا میں نے چاہا کہ میں جانا جاؤں تو میں نے
مخلوق کو پیدا کیا اور اپنا تبارن کرایا تو مجھے لوگوں نے پہچانا۔

یہ روایت قطعی جعلی اور واپسیت ہے۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام
نہیں اور نہ اس کی کوئی سند ہے۔ زکشی اور ابن حجر نے اس کی تائید کی ہے۔

(۹) "توسلوا بجاہی فان جاہی عندا اللہ عظیمہ" لے

میرے مرتبے کو وسیلہ بناؤ کیوں کہ اللہ کے نزدیک میرا مرتبہ بڑا ہے۔

اس روایت کی کوئی بنیاد نہیں، نبی کریم کام مرتبہ یقیناً بہت بڑا ہے مگر یہ روایت درست نہیں۔

(۱۰) "اخبرني عن اول شئ خلقه الله قبل الاشياء فقال يا جابر ان الله خلق

قبل الاشياء نوراً نديك من نورى" لے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آپ اس پہلی چیز کی تخلیق کے

بارے میں بتائیں جسے اللہ نے ساری چیزوں سے پہلے پیدا کیا تو آپ نے فرمایا اسے

جابر اللہ نے ہر چیز سے پہلے تھلے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا کیا۔

الواہب اللدنیہ میں یہ روایت تفصیل سے آئی ہے مگر یہ روایت درست نہیں تفسیر گو حضرت نے گھڑی ہے۔

(۱۱) جب شرب مزاج مجھے بیت المقدس کی سیر کرائی گئی تو جبریلؑ مجھے حضرت ابراہیمؑ کی

قبر پر لے گئے اور کہا اے محمدؐ اتر یہ اور یہاں دو رکعت نماز ادا کیجیے، پھر مجھے

بیت اللحم لے گئے اور کہا اتر یہ اور دو رکعت نماز ادا کیجیے، کیوں کہ یہاں آپؐ

لے التمام السنۃ ۱۵۵، کشف القفا و نزول الالباس ۱۶۱، ۱۶۲، التمام السنۃ ۱۵۵، کشف القفا و نزول الالباس ۱۶۱/۲

لے تمییز الطیبین من النبیث ۱۵۲، سلسلۃ الامارین الضعیفۃ والموضوۃ ۳۰/۱

لے التمام السنۃ ۱۵۵، کشف القفا و نزول الالباس ۱۶۱/۲

کے سجائی عیسیٰ پیدا ہوئے تھے۔ مجھے پھر مغزوہ (چٹان) کی طرف لے گئے اور کہا اسے مجھ پر پہاڑ سے آپ کا رب آسمان پر گیا، میں نے وہاں نماز پڑھی پھر مجھے آسمان پر لے جایا کرتا تھا۔

یہ ایک طویل روایت ہے اور موضوع ہے۔ ابنِ جان کہتے ہیں کہ اس کا راوی بکر بن زیاد حدیث وضع کیا کرتا تھا۔

(۱۲) "کان اذا دخل الخلاء دخلت بعدا فلا اری شیئاً" ۷

جب نبی اکرم رفع حاجت کے لیے جاتے تو آپ کے بدن میں وہاں جاتا اور آپ کا فضل وہاں نہیں ہوتا۔

یہ معروف روایت ہے مگر درست نہیں، اس کا راوی حسین بن عنوان حدیث وضع کرتا تھا۔

(۱۳) "لو ادرکت والدی او احدہما اذ اتانی فی الصلوۃ صلوتہ العشاء وقتاً

"قرأت فیہا فاتحة الكتاب فناوی یا محمد لا جیبہ لبعیث" ۸

اگر میں والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پاتا اور وہ میرے پاس اس وقت

آتے جب کہ میں ثنا کی نماز میں ہوتا اور فاتحہ پڑھ چکا ہوتا، سپردہ مجھے محسوس

کہہ کر پکارتے تو میں جواب دیتا۔

یہ روایت موضوع ہے اس کا واضح یسین ہے۔

(۱۴) بچوں کے نام محمد اور احمد رکھنے کے جو بے شمار فضائل بیان کیے جاتے ہیں وہ سب

ساقط الاقتبار ہیں۔

(۱۵) "ما من مسلم یسلم علی فی شرقی ولا غربی الا انا و ملئکتہ ربی نور علیہ السلام ۹

مشرق و مغرب میں کوئی مسلمان مجھے سلام کرے تو میں اور میرے رب کے فرشتے

سلام کا جواب دیتے ہیں۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۱۶) " اول من اشفع له من امتی اهل بیته ثم الاقرب فالاقرب، ثم الاقرب ثم من من بی راتبغی، ثم الیمن ثم ساثر العرب ثم الامام جم " لے میری امت میں سب سے پہلے جن کو میری شفاعت نصیب ہوگی وہ میرے اہل بیت ہوں گے، پھر قریب اور قریب، پھر انصار، پھر موئین، پھر اہل یمن، پھر تمام عرب، پھر عجمی۔

اسے طبرانی اور ابن عری وغیرہ نے بیان کیا ہے مگر یہ موضوع ہے۔

(۱۷) " فضلت علی الناس باریع، بالسغام والشجاعة وکثرة الجماع وشدّة البطش " مجھے لوگوں پر چار اعتبار سے فضیلت مطلقاً تھی ہے، سخاوت، شجاعت، کثرت جماع، اور سخت گیری۔

خطیب نے تاریخ بغداد میں اس کی روایت کی ہے مگر یہ باطل ہے۔

(۱۸) " اتخذنا الله ابراهیم خلیلاً وموسىٰ نبیاً، واتخذنا فی حبیبنا اشرقال وعزتی لادثرن حبیبی علی خلیلی ونبی " ۱۷

اشر نے ابراہیم کو خلیل، موسیٰ کو نبی اور مجھے حبیب بنایا پھر کہا قسم میری عزت کی، میں اپنے حبیب کو اپنے خلیل اور نبی پر ترجیح دوں گا۔

واحدی نے اسباب النزول میں اسے درج کیا ہے مگر ابن جوزی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

" اتانی جبریل بقدم فاکلت منها فامطیت قوتاً اربعین رجلاً فی الجماع " ۱۷

میرے پاس جبریل ایک ہانڈی لے کر آئے اور میں نے اس میں سے کھایا تو مجھے چالیس ترووں کی قوت جمع ہوئی۔

یہ روایت بھی باطل ہے اور اس مضمون کی وہ روایت بھی باطل ہے جس میں " قدر " کی جگہ " ہر یہ " کا ذکر ہے۔

انبیاء کے متعلق موضوع روایات

(۱) "ان عیسیٰ ابن مریم اسلمتہ امہ الکتاب لیعلمہ قال لہ العلم اکتب بسم اللہ

الرحمن الرحیم قال لہ عیسیٰ ما بسم قال لعلم لا ادری فقال عیسیٰ الخ
عیسیٰ بن مریم کو ان کی ماں نے سلم کے حوالے کیا تاکہ ان کو کھنا پڑھنا سکھا دے، سلم نے
کہا لکھو بسم اللہ الرحمن الرحیم، تو عیسیٰ نے پوچھا بسم اللہ کیا ہے؟ سلم نے کہا یہ تو
میں نہیں جانتا، تب عیسیٰ نے بسم اللہ کی پوری تفسیر کی۔

اس روایت کو حافظ اسماعیل ابن کثیر نے اور دیگر مفسرین نے بسم اللہ کی فضیلت کی ضمن میں بیان
کیا ہے مگر یہ روایت موضوع ہے اور اسماعیل بن کثیر کی بیان کردہ ہے۔

(۲) "کلم اللہ موسیٰ یوم کلمہ وعلیہ جبة صوف وکساء صوف وفلاہ من

جلد حمدار عزیز ذکی فقال من ذالمعبرانی الذی یکلمنی قال انا اللہ
جب موسیٰ نے اللہ سے گفتگو کی تو اس وقت موسیٰ ماون کا جیلا اور لباس پہنے
ہوئے تھے اور ان کا جو تانگہ ہے کے چمڑے کا تھا جو پاک نہیں تھا، موسیٰ نے
کہا یہ کون عبرانی مجھ سے بات کر رہا ہے، نذا آئی کر میں اللہ ہوں۔

یہ روایت درست نہیں ہے، اس کا راوی حمید متہم بالکذب ہے۔

(۳) "ان کانت البلی للتری یوسف تفتنح حلالاً اگر کوئی مالدار عزت حضرت یوسف کو دیکھتی تو اس کا عمل گرجاتا

یہ روایت موضوع ہے اس کے رواۃ ساقط الاعتبار ہیں۔

(۴) "خلق اللہ قتالہ آدم من تراب الجاہلیہ وعجنہ بماء الجنۃ" ۵

اللہ نے آدم کو گڑھے کی مٹی سے پیدا کیا اور اسے جنت کے پانی سے گونڈھا۔ یہ بھی موضوع ہے۔

(۵) "الارضون سبع فی کل ارض نبی کنیکلم" زمین ساتھی اور ہر زمین میں تمہاری کی طرح نبی میں۔

یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عباس کی طرف منسوب ہے اور اسرائیلیات میں سے ہے

۵ الآل المعنویۃ ۱/۹۱ ۵ تفسیر ابن کثیر، اول مقدمہ

۵ الآل المعنویۃ ۱/۹۱ ۵ ایضاً ۵ تذکرۃ للمؤلفات للفضی مشا ۵ الآل المعنویۃ ۱/۹۱

۵ تفسیر الطیب من التفسیر ۲

(۶) "يجتمع في كل معرفة جبريل وميكائيل واسرافيل والمغفرات"

ہر ج کے موت پر جبریل و میکائیل اسرافیل اور مغفرات ہوتے ہیں۔

یہ روایت باطل ہے اور حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات سے متعلق روایات بھی باطل ہیں۔

(۷) اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام کو حکم دیا کہ زمین میں میرا گھر بناؤ تو داؤد نے اپنے

لیے ایک گھر اللہ کا گھر بنانے سے پہلے بنا لیا۔ اللہ نے وحی کی اسے داؤد

تم نے میرا گھر بنانے سے پہلے اپنا گھر بنا لیا، داؤد نے کہا اے رب تم نے

ایسا ہی کہا تھا، سپہراخوں نے مسجد بنا کر اللہ کا گھر بنا لیا۔ جب چھل دی مکمل

ہوئی تو گر گئی، داؤد نے خدا سے شکایت کیا تو اللہ نے کہا تم میرا گھر بنا پاؤ گے،

داؤد نے بوجھا خدا یا کیوں؟ اس لیے کہ تم نے فرما لیا ہے، داؤد نے

کہا وہ تو تیرے لیے کیا ہے، اللہ نے کہا ٹھیک ہے، لیکن وہ میرے بندے

تھے میں ان پر رحم کرتا تھا۔ داؤد کو یہ گراں گزرا تو اللہ نے وحی کی کہ تم نہ کرو

یہ مسجد تمہارے بیٹے سلیمان کے ہاتھ سے پوری ہوگی۔ ۵

(۸) "قصۃ سیدنا داؤد انہ عشق زوجۃ اوریا" ۵

حضرت داؤد اوریا نامی ایک شخص کی بیوی پر عاشق ہو گئے۔

نوروز باشر یہ جھوٹ اور افترا ہے، ان کے عشق کی ساری کہانی فرضی ہے جو میں تفسیر میں در آئی ہے۔

(۹) "قصۃ سیدنا ابراہیم وانہ وضع السکین علی عشق ولناہ ولعرق" ۵

حضرت ابراہیم نے اپنے بیٹے اسماعیل کی گردن پر چھری رکھی مگر عیبی کاٹ

نہ سکی۔

یہ روایت بھی جھوٹی ہے۔ قرآن کے مطابق حضرت ابراہیم نے بیٹے کو صرف پیشانی کی بل ٹایا تھا نہ آئی۔

(۱۰) "اورس علیہ السلام ملک الموت کے دوست تھے تو انہوں نے ملک الموت سے جنت

اور جہنم دکھانے کا سوال کیا، فرشتہ اورس کو لے کر آسمان پر چڑھ گیا اور

۵ الاالی المعنودہ ۶۶/۱ ۵ ایضاً ۵ ۵ تحذیر المسلمین عن الامارینہ المؤمنہ علی سید المرسلین

۵ سلسلۃ الامارینہ الضعیفہ والمؤمنہ ۲۳۵ ۵ تحذیر المسلمین ۵

ان کو جہنم دکھائی تو ادريسؑ گھبرا گئے اور قریب تھا کہ ان پر بے ہوشی طاری ہو جائے تو ملک الموت نے اپنے پیر سے ان کو ڈھسا لیا اور کہا کیا آپ نے جہنم نہیں دیکھی، تو ادريسؑ نے کہا ہاں آج کی طرح کبھی نہیں دیکھی، پھر ان کو لے کر چلے جنت دکھانے کے لیے جب جنت میں داخل ہوئے تو ملک الموت نے کہا اب چلیے آپ نے جنت دیکھ لی، اور میں نے کہا کہاں جاؤں؟ ملک الموت نے کہا جہاں سے آپ آئے ہیں، تو ادريسؑ نے کہا خدا کی قسم جنت میں داخل ہونے کے بعد ہرگز نہیں نکلوں گا تو ملک الموت سے کہا گیا تم نے ہی اسے جنت میں داخل کیا تھا اور وہاں جا کر کوئی نکلتا نہیں ہے لہ

طرائق نئے واسطوں میں اسے بیان کیا ہے مگر یہ حدیث موضوع ہے، اس کا راوی ابراہیم بن عبد اللہ بن خالد مصیعی متروک ہے، ذہبی نے کہا کہ یہ شخص کذاب ہے اور حاکم نے کہا کہ اس کی روایت موضوع ہے۔

(۱۱) فرشتوں نے اللہ سے کہا اے رب نبی آدم کے گناہ اور خطا پر کیسے مبرا کرتا ہے، تو اللہ نے کہا میں تم کو کوزائش میں ڈالا ہے اور تم کو بچائے رکھا ہے، فرشتوں نے کہا اگر ہم ان کی جگہ ہوتے تو ہرگز تمہاری نافرمانی نہ کرتے۔ اللہ نے کہا کہ دو فرشتوں کو اپنے درمیان سے منتخب کرو تو انھوں نے ہاروت و دلوت کو منتخب کیا اور دونوں زمین پر آئے، اللہ نے ان دونوں کے اندر شہوت ڈال دی، پھر ان کے پاس ذہرہ نامی ایک عورت آئی اور ان دونوں کے دل کو سمجھ گئی، ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے دل کا راز دوسرے سے چھپاتا رہا، پھر دونوں نے ایک دوسرے کو در دل سنایا اور دونوں نے مل کر عورت کو بلایا، عورت نے جواب دیا میں تم دونوں کے حوالے خود کو اس وقت تک نہیں کروں گی جب تک تم لوگ مجھے وہ اسم اعظم نہ سکھا دو جس کے ذریعہ تم آسمان پر چڑھ جاتے ہو اور وہاں سے زمین پر اتارتے ہو، تو دونوں نے انکار کر دیا، پھر دونوں نے اظہار خواہش کیا تو عورت نے انکار کر دیا، اور پلٹ

ان دونوں کو شراب پلائی، تب دونوں نے بدکاری کی اور اسے اسم اعظم کھلایا مگر وہ آسمان پر لڑائی لڑنے لگا، اللہ نے اس کے پر کاٹ دیئے اور ستارہ بنا دیا، پھر ان دونوں فرشتوں نے اللہ سے توبہ کی تو اللہ نے ان کو اختیار دیا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو پھر فرشتہ بنا دوں اور قیامت میں عذاب دوں، اور اگر چاہو تو دنیا میں عذاب دوں اور آخرت میں تمہیں فرشتہ بنا دوں تو انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ دنیا کا عذاب ختم ہونے والا ہے، اس لیے آخرت کے سبب سے دنیا کے عذاب کو پسند کیا تو اللہ تعالیٰ نے کہا تم دونوں سرزمین بابل جاؤ اور وہ دونوں بابل گئے، وہاں اللہ نے ان کو سچ کر دیا، اب وہ دونوں آسمان و زمین کے امین اٹھے، کلمے ہوئے ہیں اور عذاب میں قیامت تک کے لیے مبتلا ہیں۔^{۱۷}

علا سرابن جریر نے اپنی تفسیر میں، خطیب نے اپنی تاریخ میں اور دوسرے مفسرین نے اسے بیان کیا ہے مگر اس کا مرفوع ہونا ثابت نہیں، یہ اسرائیلیات میں سے ہے۔

(۱۲) ”ما من نبی یموت فی قبر الا الاربعین منہ صبا ما خفی عنہ والیہ روحہ“^{۱۸}
جب کوئی نبی وفات پاتا ہے تو اپنی قبر میں چالیس دن ہی رہتا ہے کہ اس کی روح لوٹا دی جاتی ہے۔

یہ روایت موضوع ہے۔

صحابہ کرام اور اولیاء سے متعلق موضوع روایات

(۱) ”ان اللہ عز وجل یتجلی للخلائق یوم القیمة مامتہ یتجلی للکائنات“
یا ابا بکر،^{۱۹}

اللہ تعالیٰ خلایق کے لیے بروز قیامت عمومی تجلی فرمائے گا اور اسے ابو بکر کہے گا

۱۷ سلسلۃ الاماریث الضعیفۃ والموضوعۃ ۲/۳۱۳، کشف الخفا وغریب الالباس ۲/۳۲۰

۱۸ سلسلۃ الاماریث الضعیفۃ والموضوعۃ ۲/۲۳۵، اللآلی المصنوعۃ ۱/۱۴۸

یہ خصوصی تمجلی فرمائے گا۔

یہ جمہور کی روایت ہے اس کا وضع کرنے والا محمد بن عبدہ ہے۔

(۱۲) "اذا كان يوم القيمة يامر الله من وجل فينصب لابراهيم الخليل عليه السلام منبرولى منبر وملك يا ابا بكر منبر تجلى الرب جل جلاله مرة فى وجه ابراهيم ضاحكا ومرة فى وجهى ضاحكا ومرة فى وجهى ضاحكا قیامت کے دن اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیمؑ کے لیے ایک منبر میرے لیے ایک منبر اور اے ابوبکرؓ تمہارے لیے ایک منبر رکھا جائے گا، پھر اللہ ہنستے ہوئے ایک مرتبہ ابراہیمؑ کے ایک چہرے اور ایک مرتبہ تمہارے چہرے میں تجلی کرے گا۔ یہ روایت درست نہیں ہے۔

(۱۳) "لما مرع جى الى السماء ما رت بسمااء الا وجدت اسمى فيها مكتورا محمد رسول الله وابوبكر الصديق خلى " ۱۷
حب شب سراج مجھے آسمان پر لے جایا گیا تو جس آسمان سے گزرا وہاں محمد رسول اللہ اور اس کے بعد ابوبکر الصدیق لکھا ہوا پایا۔ یہ روایت واہیات ہے اس کی بنیاد نہیں۔

(۱۴) "كان جبريل يذاكرنى فضل عمر فقلت لى جبريل ما بلغ من فضل عمر قال يا محمد لو لبثت ما لبث نوح فى قوه ما بلغت لك فضل عمر ۱۸
جبریلؑ مجھے عمر فاروقؓ کی فضیلت بتا رہے تھے، میں نے کہا اے جبریلؑ فضیلت عمر کا منتہا کیا ہے تو جبریلؑ نے کہا اے محمدؐ اگر مجھے اتنا موقع ملتا جتنا کہ نوحؑ کو اپنی قوم کے لیے ملا تھا تب بھی عمرؓ کی فضیلت کا منتہا نہ بیان کر پاتا۔ یہ روایت باطل ہے۔

(۱۵) "تفاخرت الجنة والنار فقالت النار للجنة انا اعظم منك قد اقات ولع

۱۷ الألبانى المستدرک ۱۳/۱ ۱۷ ایضاً ۱۵۴

۱۷ ایضاً ۱۵۴

قالته لان في الغرانة والجبابرة والملوك ما هنا ما فادوحى الله تعالى الى
 الجنة ان قسولح بل الى الفضل ما ذن بينى الله لابي بكر وعمر ما
 جنت اور جہنم میں مفاخرت ہوئی تو جہنم نے جنت سے کہا میں تم سے زیادہ مرتبہ
 والی ہوں کیوں کہ میرے شاندر فراعنہ جبار بادشاہ اور ان کی اولاد میں نواشر نے
 جنت کو اشارہ کیا کہ تم کہو کہ میرا مرتبہ بڑھا ہوا ہے کیوں کہ اللہ نے مجھے ابو بکر
 و عمرؓ سے زینت بخشا ہے۔
 یہ روایت موضوع ہے۔

(۶) حضرت عمرؓ کے ایک ماجزاوہ ابو شحمہ نے زنا کیا اور حضرت عمرؓ نے اس پر
 حدزنا نافذ کی۔ یہ جمہوری روایت ہے اسے تصدق حضرت نے وضع کیا ہے کہ
 (۷) ایک ترسب میں بیٹھا ہوا تھا کہ جبریل مجھے جنت میں لے گئے اور میرے ہاتھ
 میں ایک سیب دیا، جب میں نے اسے دروغ کیا تو اس میں سے ایک ٹونڈی نکلی
 اس سے خوبصورت میں نے کوئی ٹونڈی نہیں دیکھی وہ تسبیح پر پڑھ رہی تھی، میں نے
 پوچھا تو کس کے لیے ہے، اس نے کہا اللہ نے مجھے نور عرش سے پیدا کیا ہے
 اور میں عثمان ذی النورینؓ کے لیے ہوں۔

(۸) نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپؐ کا سر طلی کی گود میں تھا اور
 حضرت ملی رض نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی پہلے تک کہ سورج غروب ہو گیا، نبی
 صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم نے نماز پڑھ لی، ملی رض نے جواب دیا نہیں، تو
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دہانگی اے اللہ اگر یہ تیری اور تیرے رسولؐ کی امانت
 میں مشغول تھا تو اس کے لیے سورج کو پٹا دے، اسار کہتی ہیں کہ میں نے دیکھا
 کہ سورج غروب ہونے کے بعد پھر طلوع ہو گیا۔
 یہ روایت موضوع ہے، غالباً کسی شیوخ کی وضع کردہ ہے۔

۱۰ الاطالی المصنوعہ ۱۵۸۵ ۱۱ تہذیب السلیب ۱۲ تذکرۃ الموضعات للسننی ۱۳

۱۴ الاطالی المصنوعہ ۱۶۱۶ ۱۵ الاطالی المصنوعہ ۱۵۸۶ ۱۶ الاطالی المصنوعہ ۱۵۸۷ ۱۷ تذکرۃ الموضعات للسننی ۱۸
 کشف الغطاء من زل الایاس ۲۰۱۱

(۹) بنی صلی اشتر علیہ وسلم کے عہد میں ایک ستارہ ٹوٹا تو آپ نے فرمایا اس ستارہ کی طرف دیکھو یہ جس کے گھر میں گرے گا وہ میرے بعد خلیفہ ہوگا تو ہم نے دیکھا کہ وہ علی رض کے گھر میں گرا۔
یہ روایت بھی موضوع ہے۔

(۱۰) "انما صیئة العلم وعلی بابہا فمن اتی العلم فلیات ابابہ" ۱۵

میں شہر علم ہوں علی اس کا دروازہ، جو کوئی علم چاہتا ہے وہ دروازہ پر آئے۔
یہ معروف روایت ہے جسے حاکم ابو نعیم طبرانی اور ترمذی وغیرہ نے بیان کیا ہے، ترمذی کہتے ہیں کہ یہ منکر ہے، امام بخاری کہتے ہیں کہ اس کی سند درست نہیں ہے اور ابن مین کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

(۱۱) "حمل علی باب خیبر" ۱۵ حضرت علی رض نے خیبر کا دروازہ اٹھا لیا۔

ابن اسحاق نے اپنی سیرت میں اسے بیان کیا ہے مگر علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ اس روایت کے متنبہ طریقے ہیں سب واہیات ہیں۔

(۱۲) "لا فتی الاعلی لاسیف الاذوالفقار" ۱۵

جو ان تو صرف علی ہیں اور تلوار صرف ذوالفقار۔

یہ بے بنیاد روایت ہے اور شیعوں میں معروف ہے۔

(۱۳) "قال لی جبریل انی قتلت بدم یحیی بن زکویا سبعین الفا و قتل

بدم حسین بن علی سبعین الفا" ۱۵

مجھ سے جبریل نے کہا کہ میں نے یحیی بن زکریا علیہم السلام کے قتل کے بدلے میں ستر ہزار انسانوں کو قتل کیا اور حسین بن علی کے قتل کے بدلے میں ستر ہزار کو قتل کروں گا،

یہ روایت موضوع ہے کسی رافضی کی وضع کردہ ہے۔

۱۵ الا باطل والناکیر ۱۳۸/۱۵ المقاصد الحسنیہ ۵۴۴، کشف النفاذ فی ابیاس ۲۰۲/۱

۱۵ مروضات کبریہ ۲۳۳/۱۵ ایضاً ۲۳۳/۱۵ الا فی المصنوع ۱۸۹/۱۵ کشف النفاذ فی ابیاس ۳۶۵/۱۵ المقاصد الحسنیہ

۱۵ المقاصد الحسنیہ ۱۳۱/۱۵

(۱۳) کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی فی مکانہ وکان یبول ویقول
الحسب الحسین و فی روایۃ کان یصلی فی موضع الذی یبول فیہ الحسن والحسین علیہ
مغفور علی اللہ علیہ وسلم جس جگہ نماز ادا کرتے تھے وہاں حسین بن علیؑ بیٹا بنیاد کرتے تھے۔
یہ حدیث باطل اور ناقابل اعتبار ہے۔

(۱۵) "لعمرفاطمة بنت رسول اللہ دعا قطف فی حیضی ولا نفاس علیہ"
فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی حیض و نفاس میں خون نہیں آیا۔
یہ روایت باطل ہے۔

(۱۶) "لما قدم علی علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یفتح خیر قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لولا ان یقول فیک طوائف من امتی ما قاتل النصارى
فی المسیح بن مریم لقلت فیک الیوم قولاً" تے

جب حضرت علیؑ فتح خیبر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ نے فرمایا
اگر میری امت کے کچھ لوگ وہ بات نہ کہتے جو نصاریٰ نے صحابہ بن مریم کے
بارے میں کہی تو آج میں تمہارے بارے میں کچھ کہتا۔

اس کاراوی حسن بن حسین رؤسا رشیدیہ میں سے تھا ابوہامد رازی نے کہا، انہما حدیث موضوئہ۔

(۱۷) "ثلاث تشتاق الیہم الجنة علی وعمار و سلمان" تے
علیؑ، عمارؓ اور سلمانؓ کے لیے جنت مشتاق ہوگی بشرطیکہ ان سے بیان کیا ہے مگر یہ موضوئہ ہے۔

(۱۸) "سب اصحابی ذنب لا یغفر" تے

میرے صحابہ کو برا کہنا ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں۔

اصحاب رسولؐ کو برا کہنا یقیناً جرم عظیم ہے مگر شرک کے علاوہ ہر گناہ کی معافی ہو سکتی ہے۔

اسی لیے ابن تیمیہؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت نبی اکرمؐ پر بہتان ہے۔

۱۔ البطلان للتاکید، ۱۲، ۱۳، اللہ علیہ وسلم ۲۵۔ الابی المصنوع، ۱/۲۵۔ تے علی الحدیث، ۱/۲۳۲

۲۔ تذکرۃ الموضوعات، المقدسی، ۳۱۵۔ رسالہ تفسیر، ۲۶۴۔ تے کشف الخفا و غریب الایس، ۱/۱۳۳

(۱۹) "یا ابن عوف انک من الاغنیاء وانک لاتنخل الجنة الا من حفا فاقض

ربک یرطلق قد صدقک" ۱۷

اسے عبدالرحمن بن عوف تم مال دار ہو اور تم جنت میں گھسٹتے ہوئے جاؤ گے تو اپنے رب کو قرض دو وہ تمہارے پاؤں آزاد کر دے گا۔

امام نسائی نے کہا کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

(۲۰) " یرخرج فی امتک رجل یشفعہ اللہ فی عدد ربیعہ ومض وهو اویس" ۱۸

آپ کی امت میں ایک شخص ظاہر ہوگا جس کا نام اویس قرنی ہوگا اللہ تعالیٰ قبیلہ ربیعہ ومض کے افراد کے برابر اس کی شفاعت قبول فرمائے گا۔

یہ روایت بے بنیاد ہے اس کا راوی محمد بن ایوب حدیث وضع کرتا تھا۔

(۲۱) "در المہدی رجل من ولدی وجہہ ساکوکب الدری، اللون لون عربی والجم

جسم اسرائیلی یملأ الارض من الاکاملت جورا ویرضی بخلافته اهل السماء والارض والطیر فی جوا السماء والارض یدلک عشرين سنة" ۱۹

مہدی یری اولاد میں ہوگا اس کا چہرہ چمک دار ستارہ کی طرح ہوگا اس کا رنگ عربی اور جسم اسرائیلی ہوگا وہ زمین کو عدل سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم سے بھر چکی ہوگی، اس کی خلافت سے پرندے اور آسمان وزمین کے لوگ خوش ہوں گے وہ بیس سال حکومت کرے گا۔

ظہور مہدی کے سلسلے کی یہ روایت موضوع ہے۔

(۲۲) "اجتماع خضر والیاس کل عام فی الموسم" ۲۰

خضر اور الیاس علیہم السلام ہر سال حج کے موسم میں ملاقات کرتے ہیں۔

یہ روایت صحیح نہیں۔

(۲۲) ” سین بلال عند اللہ شہید“ بلالؓ کی سین اشرکے نزدیک شہین ہے۔
 کہا جاتا ہے کہ بلال رضی اللہ عنہ کی زبان میں لکنت تھی اس لیے اذان میں اشرک کا صحیح تلفظ نہیں کر پانے
 تھے، یہ بات قطعی غلط ہے، حافظ ابن کثیرؒ کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

(۲۳) ”اصحابی کالنجوم بایرہا اقتدایتم اھدیتم“ ۱۷
 میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تم جس کی پیروی کرو گے ہدایت یاب ہو گے۔
 ابن عبد البر اور ابن حزم وغیرہ نے اسے بیان کیا ہے اور کہا کہ یہ روایت ساقط الاستیبار ہے۔ اس کا راوی
 سلام بن سلیم کو بعض محدثین نے کذاب قرار دیا ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں کہ وہ موضوعات کی روایت
 کرتا تھا، یہ روایت ان میں سے ایک ہے۔

(۲۵) ”سالت ربی فیما اختلف فیہ اصحابی من بعدی فاوحی الیّ ان ینزل علیّ
 ان اصحابک عندی بمنزلۃ النجوم فی السماء بعضها اضرء من بعض
 فمن اخذ بشئ مما هم علیہ من اختلافہم فهو عندی علیٰ ہدیٰ“ ۱۸
 میں نے اپنے صحابہ میں اختلاف کے بارے میں خدا سے پوچھا تو وحی آئی کہ اسے
 محمدؐ میرے نزدیک تمھارے صحابہ آسمان کے ستاروں کی طرح ہیں جو بعض بعض سے
 زیادہ چمک دار ہیں جس نے ان کے اختلافی موقف میں سے کسی کو لیا تو میرے
 نزدیک وہ ہدایت پر ہے۔

یہ روایت بھی موضوع ہے اس کا راوی ابن زید الحمیری کذاب تھا۔

(۲۶) ” نعم العبد صہیب لولم ینخف اللہ لہ عیصہ“ ۱۹
 صہیبؓ کتنا اچھا بندہ ہے اگر اللہ کا ڈرنہ ہوتا تب بھی وہ گناہ نہ کرتا
 یہ معروف روایت ہے مگر درست نہیں۔ ابن قتیبہ نے شکل الحدیث میں بلا سند ذکر کر دیا ہے۔ ۲۰

۱۷ المقاصد المحسنۃ ص ۱۱۱، کشف النفاذ فی الابیاس ۲۲۴/۱

۱۸ سلسلۃ الاماریف الفنیۃ والموضوعۃ ۱/۸، ۱۷، الضمائم

۱۹ تذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۱۱۱، ۱۷، تیز الطیب بن الخلیف ص ۲۲۶

(۵) "مداد العلماء افضل من دم الشہداء" لہ
 علامہ کی روشنائی شہداء کے خون سے افضل ہے۔
 یہ بے اصل روایت ہے، بعض نے اسے من بن ہمدان کا قول کہا ہے اور بعض نے من بصری کا۔ اس سے
 کاراوی محمد بن جعفر وضع حدیث کا الزکاب کرتا تھا۔
 (۶) "العلم علما علم الادیان و علم الابدان" لہ
 علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم الادیان دوسرا علم البدان۔
 اس فقرہ کو دوافر و شول نے حدیث بنا دیا ہے جبکہ یہ حدیث نہیں، سیوطی نے اسے امام
 شافعی کے قول کہا ہے۔

(۷) "مات النبی صلی اللہ علیہ وسلم حتی قرأ وکتب" لہ
 نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات سے پہلے لکھ پڑھ چکے تھے۔
 یہ حدیث بے بنیاد ہے۔ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کھانا ثابت نہیں ہے، بلکہ صحیح حدیث میں ہے
 کہ آپ نے فرمایا نحن امة امیة لا نکتب ولا نحب لکھ، پھر ہی ہذا آپ کے لیے کوئی عیب ک بات
 ہرگز نہیں۔

(۸) "ما اوق قوم من خلق الا متعوا العمل" لہ
 جس قوم کو منقطع رکھی جاتی ہے اسے عمل سے محروم کر دیا جاتا ہے۔
 امام غزالی نے اسے بیان کیا ہے مگر یہ روایت و احیاء ہے، ایک مخصوص دور اور زمانہ کی پیداوار
 ہے، اس سے عراقی نے کہا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔
 (۹) "اطلبوا العلم ولو کان بالعیق" لہ
 علم کی تلاش کرو چاہے عین ہی جا کر کیوں نہ ہو۔
 امام غزالی نے ایسا علوم میں بیان کیا ہے مگر ابن حبان نے اسے باطل کہا ہے اس کی کوئی
 سند درست نہیں، ابن جوزی نے موضوعات میں اسے شامل کیا ہے۔

۱۔ موضوعات کبیر ۱۰۵، کشف الخفاویں ۱۱۱/۲

۲۔ علم ۱۰۵، موضوعات کبیر ۱۰۵، کشف الخفاویں ۱۱۱/۲

۳۔ اشکال المفردات ۱، کشف الخفاویں ۱۱۱/۲، ۱۰۵ المقاصد الحسنیۃ

۴۔ اجاز علوم الدین ۸/۸

(۱۰) "ارحو الناس ثلثة عزيز قوم ذل و غنى قوم افتقر و علم بين جهال" لے
تین قسم کے لوگوں پر رحم کرو، ایک عزیز قوم جو ذلیل ہو گیا، دوسرا مال دار جو دیوالیہ
ہو گیا، تیسرا عالم جو جاہلوں کے درمیان ہے۔

یہ حدیث نہیں، نابا فضیل بن میاض رے کا قول ہے۔ مولانا رومی نے اپنی شہنوشی میں اسے حدیث
قرار دے کر منطوق کیا ہے۔

(۱۱) "تفکر وافی خلق الله، ولا تفکر وافی الله"

اشرکی تخلیق میں غور کرو اور اشرکی ذات میں غور نہ کرو۔

یہ بے اصل روایت ہے، اس کا راوی وازع ثقفہ راویوں کی طرف منسوب کر کے موضوعات کی رعایت
کرتا تھا۔

(۱۲) "لا یجل مسلم جهل الفرض والسنن و یجل له جهل ماسوی ذلک" لے

کسی مسلمان کے لیے فرض اور سنت سے ناواقفیت جائز نہیں اور اس کے سوا
سب سے ناواقفیت جائز ہے۔

یہ بھی بے بنیاد اور جعلی روایت ہے۔

(۱۳) "من حفظ علی امتی اربعین حدیثا بنت یوم العیمة فقیرھا"

جس نے یزید امت کے لیے پالیس پیشینہ منگوئیں وہ بروز قیامت فقیر بنا کر اٹھایا جائے گا

یہ روایت بھی ساقط الاقتبار ہے۔ امام نووی رے کہتے ہیں کہ اس کے سارے طریقے کزور ہیں۔ علامہ ابن حجر
کہتے ہیں کہ اس کے تمام طریقوں کو میں نے ایک جزو میں جمع کیا مگر کوئی بھی علت سے پاک نہیں ہے۔
بہتھی کہتے ہیں کہ یہ روایت لوگوں میں مشہور تو ہے مگر اس کا سند درست نہیں ہے۔

(۱۴) "من زهد العلماء فکانما زاری ومن صافح العلماء فکانما صافحی ومن

جالس العلماء فکانما جالسفی ومن جالسفی فی الدنیا اجلس فی یوم العیمة"

جس نے علماء کو زیارت کی اس نے گویا سیر کی زیارت کی، جس نے علماء سے مصافحہ کیا

لے القاصد السنۃ ۲۵ لے شہنوشی، ۹۱/۵ لے القاصد السنۃ ۲۵

لے موضوعات کبیرہ ۲۵ لے تیز الطیب بن النبیث ۲۵ لے موضوعات کبیرہ ۲۵

اس نے گویا مجھ سے مصافحہ کیا اور جو علماء کی محبت میں بیٹھا وہ گویا میری محبت میں بیٹھا اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا، برزخ قیامت میں اس کے ساتھ بیٹھوں گا۔ علامہ علی قاری کہتے ہیں کہ یہ روایت بھی موضوع ہے۔

(۱۵) "من فتنۃ العالمان یکون الکلَام احب الیہ من السکوت" لے

مالم کی آزمائش یہ ہے کہ اسے خاموشی سے زیادہ کلام پسند ہو۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں اسے درج کیا ہے مگر بے اصل روایت ہے۔

(۱۶) "قلیل من التوفیق خیر من کثیر من العلم" لے

تھوڑی توفیق زیادہ علم سے بہتر ہے۔

امام غزالی نے اسے احیاء العلوم میں بیان کیا ہے مگر یہ حدیث نہیں علامہ عراقی کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

(۱۷) "لیس من اخلاق المؤمن الملق الا فی طلب العلم" لے

چاپلوسی مومن کے انطالق کے منافی ہے لہذا یہ کہ طلب علم کے لیے ہو۔

اس حدیث کا راوی نصیب ہے، جسے شوبہ و قطان اور ابن مین جیسے محدثین نے مجہولاً نقل فرمایا ہے اور ابن جان کہتے ہیں کہ وہ ثقہ لوگوں کی طرف منسوب کر کے موضوعاً روایت بیان کرتا ہے۔

(۱۸) "ان العلم انا قال للصبی قل بسم اللہ الرحمن الرحیم فقال الصبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم کتب اللہ براۃ للصبی وبراۃ لوالدیہ وبراۃ

للمعلم من النار" لے

جب معلم بچے کو بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنے کو کہتا ہے اور بچہ بسم اللہ الرحمن الرحیم کہتا

ہے تو اللہ بچہ، بچہ کے والدین اور معلم کے لیے نار جہنم سے برائت لکھ دیتا ہے۔

یہ روایت ہر وہی کی گھڑی ہوئی ہے۔

(۱۹) "نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن التعلیم والاذان بالاجرت" لے

موضوعات کبیرہ لے ایضاً ۱۵

۱۵ لآلی المعنویہ ۱۳/۱ لے ایضاً ۱۵

فمن فعل ذاك لعليبه لفتنا الله والملائكة والناس اجمعين
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم اور اذان کی اجرت لینے سے منع فرمایا ہے تو
جس نے ایسا کیا اس پر اللہ، ملائکہ اور تمام انسانوں کی لعنت ہے۔
یہ روایت موضوع ہے اس کے رواتح صالح اور فرات متروک ہیں۔

(۲۰) "اذا قی علی یوم لا ازاد فیہ علما فلا یورک فی طلوع الشمس فلا یتیم"
جب کوئی دن ایسا گزرے جس میں میرے علم میں اضافہ نہ ہو تو اس دن کے طلوع
شمس میں برکت نہ ہو۔

یہ بے بنیاد روایت ہے، اس کا راوی حکم بن عبداللہ کذاب ہے۔ موضوعات کی روایت کرتا ہے۔
(۲۱) "من تعلم العلم وهو شبان کان بمنزلة وسم فی حجر ومن تعلمه صبا
ما کبر فهو بمنزلة کتاب علی ظهر الماء" تہ
جس نے جوانی میں علم حاصل کیا وہ پتھر پر نقش کی طرح ہے اور جس نے بڑھاپے
میں علم حاصل کیا وہ پانی پر تحریر کی طرح ہے۔

یہ روایت درست نہیں اس کا راوی ہزار ناقابل اعتبار ہے اور تفسیر راوی درس ہیں اس طرح کی
دوسری روایات مثلاً "العلم فی الصغیر کا لنقش فی الحجر" بھی موضوع ہیں بلکہ
(۲۲) "من تعلم الاحادیث یحدث بها الناس لحد یرح رائحة الجنة وان یعیب
ربیها من مسیرة خمس مائة عام" تہ

جس نے لوگوں کو بتانے کے لیے حدیث کا علم حاصل کیا وہ جنت کی خوشبو
نہ سونگہ سکے گا جب کہ جنت کی خوشبو پانچ سو سال کی مسافت سے سونگھی جا سکتی ہے۔
جزئیاتی نے کہا یہ حدیث باطل ہے۔

(۲۳) ابو یونس اشعری کہتے ہیں کہ میں نے حارث بن عرقہ حضرت مسازین جیل کے محبس کے
ساتھیوں کے حوالے سے بیان کرتے سنا کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مسازین کو کین

۱۔ الابی المصنوع ۱۶۱ تہ ایضاً ۱۶۱ تہ ایضاً ۱۶۱

۲۔ کشف الخفا ونزل الابیاس ۱۶۱ تہ الابی المصنوع ۱۶۱ تہ

بھیجا تو فرمایا اگر تمہارے سامنے مسئلہ آیا تو تم کیسے فیصلہ کرو گے؟ مہاذہ نے جواب دیا میں کتاب اللہ (قرآن) سے فیصلہ کروں گا۔ آپ نے پوچھا اگر تم اس مسئلہ کو قرآن میں نہ پاؤ تب؟ مہاذہ نے جواب دیا پھر سنت رسول اللہ سے فیصلہ کروں گا، آپ نے پوچھا اگر تم اسے سنت رسول میں بھی نہ پاؤ؟ تو مہاذہ نے جواب دیا میں اپنی رائے سے اجہاد کروں گا اور کوتاہی نہ کروں گا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ہاتھ مہاذہ کے سینے پر مارا اور فرمایا اللہ کا لشکر ہے جس نے رسول اللہ کے پیغامبر کو اس چیرگی توفیق دی جسے رسول اللہ پسند کرتے ہیں۔ ۱۷

جز ذاتی کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے میں نے اس حدیث کے سلسلہ میں مسانید میں متحقق کی جس اہل علم سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا تو میں نے سوائے اس طریقہ کے اور کوئی طریقہ روایت نہیں پایا اور اس طریقہ میں حارث بن عمر، بھول راوی ہے ۱۸ یہ روایت سند احمد، ترمذی، طبقات ابن سعد جامع بیان اسلم وغیرہ میں آئی ہے اور فقہاء اور اصولیین میں یہ بہت مروی بھی ہے مگر ترمذی کہتے ہیں " لا تعرفہ الا من ہذا الوجه ولیس اسنادہ عندی بمتصل ابن جوزی کہتے ہیں " ہذا حدیث لا یصح وان کان الفقیہاء کلہم یذکرون فی کتابہم و معتقدا علیہ، ۱۹

اخلاق و آداب سے متعلق موضوع روایات

(۱) " من عرف نفسه عرف ربه ۲۰ جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔ یہ مشہور روایت ہے مگر امام نووی کہتے ہیں کہ ثابت نہیں۔ سو فیہا، حکما اور دیگر اہل علم میں متنازع ہے بعض نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے، ابن تیمیہ نے اسے موضوع کہا ہے۔

۱۷ الاباطیل والناسکیر منا ۱۸ الیضامنا

۱۹ التامل السنۃ ۱۹۱، موضوعات کبیرہ ۲۰

(۲) "من لم يصلح الخیر يصلحہ الشیء" غیر سے جو درست نہیں ہوتا وہ شر سے رستہ ہوتا ہے۔
یہ حدیث رسول نہیں بلکہ بعض بزرگوں کا قول ہے۔

(۳) "الشفقة علی خلق اللہ تعظیم لامل اللہ" اللہ کی مخلوق پر شفقت کرنا اللہ کے حکم کی تعظیم ہے۔
یہ بھی حدیث نہیں بلکہ بعض مشائخ کا قول ہے۔

(۴) "لا تنظر الی من قال وانظر الی ما قال" کہہ
کھنے والے کو نہ دیکھو بلکہ جو بات کہی گئی اسے دیکھو۔
یہ بھی حدیث نہیں، ناماً حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

(۵) "من تواضع لغنی لاجل غناہ ذهب ثلثا دینہ" ۳
جس نے کسی مال دار کی مال داری کی وجہ سے تواضع کی تو اس کا دولت دین چلا گیا۔
یہ روایت بھی موضوع ہے۔

(۶) "الولد سرلابیہ" ۴ ہے بپسیر باپ کا راز ہوتا ہے۔
یہ روایت بھی من گھڑت ہے۔

(۷) "من لعب بالشطرنج فهو ملعون" ۵ شطرنج کھیلنے والا ملعون ہے۔
امام نووی کہتے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں بلکہ اس سلسلہ کی کوئی روایت درست نہیں۔

(۸) "تختمو ابوالعقیق فانہ بینفی الفقہ" ۶
عقیق (پتھر) کی انگوٹھی استعمال کرو اس سے غریبی دور ہوتی ہے۔
اس عنوان کی تمام حدیثیں ساقط الاعتبار ہیں۔

(۹) "الفقہ فوی وہبہ افتخر" ۷ فقیر میرا فخر ہے اور اس پر میں فخر کرتا ہوں
یہ روایت جعلی ہے۔ علامہ سخاوی نے اسے واہیات قرار دیا ہے۔

۱۔ تمیز الطیب من الجنیث ۱/۱۱۱ ۲۔ موضوعات کبیرہ ۵۔ کشف النفا و مزیل الاباس ۱/۲

۳۔ موضوعات کبیرہ ۹۲ ۴۔ تمیز الطیب من الجنیث ۲/۱۰۰ ۵۔ القاموس ۱/۱۱۱

۶۔ ایضاً ۱/۲۰۱ ۷۔ کشف النفا و مزیل الاباس ۲/۲۵۹ ۸۔ الاطیل مالنا کبیر ۲/۲۴۱

۹۔ القاموس ۱/۱۱۱ ۱۰۔ کشف النفا و مزیل الاباس ۲/۲۴۱

(۱۰) «انا عند المنكسة قلوبهم من اجلي»

جن لوگوں کا دل میری وجہ سے ٹوٹ جاتا ہے میں ان کے پاس ہوتا ہوں۔

امام غزالی نے اسے نقل کیا ہے اس روایت کی کوئی بنیاد نہیں۔

(۱۱) «امت ان احکم بالظاهر والله يتولى السرائر» سے

مجھے ظاہر پر فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا؛ لیکن اللہ اللہ کا مالک ہے۔

علامہ عراقی نے کہا کہ اس روایت کی کوئی بنیاد نہیں ہے، بعض فقہاء کا قول ہو سکتا ہے۔

(۱۲) «السنة الخلق اقلام الخلق» مخلوق کی زبانیں اللہ کا قلم ہیں۔

یہ حدیث نہیں بلکہ بعض صوفیاء کا قول ہے جسے حدیث بنا دیا گیا۔

(۱۳) «الضرورات تبیح المحظورات» ضرورتیں ممنوعات کو مباح کر دیتی ہیں۔

یہ عربی کا مقولہ ہے، فقہاء کا اصول ہے، مگر حدیثِ رسول نہیں۔

(۱۴) «اللهم احببني مسكينا واطفي مسكينا واختراني في زمرة المساكين»

اے اللہ تو مجھے مسکین بنا کر زندہ رکھ، مسکین کی موت عطا کر اور مسکینوں کے ساتھ مجھے

قیامت میں جمع کر۔

یہ روایت ساقط الاقبار ہے، اس کا راوی ابن مبارک مجہول ہے امام ترمذی نے اس روایت کو نقل

کیا ہے اور لکھا ہے کہ اس کی سند میں مارث بن یحییٰ بن عثمان منکر الحدیث ہے۔

(۱۵) «رد جواب الكتاب حق كود السلام»

سلام کے جواب کی طرح عطا کا جواب دینا واجب ہے۔

یہ روایت ناقابلِ اعتبار ہے، اس کا راوی حسن بن محمد لہجی موضوعات کی روایت کرتا تھا۔

(۱۶) «حب الوطن من الایمان» وطن کی محبت ایمان کا جزو ہے۔

یہ روایت بے بنیاد ہے اس کا انتساب کسی صحابی کی طرف بھی درست نہیں۔

۱۔ القامد المنة ۳۴، کشف النفا ووزیل الایباس ۲۰۳/۱ ۲۔ کشف النفا ووزیل الایباس ۱۳۶

۳۔ القامد المنة ۳۵، کشف النفا ووزیل الایباس ۱۸۶/۱ ۴۔ موضوعات کیر ۳۵، کشف النفا ووزیل الایباس ۱۳۶

۵۔ تذکرۃ الموضوعات لغتہ ۵۵، کشف النفا ووزیل الایباس ۱۸۶/۱، الای بالعضوم ۱۵۶/۱

۶۔ القامد المنة ۳۵، الای بالعضوم ۱۵۶/۱ ۷۔ موضوعات کیر ۳۵، کشف النفا ۱۳۶

(۱۷) "ایاکر والحق فانها احب الزینة الی الشیطان"ؕ

سرخ لباس سے پرہیز کرو کیوں کہ وہ شیطان کی پسندیدہ زینت ہے۔

یہ حدیث باطل ہے، اس کی سند مضطرب ہے، اور اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شرح لباس پہننا باطل ہے۔

(۱۸) "یتجیب اللہ للمتظلمین مالہ لیکو ذرا اکثر من ظالمین فاما کافرا اکثر

منہم فین عودت فلا یتجیب لہم"

اللہ ظالموں کی فریادیں کرتا ہے جب تک وہ ظالموں کے تدارک میں زیادہ نہیں ہو، مگر جب وہ

تدارک میں زیادہ ہوتے ہیں اور ماکرتے ہیں تو ان کی دعا سنی نہیں جاتی۔

یہ روایت موضوع ہے، اس کا راوی ابراہیم حدیث وضع کرتا تھا۔

(۱۹) "من دعا النائم بطول البتلاق فاحب ان یمس اللہ"ؕ

جس نے کسی نکال کے لئے دعا کی اور وہ ناکامی ہوئی اس نے اللہ کی افزائی کو پسند کیا۔

بات اگرچہ درست ہے، از مخترعی اور غزالی وغیرہ نے اسے بیان کیا ہے مگر یہ حدیث موضوع

ہے بلکہ ابن جوزی اس طرح کی ساری روایات کو موضوع کہتے ہیں۔

(۲۰) "من حفر بئر الاخیہ فقد وقع فیہ شہ"

جس نے اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودا وہ خود اس میں جا گرے گا۔

یہ بات بھی درست ہے مگر حدیث نہیں، عسقلانی کہتے ہیں کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔

(۲۱) "من جد وجعل"ؕ جس نے کوشش کی اس نے پایا۔

یہ حدیث نہیں بلکہ عربی کا مقولہ ہے۔

تاکح الید ملحون" استمنا بالید کرنے والا ملون ہے۔

بے بنیاد روایت ہے۔

۱۔ ابواب الملک ۲/۲۵۰ سے مسکتاب الفضائل

۲۔ الاالی المصنوعہ ۲/۱۹ سے ایضات

۳۔ تہذیب طیب بن اثیمیت ۲/۱۳۰ سے موضوعات کبیرا

(۲۳) "اتقوا شر من احتت العیة" لہ جس پر احسان کیا ہے اس کے شر سے بچو۔
یہ عربی متوالہ سخن ہے کہ بعض سلت کا قول ہو کر یہ حدیث نہیں۔

(۲۴) "من عیواخاہ بذنب لہ یبعث حتی یبعثہ" لہ
جس نے اپنے مسلمان بھائی کو کسی گناہ پر بار دلائی وہ نہ سے پہلا اس میں خود مبتلا ہوگا
اس کا راوی محمد بن حسن کذاب ہے۔

(۲۵) "جمال الرجل فضاحة لسانہ" انسان کی خوبصورتی اس کی زبان کی فضاحت ہے
اس کا راوی احمد بن محمد بن جبار ہے، خطیب نے اسے کذاب قرار دیا ہے۔

(۲۶) "حسنات الابرار سیئات المقتربین" ابراہن کی نیکیاں مقتربین کی سیئات ہیں
یہ سعید خزاز کا قول ہے، حدیث رسولؐ نہیں امام غزالی نے اسے احیاء العلوم میں بیان کیا ہے۔

(۲۷) "علیکم بدین العجاثر" بڑھی عمرتوں کا زینہ اختیار کرو۔
یہ بے بنیاد روایت ہے۔

(۲۸) "لو احسن احدکم ظنہ بحجر لنعصا اللہ" لہ
اگر تم میں سے کوئی کسی پتھر سے اچھا گمان رکھے تو اللہ اس کے ذریعے نفع دے گا۔
یہ روایت موضوع ہے، ابن تیمیہ نے اسے جھوٹ کہا ہے۔

(۲۹) "ان کان الکلام من فضة فالسکوت من ذهب" لہ
کلام اگر چاندی ہے تو خاموشی سونا ہے۔
یہ مشہور جملہ حضرت سلیمانؑ یا القمان کا ہے حدیث رسولؐ نہیں ہے۔

(۳۰) "اذ اتقی احدکم اناخا فلیسلم علیہ وان حال بینہما شجر او جدار" لہ
جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی سے ملے تو اسے سلام کرے اگر وہ پان دونوں کے
درمیان درخت یا دیوار مائل ہو جائے۔ یہ موضوع ہے۔

۱۔ القامد المنہ ۵۰
۲۔ القامد المنہ ۵۰، کشف الخفاہ علی الالباس ۲۵۷/۱ سے القامد المنہ ۵۰، ایضاً ۵۹،
۳۔ سلسلۃ الاماریث الضعیف والمؤثر ۲/۲۵۲ سے تخریر السلیب ۵۰، کشف الخفاہ علی الالباس ۲۶۱/۱
۴۔ تذکرۃ المؤمنات، المقدی ص ۵

(۳۱) "الناس على دين ملوكهم" لہ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔
یہ عربی کا مقولہ ہے، اس کا حدیث ہذا ثابِت نہیں۔

(۳۲) "لیس الخبر کا لسانہ" خبر مسانہ کی طرح نہیں ہوتی

یہ سرفروہ روایت ہے لیکن اس کا راوی احمد بن محمد بن حرب لمی کذاب تھا، حدیث وضع کرتا تھا۔
(۳۳) "لعن اللہ المنفی والمنفی لہ" اللہ نے گانے والے اور جس کے لیے گایا جائے دونوں پر لعنت کی ہے۔

امام نووی کہتے ہیں کہ یہ حدیث درست نہیں۔

(۳۴) "الغنا یبیت النفاق فی القلب کما یبیت الماء البقل"ؑ

غنا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی سبزی اگاتا ہے۔

امام نووی نے کہا کہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ غالباً یہ عبداللہ بن مسعود کا قول ہے۔

(۳۵) "الغریاء ورسالة الانبیاء ورسلم بیعت اللہ نبیا الا وهو غریب فی قومه"ؑ

غریب انبیاء کے وارث ہیں اور اللہ نے جس نبی کو بھی بھیجا وہ اپنی قوم میں غریب
اجنبی تھا۔

یہ روایت باطل ہے۔

(۳۶) "اختلاف امتی رحمة"ؑ میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔

علامہ ابن حزم نے اس روایت کو باطل قرار دینے کے بعد کہا ہے "اگر اختلاف رحمت ہوتا تو
اتفاق زحمت ہوتا" یہ روایت باطل اور جھوٹی ہے۔

(۳۷) "انقوا مواضع التہم"ؑ تمہمت کی جگہوں سے بچو۔

امام غزالی نے اسے احیاء العلوم میں بیان کیا ہے مگر اس کی کوئی اصل نہیں، علامہ عراقی کہتے ہیں
کہ میں نے اس کی کوئی بنیاد نہیں پائی۔

۱۔ موضوعات کبیرہ ص ۱۱۷ میزان الاعتدال ۶۳/۱ ۲۔ القامد المسند ص ۱۱۷

۳۔ موضوعات کبیرہ ص ۱۱۷ ۴۔ القامد المسند ص ۱۱۷، کشف النفاق من زیل الالباس ص ۷۷/۲

۵۔ سلسلۃ الامادیت الضعیف والموضوع ص ۷۷ ۶۔ ابینا ص ۱۱۷

جو یہ چاہتا ہے کہ اللہ اسے نیز محنت کے علم و ہدایت عطا کرے تو اسے دنیا میں نہم اختیار کرنا چاہیے۔

اس روایت کی کوئی بنیاد نہیں کسی زاہد جاہل نے اسے وضع کیا ہے۔

(۳) " اصل کل ما در الرضا من النفس " نفس پسندی ہر مرض کی جڑ ہے۔

یہ بعض صوفیاء کا قول ہے جسے حدیث سمجھ کر بیان کر دیا جاتا ہے۔ ابوالقاسم شیری نے اسے بیان کیا ہے۔

(۴) " ان اقل ما اوتیتہم الیقین و حزیمة الصبر و من اعطی حظہ منها

لم یبال ما فاتہ من قیام اللیل و صیام النہار "۔

کم سے کم جو چیز تمہیں دی گئی وہ یقین اور عزیمت ممبر ہے جس کو یہ چیز کسی بھی درجہ میں مل گئی وہ رات کے قیام اور دن کے فطری روزوں کے چھوٹنے کی پروا نہیں کرتا۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں اسے وضع کیا ہے۔ مگر بے اصل ہے۔

(۵) " وجبتا من الجہاد الا صغری الجہاد الا کبریٰ "۔

ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹے ہیں۔

یہ حدیث نہیں غالباً ابراہیم بن علیہ کا قول ہے، امام غزالی وغیرو نے حدیث کے نام پر اسے بیان کیا ہے۔

(۶) " من اخلص للہ ارضین یوما ظہرت ینا بیح الحکمة من قلبہ علی لسانہ "۔

جس نے اللہ کے لیے چالیس دن فدا کر دیئے تو حکمت کے سرچشمے اس کے قلب سے

سپھوٹ کر اس کی زبان سے ظاہر ہوں گے۔

چلہ کی (چالیس دن) کوئی روایت قابل اعتبار نہیں ہے، منانی اصحابین جوڑی نے اسے موضوعات میں مثال کیا ہے۔ مگر بیٹھنے والے کی دستبرد کا اور طرائق کی اور سڑک کے کنارے دوسری سندھی بیان کی ہے جو حتم نہیں ہے۔

(۷) " علیکم بلباس الصوف تجنوا حلاوة الایمان "۔

اون کے کپڑے پہنو اس سے تم ایمان کی حلاوت پاؤ گے۔

۱۔ القاصد الحسنة ص ۲۰، تمیز الطیب من الجنیث ص ۲۰، کشف الخفا و زل الالباس ص ۱۲۶/۱

۲۔ ایضاً ص ۲۰، موضوعات کبیر ص ۲۰، کشف الخفا ص ۲۲۶/۱، کشف الخفا ص ۲۲۶/۱

۳۔ القاصد الحسنة ص ۲۰، مسئلة الاماویث الضعیف و الموضوع ص ۵۶/۱، الالی العنونة ص ۱۶۶/۱، ایضاً ص ۲۲۶/۱

یہ ایک نئی روایت ہے محمد میں اولن کے کپڑے پہننے، فکر، حکمت اور دوسرے فضائل پر کیا گئے ہیں، یہ روایت صحیح نہیں ہے۔

(۸) « اربع من الشفاء جمود العين وقساوة القلب والحوص على الدنيا وطول اللال »
چار چیزیں بڑھتی کی علامت ہیں، آنکھ کا خشک ہونا، دل کا سخت ہونا، دنیا کا دلچ اور لمبی امید۔

یہ روایت درست نہیں، اس کے رواۃ ابو داؤد مخمّی اور محمد بن ابراہیم شامی حدیث وضع کرتے تھے۔
(۹) « لكل امة مصفح ومفصح الجنة حب المساكين »

ہر امت کے لیے کبھی سہارا و جنت کی کئی مسکینوں سے محبت ہے۔

ابن جان نے کہا یہ روایت موضوع ہے اس کا راوی احمد بن داؤد حدیث وضع کرتا تھا۔
(۱۰) « تفكر ساعة خير من عبادة ستين سنة »
ایک لمحہ کا فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

اس کا راوی عثمان اور اس کا شیخ دوڑوں کذاب ہیں اور ان ہی میں کسی ایک نے اسے گھڑا ہے۔
(۱۱) « اجزى والله نينا فانها اسحر من هاروت وماروت »

دنیا سے پرہیز کرو کیوں کہ وہ ہاروت و ماروت سے زیادہ عموماً گنہگار ہے

ذوہبی نے کہا کہ یہ حدیث منکر ہے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

(۱۲) « اعمل لدنياك كانك تعيش بها واعمل لآخرةك كانك تموت فدا »

دنیا کے لیے اس طرح عمل کرو جیسے تم کو ہمیشہ رہنا ہے اور آخرت کے لیے اس طرح عمل کرو جیسے تمہیں کل مرنا ہے۔

اس کا حدیث رسول ہونا ثابت نہیں۔

(۱۳) « اذا كان في آخر الزمان واختلفت الالهواء فليكنم بدن اهل البلادية والانسار »

۱۔ سلسلہ الامادیت الضعیفہ والمرضیہ ۱۶۵
۲۔ ایضاً ۴۳ اور ملاحظہ فرمائیے

۳۔ ایضاً ۱۴
۴۔ تذکرۃ الموضوعات المقتنی ۱۴۱

۵۔ سلسلہ الامادیت الضعیفہ والمرضیہ ۲۰/۲
۶۔ ایضاً ۶۹

جب آخری زمانے میں ہوا دھوس کا دورہ ہو تو تم بیابان کے لوگوں اور عورتوں کا دین امتیاز کرو۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۱۴) "سألت النبی صلی اللہ علیہ وسلم من علم الباطن ما هو فقال سألت جبریل عنہ فقال سرّی وبین احبائی واولیائی واصفیائی اودعه فقلو بہم

لا یطلع علیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل"

میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے علم باطن کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ سوال میں نے جبریل سے کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ میرے احباب اولیاء، اصفیاء اور میرے درمیان ایک راز ہے جسے میں نے ان کے دلوں میں رویت کی ہے اس سے مقرب فرشتہ اور نبی بھی آگاہ نہیں ہے۔

علامہ ابن حجر نے کہا کہ یہ روایت موضوع ہے۔

(۱۵) "التشریحة اقوالی والطریقة افعالی والمحبقة حالی والمعرفة راسوالی" لہ

شریت میرے اقوال، طریقت میرے افعال، حقیقت میرا حال اور معرفت میرا

راس اللال ہے۔

یہ موضوعات موفیا میں سے ہے، حدیث نہیں۔

عورتوں سے متعلق موضوع روایات

(۱) "ایاکم وخضراء الدمن فقیل ما خضراء الدمن قال الماتاة الحناء

فی المنبت السوء" لہ

نظاقت کی سرسبزی سے پرسبز کرو، پوچھا گیا کہ غلاظت کی سرسبزی کیا ہے، تو آپ نے فرمایا خوبصورت عورت بڑی جگہ میں۔

لہ تذکرۃ الموضوعات لغتی ص ۱۵۱ لہ کشف الخفا ودریل الاباس ص ۲۴

لہ سلسلۃ الاحادیث الضعیفہ والموجودہ ص ۲۴

(۷) « طاعة النساء ندامة »، عبرتوں کی فراں براری میں شرمندگی ہے۔

یہ روایت بھی وہایات ہے۔

(۸) « اذا جامع احدكم زوجته فلا ينظر الى فرجها فان ذلك يورث العسنى »
جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی سے مباشرت کرے تو اس کی شرم گاہ کو نہ دیکھے کیونکہ
اس سے اندھا پن ہوتا ہے۔

یہ حدیث درست نہیں، ابن جان کہتے ہیں اس کا راوی کذابوں سے روایت کرتا تھا مگر ابن صلاح
نے اس کی سند کو جدید قرار دیا ہے تاکہ

(۹) « ان من بركة المرأة تكبيرها بالانثى »

عورت کی برکت میں سے ایک یہ ہے کہ پہلے اسے بھی پیدا ہو۔

یہ روایت بھی موضوع ہے اس کا راوی علامہ موضوعات کی روایت کرتا تھا۔

(۱۰) « ما من مسلم ونا من زوجته وهو ينوي ان اجلبت منه ان يسميه محمدا،
الا رزقه الله ولدا ذكرا »

جو مسلمان اپنی بیوی سے مباشرت اس نیت کے ساتھ کرے کہ اگر وہ حاملہ ہوگی تو بچہ
کا نام محمد رکھے گا تو اللہ اسے لڑکا عطا کرے گا۔

یہ روایت تمام کذب و افتراء ہے۔

(۱۱) « لولا النساء لعبد الله حقا حقا »

اگر عورتیں نہ ہوتیں تو بندہ اللہ کی عبادت ٹھیک ٹھیک کرتا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۱۲) « انظرو وجه الامة الحسناء والخضرة يزيدان في البصر »

خوبصورت عورتوں کے چہرہ کو دیکھنا اور سبزہ کو دیکھنا بینائی میں اضافہ کرا باعت ہے۔

پہلے موضوعات کبیرہ ص ۲۵، تذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۱۲۵، الاالی المعنومہ ۹۳/۲

تیسرا الطیب بن النخعی ص ۱۲۱، استیعاب ص ۱۲۵، الاالی المعنومہ ۹۲/۲، التار الخفین ص ۱۲۵

تیسرا تذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۱۲۱، سلسلۃ الاموال فی الضعیف والمؤمنہ ص ۱۲۱، ایضاً ص ۱۲۵، کشف الخفا

ومزيل الالباس ص ۳۱۴/۲

البرہم وغیرہ نے اسے بیان کیا ہے، مخالف نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

(۱۳) "لیس علیہا النساء اذان ولا قامة ولا جمعة ولا افتتال جمعة ولا تقدر من"

امراة ولكن تقوم فی وسطہن"

عورتوں پر اذان، اقامت، جمعہ کی ٹلار، جمعہ کے دن غسل واجب نہیں ہے، جو عزت

امامت کرے وہ آگے بڑھے بلکہ عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہو۔

یہ روایت موضوع ہے اس کا راوی ابن عبد اللہ بن سہابی ہے جو موضوعات کی روایت کرتا تھا۔

(۱۴) "شهوة النساء تضاعف شهوة الرجال"

عورتوں کی جنسی خواہش مردوں کی خواہش سے دوگنی ہوتی ہے۔ یہ بھی موضوع ہے

(۱۵) "اذا خطب احدكم المرأة فليسال من شعرها كما يسأل من جمالها فان"

الشعر احد الجمالین"

جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو پیامِ کجیحی بھیجے تو اس کے سن کی طرح بال کے بارے

میں پوچھے اس لیے کہ بال دو خوبصورتیوں میں سے ایک ہے۔

یہ روایت موضوع ہے اس کا راوی اسحاق ہے، دارقطنی نے کہا کہ وہ حدیثِ وضع کرتا تھا۔

(۱۶) "انما قالت المرأة لزوجها ما رايت منك خيرا قط ان فقد حبط عملها"

جب بڑی شوہر سے یہ کہے کہ میں تم سے کوئی بھلائی نہیں پائی تو اس کا عمل ضائع ہو گیا۔

یہ روایت بھی موضوع ہے۔

(۱۷) "ثلاثة ان كوتهم اهلواك المرأة والبعدا والفلح"

اگر تم تین لوگوں کی تکریم کرو گے تو وہ تم کو ذلیل کریں گے، عورت، غلام، کاشتکار۔

یہ حدیثِ وصل نہیں یعنی لوگوں نے اسے امام شافعی کی طرف منسوب کیا ہے۔

۱۔ سلسلہ الاماریہ الطیبہ والوضوح ۲۶۹/۲ ۲۔ تذکرہ الموضوعات الفتنی ۱۱۱/۱ کشف الظاہر

۱۱۱/۱ ابواب الامارۃ ص ۱۱۱ ۳۔ سلسلہ الاماریہ الطیبہ والوضوح ۱۱۴/۲

۴۔ ایضاً ص ۲۲۵ کشف التنازع فی الامارۃ ص ۲۲۵

(۱۸) « النساومصابیح البیوت ولكن لا تلموهن »

عورتیں چراغ ہائے خاز میں مگر تم نہیں جانتے۔

یہ روایت بے بنیاد ہے۔

(۱۹) « اتخذوا السراوی فانهن مبارکات الارحام »

سراوی رکھو، ان کے شکم میں برکت ہوتی ہے۔

سراوی ان باغیڑوں کو کہا جاتا ہے جو شبِ باشی کے لیے خاص ہوتی ہیں۔ یہ روایت اور اس صبی

ساری روایات و اہیات ہیں۔ بیڑی نے سندرک حاکم کے حوالہ اس کی ایک اور تفسیر بیان کی ہے جو مرسل ہے۔

کھانے پینے سے متعلق موضوع روایات

(۱) « الجمع کافروقاتلہ من اهل الجنة »

سبھوک کافر ہے اور اہل جنت اس سے جنگ کرتے ہیں۔

یہ حدیث نہیں بلکہ عوامی جملہ ہے۔

(۲) « امرنا بتصغیر اللقمة فی الاکل وتداقیق المضع »

ہمیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لقمہ کو چھوٹا کرنے اور کھانے کو چبانے کا حکم فرمایا۔

امام نووی رحمہ کہتے ہیں کہ یہ روایت درست نہیں۔

(۳) « عليك بالملح فانہ شفاء من سبعین ماء الجن ذام والبرص والجنون »

نمک ضرور استعمال کرو کیوں کہ وہ ستر اراض کے لیے شفا ہے جن میں جنون، کوڑھ

اور برس بھی ہے۔

یہ روایت صحیح نہیں اس کا راوی عبداللہ بن احمد بن عامر اہل بیت کی طرف منسوب کر کے جوہری روایات

بیان کرتا تھا۔

۱۔ کشف القفا و نزول الالباس ۲/۳۱۹ ۲۔ اللذالیع ۳/۲۲۱ ۳۔ التفتیحات لم المؤمنات ۳/۲۲۱

۴۔ تیزر الطیب بن تمیث ۲/۳۵۵ ۵۔ المقامد السنن ۱/۱۹۷ ۶۔ کشف القفا و نزول الالباس ۱/۱۹۷

۷۔ اللالی المعنونة ۲/۱۱۵

(۴) "اكرموا الذين انا انزل اليهم بركات من في الارض من الله"

روٹی کی عزت کرو کیوں کہ اہل زمین کے لیے اللہ نے اس میں برکت نازل کی ہے۔

یہ روایت ساقط الاعتبار ہے، اس کا راوی عبد اللہ بن محمد الجلی حدیث میں روایت کرتا تھا البتہ حاکم نے اسے مستند مانا ہے۔

(۵) "نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یقطع الخبز بالسکین"

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی کو چھری سے کاٹنے سے منع فرمایا ہے۔

یہ روایت بھی اتنا قابل اعتبار ہے۔

(۶) "انما البهاونجان شفاؤ من کل داؤ وادوا فیہ"

بیگن ہر مرض کے لیے شفا ہے اور اس میں کوئی مرض نہیں۔

یہ روایت موضوع ہے، طبی نے اسے وضع کیا ہے۔

(۷) "جاء رجل الى النبي صلی اللہ علیہ وسلم فشكا اليه قلته الولد خامرة"

باکل البیض والبصل"

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور راولا کی کسی کی شکایت کی تو آپ نے

اُسے انڈا اور پیاز کھانے کا حکم دیا۔

ابن حبان کہتے ہیں کہ یہ حدیث موضوع ہے۔

(۸) "حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بعض صحابہ نے پوچھا کیا آپ کو جنت کا کوئی کھانا

دیا گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں، ہر سیر، میں نے اسے کھایا تو میری قوت مرادگی

میں چالیس گنا اضافہ ہوا ہے"

یہ معمولی روایت ہے اس کو وضع کرنے والا محمد بن حجاج نجفی ہے جو ہر سیر فروش تھا۔

(۹) "قلب المومن حلوی یحب الحلاوة"

مومن کا دل میٹھا ہے اور میٹھا اس کو پسند کرتا ہے۔

یہ ابن سہیل کی وضع کردہ روایت ہے۔

۱۲ ایضاً ۱۲۶۲ ایضاً ۱۲ ایضاً ۱۲

۱۲ ایضاً ۱۲ ایضاً ۱۲ ایضاً ۱۲ ایضاً ۱۲

(۱۰) اپنی عورتوں کو وضع حمل کے ایام میں کھجور کھلاؤ جس عورت کو ان دنوں میں کھجور کھلائی جائے گی اس کا بچہ ذہین اور برباد نہ ہوگا۔ مہم کام وضع حمل کے وقت یہی کھانا مستحب ہے

یہ روایت موضوع ہے اس کے رواۃ سلیمان انصاری اور ماکوہ کذاب ہیں۔

(۱۱) «ان الله تعالى خلق ادم من طين نوح اكل الطين طين ذرئته»

اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا اس لیے اس کی اولاد پر مٹی کا کھانا حرام کر دیا۔

یہ روایت موضوع ہے، جو بعض الجبفی نے اسے وضع کیا ہے۔ علامہ فریبی کے قول میں شخص نے شکر مدیش وضع کرنا تھا۔

(۱۲) «من اكل التتاء بلحم وقي الجذام»

جس نے گوشت لگڑی کے ساتھ کھایا وہ کوڑھ سے محفوظ رہا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۱۳) «والنفع في الطعام بين هبة البركة» کھانے میں بھونکنے سے برکت چلی جاتی ہے۔

یہ روایت موضوع ہے اور عبد اللہ بن حارث کی گھڑی ہوئی ہے۔

(۱۴) «دال الاكل في السوق دناءة» شہ بازار میں کھانا کی گئی ہے۔

یہ روایت بھی موضوع ہے، اس کا راوی محمد بن فرات کذاب تھا، یہ روایت حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی ہے

روایت کے مخالف ہے کہ انھوں نے کہا «کنا ناكل على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم

ونحن نمشي ونشرب ونحن قيام (ترمذی) ہم عہد نبویؐ میں چلتے ہوئے کھاتے اور کھڑے

ہو کر پانی پیتے تھے۔

(۱۵) «سید طعام اهل الجنة اللحم»

اہل جنت کے کھانوں کا سرور گوشت ہے۔ اس روایت کا راوی سلیمان بن مطا، مسلم بن

عبد اللہ سے موضوعات کی روایت کرتا تھا، ابن ماجہ، بیہقی اور طبرانی نے اسے بیان کیا ہے۔

(۱۶) " لا تلتصقوا اللحم بالسكر فان ذاك من منع الاماجم "

گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کیوں کہ میخیں کا طریقہ ہے۔

یہ روایت درست نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ آپ نے بڑی ماکوشت کاٹ کر کھایا۔

(۱۷) " لو كان الاسر جلا لسان حليماً " اگر چاروں نساہرتا تو برابر ہوتا۔

یہ روایت موضوع ہے، چاروں کے سلسلے کی تمام روایات موضوع ہیں۔

(۱۸) " الجوع كافرا ليرحم على صاحبہ " سبوح کافر ہے، سبوح کے پر ہم نہیں کرتی۔

یہ عوامی جملہ ہے حدیث رسول نہیں۔

(۱۹) ہسن، چاول، بجزی، بگین، سیب، کشمش، گڑھی، تربوز، اخروٹ، پنیر اور ہریہ وغیرہ

کے فضائل میں جو روایات بیان کی جاتی ہیں وہ سب موضوع ہیں۔

" سور المؤمن شفاء " مؤمن کا جوتا شفا ہے۔

یہ روایت ساٹھ اعتبار ہے، اگرچہ قائل قائل نے سنی کے اعتبار سے اسے صحیح کہا ہے۔

(۲۰) " لا تميتوا القلوب بكثرة الطعام والشراب فان القلب كالنوع يموت

اذا كثر عليه الماء "

کھانے پینے کی زیادتی سے دلوں کو مردہ نہ کرو کیوں کہ قلب کھیتی کی اند ہے جب

پانی کی زیادتی ہوتی ہے تو کھیتی مر جاتی ہے۔

امام غزالی نے اسے بیان کیا ہے مگر آثار عراقی کہتے ہیں کہ اس کی کوئی بنیاد نہیں۔

(۲۱) " ما للنساء عندی شفاء مثل الرطب ولا للرض مثل السل "

میرے نزدیک بچہ جننے والی عورت کے لیے کھجور سے زیادہ اور مریض کے لیے شہد

سے زیادہ کسی چیز میں شفا نہیں۔

ابو نعیم نے طب میں اسے بیان کیا ہے، اگر یہ موضوع ہے۔

۱۔ الاصل المنقول ۱۳۶۶، کشفنا نقاد ودرجہ الاباس ۲۲۸/۲، ۳۷ موضوعات کبیرہ ۶

۲۔ ایضاً ۳۷، ۳۷ ایضاً ۱۳، ۳۷ سلسلہ الامراض، الشیوخ والروا ۱۰۵/۱

۳۔ ایضاً ۱۵۲/۲، ۲۸۲/۲ ایضاً ۲۸۲

(۲۳) « من شرب السل ثلاثة ايام في كل شهر على الريق عوفي من الداء الاكبر
العالج والجذام والبرص »

جس نے ہر مہینہ میں تین دن شہد نہار منہ پیسا وہ فالج، کوڑھ اور برص
جیسے امراض کبیرہ سے بچا رہے گا۔

یہ روایت موضوع ہے، اس کا راوی علی بن مروہ حدیث وضع کرتا تھا۔

(۲۴) « ان الله جعل لذرة الاغنياء في طعام الفقراء »

اللہ تعالیٰ نے فقراء کے کھانے میں امیروں کے لیے لذت رکھ دی ہے۔

ابن حجر نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

امراض و علاج سے متعلق موضوع روایات

(۱) « المرغيب انبياء، تسبيح وصياحه تكبير، ودفنه صدقة و فوهه عبادة، ونقله
من جنبا الى جنب جهاد في سبيل الله »

مریض کی کراہ تسبیح ہے، اس کی چیخ تکبیر ہے، اس کی سانس صدقہ ہے، اس کا سونا
عبادت ہے، اس کا کروٹ بدلنا جہاد فی سبیل اللہ ہے۔

یہ من گھڑت روایت ہے، حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ اس کا حدیث ہونا ثابت نہیں۔ اس راوی کا مدعی شیعہ تھا۔

(۲) « من اکتحل بالاشماد يوم عاشوراء لم يرد عينه ابدا »

جو عاشورا کے دن اشماد سے لگائے گا اس کو کبھی آشوب چشم نہیں ہوگا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۳) « المددة حوض البدن والعروق اليها داردة »

مدہ جسم کا حوض ہے اور نسیں اس میں گرتی ہیں جب مدہ درست ہوگا تو نسیں
کبھی درست ہوں گی۔

۱۔ سلسلہ الاماریت الضعیفہ والموضوعہ ۱۸۴/۲ ۲۔ تمییز الطیبین بالخبر ۱۵۳ ۳۔ میزان الاستدال

۲۰۲/۱، افعال السنہ منشا تذکرۃ الموضوعات للفتی مکن ۴۔ تمییز الطیبین من الخبثات

۵۔ اللآلی الصنوفہ ۱۱۳/۲، میزان الاستدال ۱۳/۱

یکسی حکیم کا روبرو بارے میں، حدیث نہیں، عقلی نے اسے باطل اور بے اصل کہا ہے۔
(۴) "آخر الطب الکتیٰ: آخری علاج رافعا ہے۔

اخبار کے یہاں کی مقبول روایت ہے مگر حدیث نہیں، ازبیدی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔
(۵) "المزہب نزل جملة واحدة البروی نزل قليلا قليلا"
مرض کیا رنگ آتا ہے اور شفا تھوڑی تھوڑی آتی ہے۔

حاکم، خطیب اور دہلی وغیرہ نے اسے بیان کیا ہے مگر یہ ساقط الاقبار ہے نہ تو حدیث ہے اور نہ کی
صحابی کا قول۔

(۶) "المعدة بيت الداء والحمية رأس الداء"

پیٹ بیماری کا گھر ہے اور پرہیز طاع کی بنیاد ہے۔

امام غزالی نے امیاء العلوم میں اسے بیان کیا ہے مگر یہ حدیث نہیں بلکہ حدیث بن کلدہ حکیم کا قول ہے۔
(۷) "الهرسية تشد النظر"
ہر سیرہ میٹھ کو مضبوط کرتا ہے۔

یہ روایت موضوع ہے اس کا راوی ہر سیرہ فروش تھا۔ ہر سیرہ کی سب روایات ساقط الاقبار ہیں۔
(۸) "من اكل فولة بقشرها اخرج الله منه الداء مثلها"

جس نے لوبیا چھلکے کے ساتھ کھایا، اللہ اس کے ماز کے مطابق کھانے والے کی
بیماری دور کر دے گا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۹) "لا تكثرها الرمد فانہ يقطع عروق العسى، ولا تكثرها الزكام فانہ يقطع

عروق الجنام ولا تكثرها السعال فانہ، يقطع العالج ولا تكثرها الساميل

فانها تقطع عروق البرص"

آشوب خیم کو ناپسند نہ کرو کیوں کہ وہ اندھے پن کی رگوں کو کاٹ دیتا ہے زکام

۱۔ تحذیر اللہین ۱۱۷، العنور ۲۱۷، معنومات کبیر ۲۱۷

۲۔ المقامد السنہ ۱۰۲، تذکرۃ الموضوعات لقطبہ جلا ۱۲۱، معنومات کبیر ۲۱۷

۳۔ النار الیئف ۵۵، الآلی المعلومہ ص ۲۱۵

علی سائر العباد علیہ

رجب کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ایسی ہے جیسے قرآن کی فضیلت دوسرے کلاموں پر اور شہبان کے مہینے کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ایسی ہے جیسے میری فضیلت دوسرے انبیاء پر اور رمضان کے مہینے کی فضیلت دوسرے مہینوں پر ایسی ہے جیسے اللہ کی فضیلت تمام بندوں پر۔

یہ روایت مضموناً ہے۔

(۲) "لا تقولوا رمضان فان رمضان اسم من اسماء الله تعالى ولكن قولوا

شہر رمضان علیہ"

رمضان نہ کہو کیوں کہ رمضان اللہ کا ایک نام ہے لیکن شہر رمضان کہو۔

یہ روایت و اہیات ہے اور ان صحیح روایات کے بھی خلاف ہے جس میں صرف رمضان کہا گیا ہے۔

شلاً۔ اذا دخل رمضان فتحت ابواب الجنة وغلقت ابواب جہنم وملت

الشیاطین علیہ

جب رمضان آتا ہے تو جنت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

(۳) تكون في رمضان حنة فوقها النائم وتقدم القاهر وتخرج العواقب من

خدا ورها وفي شوال همهمة وفي ذي القعدة تلهي القبايل بعضها لبعض

وفي ذي الحجة تراق الدماء وفي المحرم امن عظيم علیہ

رمضان میں دم کا ہر گاسو نے والا اسٹھ جائے گا، کھڑا آدمی بیٹھ جائے گا، عورتیں

اپنے پردوں سے نکل پڑیں گی، اشوال میں پیچ و پکار ہوگی، ذی قعدہ میں قبائل

ایک دوسرے سے متنازع ہوں گے، ذی الحجہ میں خون بہایا جائے گا، محرم میں

امر عظیم واقع ہوگا۔

۱۔ المقاصد الحسنة ۱۱۱، کشف الخفا و خیر الایام ۲/۵۵ سے الابطال مالنا کیر ۲/۵۵

۲۔ بخاری کتاب الصوم سے الابی الحسنہ ۲/۲۰۶

یہ روایت موضوع ہے، عقلی نے کہا کہ اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

(۴) « رجب شہر اللہ و شعبان شہری و رمضان شہر امتی ﷺ »

رجب اللہ کا مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے۔

موضوع روایت ہے۔

(۵) « لا تغفلوا عن اول ليلة في رجب فانها ليلة يبسميها الملكة الرغائب »

رجب کی پہلی رات سے غافل نہ رہو کیوں کہ یہ وہ رات ہے جسے فرشتے رغائب کا

نام دیتے ہیں۔

ليلة الرغائب اور صلوة الرغائب کی جو روایات عوام میں مروج ہیں سب موضوع اور بے بنیاد ہیں۔

(۶) « جب نصف شعبان ہو تو رات کو تيام کرو اور دن میں روزہ رکھو، کیوں کہ اللہ تعالیٰ

اس رات میں غروب آفتاب کے وقت سلاہ دنیا پر نازل ہوتا ہے اور کہتا ہے

« ہے کوئی مغفرت طلب کرنے والا کہ میں اس کی مغفرت کروں، ہے کوئی رزق

طلب کرنے والا کہ میں اس کو رزق دوں، ہے کوئی معصیت کا مارا کہ میں اسے

ماضیت دوں۔ یہ اعلان صبح صادق تک ہوتا ہے؟ »

اس کی سند میں ابو بکر بن عبداللہ بن محمد بن ابی سبرہ القرشی انصاری الدنی ہے۔ جس پر محدثین

وضع حدیث کا الزام لگاتے ہیں اور عبداللہ اور صالح اپنے والد امام احمد سے روایت کرتے

ہیں کہ انھوں نے فرمایا « وہ حدیث وضع کرنا سمجھا »

(۷) « من ابع يوم الجمعة صائما و عاده من بيضا و اطعم مسكينا و شبع جنازة

له يبعه ذنبا و عشرين سنة »

جس نے جمعہ کے دن روزہ رکھا اور بیض کی عبادت کی، مسکین کو کھانا کھلایا اور

جنازہ کے ساتھ چلا، چالیس سال تک گناہ اس کا پیچھا نہیں کرے گا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

یہ روایت بھی موضوع ہے۔

(۱۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہنہ کا دن کرو فریب کا دن ہے، صحابہ نے پوچھا اے اللہ کے رسول! ایسا کیوں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ قریش نے اس دن کرو فریب کا ارادہ کیا جس پر اللہ نے یہ آیت نازل کی ”وَأَذِّنْ لَكُمْ يَوْمَ الْكُفْرِ يَوْمَ الْكُفْرِ“ اور کیشہنہ کا دن شجر کاری اور تیر کادن ہے، صحابہ نے پوچھا ایسا کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا اس دن جنت کی تعمیر ہوئی اور اس میں شجر کاری کی گئی، دو شہنہ کا دن سفر اور تجارت کا دن ہے، اور شہنہ کا دن خون کا دن ہے، صحابہ نے پوچھا ایسا کیوں ہے؟ تو آپ نے فرمایا اس دن آدم کے بیٹے نے اپنے بھائی کا خون کیا، اور چہا شہنہ کا دن سخوس دن ہے، اس دن اللہ نے قوم عاد پر آندھی بھیجی، اسی دن فرعون پیدا ہوا، اسی دن خدائی کا دعویٰ کیا اور اسی دن وہ ہلاک کیا گیا۔ جمرات کا دن سلطان کے پاس جانے اور ضرورتیں پوری کرنے کا دن ہے، صحابہ نے پوچھا ایسا کیوں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ اس دن حضرت ابراہیمؑ معر کے بادشاہ کے پاس گئے تو آپ کی زوجہ کو اس نے واپس کر دیا اور آپ کی ضرورت پوری کی، اور عجم کا دن پیغام بھیجے کا اور نکاح کا دن ہے، صحابہ نے پوچھا ایسا کیوں ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ انبیاء اس دن پیغام نکاح بھیجتے اور نکاح کرتے ہیں کیوں کہ عجم کے دن میں برکت ہے۔“

یہ روایت موضوع ہے، اس کا راوی سبھی ناقابل اعتبار ہے۔

(۱۳) ”مَلَكَةُ آيَةِ الشَّرَفِ وَالْمَدَائِنِ مَعْدَانَ الدِّينِ وَالْكَوْفَةَ فَسَطَاطِ الْإِسْلَامِ
وَالْبَصْرَةَ فَخَرَّ الْعَابِدِينَ وَالشَّامَ مَعْدَانَ الْإِسْلَامِ وَمَعْرَاشَ الْبَلْبِيسِ
وَكَهْفَهُ وَمَسْتَقْرَأَهُ“

کہ شرف کی علامت ہے، مدینہ دین کی کان ہے، کوفہ اسلام کا خیمہ ہے، بصرہ

نیز مابین ہے، شام مدین اسلام ہے اور مصر ایسی کی قیام گاہ ہے۔
یہ روایت کبھی ساقط الاعتبار ہے۔

(۱۴) "اربع مدائن من مدن الجنة في الدنيا، مكة والمدائنة وبيت المقدس
ودمشق واربعة مدائن من مدن النار في الدنيا القطنية والطبرية
وانطاكية المحترقة وصنعا"۔

دنیا میں چار شہر جنت کے شہر ہیں، مکہ، مدینہ، بیت المقدس اور دمشق، اور چار شہر
دوزخ کے شہر ہیں، قسطنطنیہ، طبرستان، انطاکیہ اور صنعا۔
یہ روایت موضوع ہے، اس کا راوی ولید کذاب تھا۔

(۱۵) "یاتی علی الناس زمان یكون افضل الربلار باطحادة"
لوگوں پر ایک وہ وقت آئے گا جب کہ بہترین بندہ گناہ بدو ہوگا۔
اس کا راوی ابن بلیان ساقط الاعتبار ہے۔ یہ اپنے باپ سے دو موضوع روایات بیان کرتا تھا۔
علامہ ابن قیم الجوزی لکھتے ہیں۔

"كل حديث في مدح بغداد او ذمها والبصرة والكوفة ومره وعسقلان
واسكندرية ونصيبين وانطاكية فهو كذب"
ہر وہ روایت جس میں بغداد، بصرہ، کوفہ، مرو، عسقلان، اسکندریہ، نصیبین،
انطاکیہ وغیرہ کی مدح یا ذمت ہو وہ باطل ہے۔

(۱۶) "ذهب من بيت الدنيا سنة خمس وعشرون ومائة سنة"
دنیا کی زمینت ایک سو پچیس سال میں چلی جائے گی۔

یہ روایت موضوع ہے اس کے راوی حبیب بن ابی حبیب کے بارے میں ابو داؤد کہتے ہیں کہ سید
زیادہ جھوٹا تھا، ابو حاتم کہتے ہیں کہ وہ زہری سے موٹو تھا کی روایت کرتا تھا۔ ابن عدی کہتے ہیں کہ
اس کی تمام احادیث موضوع ہیں۔

۱۔ الاالی العسقرۃ ۲۳، النار النیف ۱۱۵، الاالی العسقرۃ ۱۳۹/۱

۲۔ النار النیف ۱۱۵، میزان الاعتدال ۱۱۷/۱، تقریب التہذیب ۱۰۰، الاالی العسقرۃ ۲۰۹/۲

والدین سے متعلق موضوع روایات

(۱) «ان الناس یدعون یوم القیمة بامہاتہم لا بابائہم» لہ
قیامت کے دن لوگ اپنی ماؤں کے حوالے سے پکارے جائیں گے۔
یہ حدیث موضوع ہے اور اس صحیح حدیث کے خلاف ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ لوگ اپنے آبا کے
حوالے سے پکارے جائیں گے۔

(۲) «اذا دعت احدکم امر دھونی الصلوٰۃ فلیجب واذا دعا ابوہ فلا یجب»
جب تم میں سے کسی کو اس کی ماں بلائے اور وہ نماز میں مشغول ہو تو اسے جواب دے
اور جب باپ بلائے تو نہ جواب دے۔

یہ روایت بھی خود ساختہ ہے اس کے راوی عبدالغزیز ابن ابان قرظی اموی کے سلسلہ میں سیئی بن سعید
وغیرہ نے کہا کہ کذاب ہے۔ یہ شخص جمہورٹی احادیث کی اشاعت کرتا ہے۔

(۳) «ان العبد لیموت والدلہ او احد ہما وانہ لعاق فلا یزال یدعولہما حتی
یکتب عند اللہ باراً» لہ

جس بندہ کے والدین یا ان میں سے ایک اس حالت میں مر جائیں کہ وہ ان کا نافرمان
تھا تو جب تک ان کے لیے وہ دعا کرتا رہے گا اللہ کے نزدیک فرماں بردار قرار
دیا جائے گا۔

یہ حدیث موضوع ہے اس کا راوی لاحق کذاب ہے حدیث وضع کرنا اس کا شیوہ تھا۔

(۴) «ایک نوجوان مرض الموت میں گرفتار تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا
کہو لا الہ الا اللہ ما س نے کہا میں اس پر قادر نہیں ہوں، آپ نے پوچھا کیوں؟
اس نے کہا میرے دل پر تالا سا پڑا ہوا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا
اس کے والدین زندہ ہیں؟ لوگوں نے کہا ہاں زندہ ہے، آپ نے اسے بلایا

اور فرمایا کیا تم اپنے بیٹے سے راضی ہو، اس نے کہا اے اللہ کے رسول آپ کو
 رہیں میں راضی ہوں، تو آپ نے لڑکے سے کہا کہو لا الہ الا اللہ تو لڑکے کی زبان
 پر لا الہ الا اللہ جاری ہوا۔

یہ روایت صحیح نہیں۔ اس کا راوی داؤد کذاب تھا۔

(۵) ”من زار قبر ابویہ واحدہما فی کل جمعة غفر لہ وکتب برآء“

جس نے ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی تو اس کے
 گناہ مٹا دیں گے اور وہ فرماں بردار قرار دیا جائے گا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۶) ”رضی الرب فی رضی الوالد وسخط الرب فی سخط الوالد“

اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی نافرمانگی والد کی نافرمانگی میں ہے۔

یہ حدیث مرفوع نہیں البتہ موقوف ہے۔

(۷) ”ان اللہ یدعی الناس یوم القیامة بامرہا تم سترامنہ علی عبادہ“

اللہ قیامت کے دن لوگوں کو ان کی ماؤں کے حوالے سے پکارے گا اپنے بندہ کی

پر وہ پوشی کی خاطر۔

یہ روایت موضوع ہے اور اس حدیث کے معارض ہے جس میں ”انکم تندعون یوم القیامة باسمائکم

واسماء آبائکم“ تم قیامت میں اپنے ناموں سے اور اپنے آبا کے ناموں سے پکارے جاؤ گے۔

(۸) ”دعاء الوالد لولده مثل دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لامنتہ“

باپ کی دعا اپنے بچے کے لئے ایسی ہے جیسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا اپنی امت کے لئے۔

امام احمد بن حنبل نے کہا یہ روایت منکر اور باطل ہے، اس کا راوی سعد بن حبیب ناقابل اعتبار ہے۔

۱۔ اللآلی المصنوعۃ ۱۵۹/۲ ۲۔ سلسلۃ الاحادیث الضعیفۃ والموضوۃ ۱۵۹/۱

۳۔ المقام المحسنۃ مشا، کشف النقا وفضل الایاس ۳۳۱/۱

۴۔ کشف النقا وفضل الایاس ۲۲۲/۱، میزان الاعتدال ۱۲۱، ۵۔ ابوداؤد، کتاب الادب

۶۔ اللآلی المصنوعۃ ۱۵۹/۲

متفرق موضوعات

(۱) «السلطان نزل الله في الارض من نصح اهدى ومن غشه ضل»

زمین پر سلطان اللہ کا سایہ ہے جس نے اس کی خیر خواہی کی ہدایت یاب ہوا اور جس نے اسے دھوکہ دیا گمراہ ہوا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۲) «اتخذوا السراويلات فانها من استرثيابكم وخصوا بهن انساؤکم اذا خرجن»

پاجامہ پہنیں کہ وہ کپڑوں میں سب سے زیادہ پردہ پوش ہے اور اپنی عورتوں کو پنہاؤ، جب وہ گھر سے نکلتی ہیں۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۳) «الانبياء سادة اهل الجنة والعلماء قواد اهل الجنة واهل القران

عرفاء اهل الجنة»

انبیاء اہل جنت کے سردار ہیں علماء اہل جنت کے رہنما ہیں اور اہل قرآن اہل جنت کے ترجمان ہیں۔

اس روایت کی کوئی اصل نہیں۔ اس کا راوی مجاہد کذاب ہے۔

(۴) «رفع عن صتي الخطأ والنسيان وما استكرهوا عليه»

میری امت سے غلط، بھول اور جس پر اسے مجبور کر دیا جائے معاف ہے۔

یہ روایت فقہاء اور عوام میں بہت معروف ہے مگر یہ درست نہیں، ابو حاتم رازی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس مضمون کی احادیث کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے کہا اس حدیث کو منکر ہی گویا موضوع ہیں۔

۱۔ سلسلہ الاحادیث الضعیفہ والموضوۃ ۱/۴۷۷ ۲۔ ایضاً ۲/۶۶

۳۔ القاصد المستفتی

۴۔ اللالی المنورۃ ۱/۱۲۷

(۵) • الاقتصاد في الصدقة نصف المعبية والتودد الى الناس نصف العقل
 وحسن السؤال نصف العلم

صدقہ میں اعتدال آدمی میثت ہے، لوگوں سے محبت آدمی عقل ہے اور حسن سوال آدمی علم ہے۔

ابن ابی حاتم الرازی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا: "خدا حدیث باطل، یہ حدیث باطل ہے اور اس کے دورانہ تیس اور حصہ مہول ہیں۔"

(۶) "تزوجوا ولا تطلقوا فان الطلاق يهتزل به العرش" ^۱
 شادی کرو اور طلاق نہ دو کیوں کہ طلاق سے عرش ہل جاتا ہے۔

یہ روایت موضوع ہے اس کا راوی عمر بن جمیع کذاب ہے۔

(۷) "انفق يا بلالاه ولا تعش من ذی العرش اقلالاً" ^۲

اے بلال خرچ کرو اور خدا سے تنگی کا خوف نہ کرو۔

علامہ سخاوی کہتے ہیں کہ "لم انفق له اصلاً" مجھے نہیں معلوم کہ اس کی کوئی بنیاد بھی ہے۔

(۸) "خرج علينا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقمنا فقاتلنا تقوموا كما

تقوم الاجام" ^۳

جی مصلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو ہم لوگ کھڑے ہو گئے آپ نے فرمایا: "میروں کی

طرح کھڑے نہ ہوا کرو۔"

اس کے رواۃ ابو مرزوق اور ابو غالب ساقط الاعتبار ہیں۔

(۹) "والسحاب شجر في الجنة اعصابها متدايت الى الارض من اخذ منها غصنا تارة وثلاث

النصن الى الجنة" ^۴

نیاضی جنت کا ایک درخت ہے جس کی شاخیں زمین میں ٹھکی ہوئی ہیں جو ان میں

سے کسی شاخ کو کھڑے گا وہ اسے جنت میں لے جائے گی۔

۱۔ مسند الامام ابو حنیفہ والموثقہ ۴/۱۸۷ ۲۔ ایضاً ۱/۱۸۷

۳۔ المقاصد الحسنة ۱۳۱ ۴۔ تذکرۃ الائمة الصالحات ۱۳۱ ۵۔ تذکرۃ الائمة الصالحات ۱۳۱

(۱۱) "الدنيا من رحمة الآخرة" و دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

بات اگرچہ درست ہے مگر یہ روایت موضوع ہے۔

(۱۲) "انفق ما في الجيب يا نك ما في القيب"

جو تمہارے پاس ہو اسے خرچ کرو تو غیب سے تمہارے پاس آئے گا۔

یہ حدیث نہیں ہے۔

(۱۳) "التوكل على العصا من سنة الانبياء"

لاکھی پر تکیہ لگانا انبیاء کی سنت ہے۔

اس کی کوئی بنیاد نہیں یہ موضوع روایت ہے۔

(۱۴) "من اخذ لقمة من مجرى الناطط والبول فسلها ثم اكلها غفر له"

جس نے پاناز یا پیشاب کی جگہ سے لقمہ اٹھایا اور دھو کر کھالیا اس کی مغفرت ہوگی۔

(۱۵) "المصائب مفاتيح الارزاق" مصیبتیں رزق کی کنجی ہیں۔

یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

(۱۶) "ومن اسلم على يده رجل وجبت له الجنة"

جس کے ہاتھ پر کوئی مسلمان ہو اس کے لیے جنت واجب ہے۔

علامہ صفحانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

(۱۷) "احبوا العرب لثلاث لاني عربي والقرآن عربي، وكلام اهل الجنة عربي"

عربوں سے مین وجوہ سے محبت کرو کیونکہ میں عربی ہوں، قرآن عربی ہے اور اہل

جنت کی زبان عربی ہے۔

(۱۸) "الزنجي اذا شجع زني واذا جاع سرق"

نیکو رو جب آسودہ ہوگا تو زنا کرے گا، بھوکا ہوگا تو چوری کرے گا۔

۱۔ تذكرة المروضات للقنبي ۱۸۵ ۲۔ كشف النفاذ في احوال اباس ۱۱۱/۱ ۳۔ ايضاً ۱۲۱

۴۔ التاليفين ۱۱۱ ۵۔ تيز الحبيب من الجنيت ۱۹

۶۔ كشف النفاذ في احوال اباس ۲۲۱/۲ ۷۔ القاموس لندنا ۸۔ الاك المصنوع ۳۲۱

(۱۹) امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الاغنیاء باتخاذ انعم والفقراء
باتخاذ الدجاج^۱۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل داروں کو بکریاں اور ناداروں کو مرغیاں
پالنے کا حکم دیا۔

(۲۰) "من اجلال اللہ ومعرفة حقا الا تشكروا جعل لا تخشاكم مصيبتك^۲،
اللہ کی جلالت شان اور اس کے حق کی معرفت کا تقاضا ہے کہ اپنے رب کی نیک نیت
اور مصیبت کا تذکرہ نہ کرو۔

(۲۱) "الشيطان يعرجى من ابن آدم مجرى الدم فضيءوا مجارية بالجمع^۳۔
شیطان ابن آدم کے شریانوں میں خون کی طرح دوڑتا ہے تو اس کا راستہ
سجھوک کے ذریعے تنگ کرو۔

امام غزالی نے اسے حدیث سمجھ کر احیاء العلوم میں نقل کیا ہے مگر یہ حدیث نہیں بلکہ بعض مورخین کا
قول ہے۔

(۲۲) "حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وحشت کی شکایت کی تو
آپ نے کبوتر کا جوڑا پالنے اور اس کے غنغروں کرتے وقت ذکر اللہ کا حکم دیا ہے

(۲۳) "اهل الشام سوطا لله في ارضه ينتقم بهم ممن يشاء من عباده^۴۔
اہل شام زمین میں اللہ کا کوڑا ہیں اللہ ان کے ذریعہ میں بندہ سے چاہتا ہے
برالیتا ہے۔

(۲۴) "ست خصال تورث النيان اكل سور الفراء والقاء القمل في النار و هي
حبة والبول في الماء والكد وقلع القطار ومضغ العلك واكل التفاح المالح^۵۔
چھ خصلتیں نسیان پیدا کرتی ہیں، جو ہے کا جوڑا کھانا، زہرہ کشل کو آگ میں ڈالنا،
ٹھہرے پانی میں پشیاں کرنا، قطار کاٹنا، گوند چباننا اور کٹھنایب کھانا۔

۱۔ الاصل المصنوع ۲۲/۲۳ سے تذکرۃ الموضوعات المقتنی ۱۸۹ سے موضوعات کبیر ۲۵۱

۲۔ الاصل المصنوع ۲۲/۲۳ سے سلسلۃ الاماہد الضعیفۃ والموضوعات ۲۲۱ سے اللذات الفیض ۲۵۵

(۲۵) "احادیث صحیحہ العزوبۃ کلمہ باطلہ"

گنوار سے بن کی تعریف کرنے والی حدیثی روایات باطل میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سلسلہ کی روایت ثابت نہیں۔

(۲۶) "من تزیابہ یزیدہ فقطل قدمہ ہدر"

جس نے دوسرے کی شباہت اختیار کی اور مارا گیا تو اس کا خون سمان ہے۔

یہ روایت بے بنیاد ہے، اس سلسلے میں ایک واقعہ بھی جن سے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ سائب بن آیا استخا اور کسی انسان نے اُسے مار ڈالا استخا اس کے قتل کا مقدمہ جن کی عدالت میں پہنچا تو "قتل المؤمنی قبل الایذنا" کی روایت بیان کی گئی اور ایک جن نے اس کی اپنی طرف تصدیق کی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس نے خود سنا ہے، اس روایت کا کوئی حقیقت ثابت نہیں۔

(۲۷) "اذا ختم احدکم فلیقل اللهم انس وحشتی فی قبری"

جب تم میں سے کوئی سزا ختم کرے تو یہ دعا کرے "اللهم انس وحشتی فی قبری"

(اے اللہ وحشت برود کرنا)

یہ دعا بالعموم قرآن کے آخر میں لکھی ہوئی ملتی ہے مگر یہ ثابت نہیں، اس کا راوی احمد بن عبد اللہ جو بیاری ہے جو کذب میں مشہور تھا۔

(۲۸) "لولا کذب السائل ما افلح من رده"

اگر سائل جھوٹ نہ بولے تو اسے واپس کرنے والا نلاح نہ پائے گا۔

یہ روایت موضوع ہے۔

(۲۹) "شهادة المرء علی نفسه شهادتین"

آدمی کی اپنے خلاف گواہی دو گواہی کے برابر ہے۔

عبدالرحمن الشیبانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث نہیں ہے۔

۱۲۵ التذنیف ۱۲۵ تیز الطیب من النبیث ملا

۱۲۵ تذکرۃ المؤمنین ۱۲۵ التذنیف ۱۲۵ تیز الطیب من النبیث ملا

(۲۲) ”نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم کو ایک وصیت کرتا ہوں اسے تم یاد کرو، اگر تم نے اسے یاد کر لیا تو ہمیشہ عافیت میں رہو گے۔ اے علی! مومن کی تین عادتیں ہیں نماز، روزہ اور زکوٰۃ، اور مشکلفین کی تین عادتیں ہیں۔ موجودگی میں چالپوری، غائبانہ نماز میں غیبت کرے اور دوسروں کا مصیبت پر خوشی مرائی کی تین عادتیں ہیں۔ جب تہا ہو تو نماز میں سستی کرے اور لوگوں کے درمیان ہونو پابندی کرے اور یہ پسند کرے کہ ہر سال میں اس کی تعریف ہو۔ ظالم کی تین عادتیں ہیں، کمزوروں پر حاوی رہے، طاقت ور کی مصیبت کرے اور ظلم میں مدد کرے۔“

علامہ سیوطی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔

(۳۱) ”ان آدم اھبط بالہندا ومنہ السنن ان المطرقة والکلبتین واھبطت حوا بجدۃ“

آدم کو ہندوستان میں اتلا گیا اور ان کے ساتھ نہانی، سبھوڑ اور زنبورہ سٹھا اور حوا جدہ میں آٹاری گئیں۔

یہ روایت ساقط الاقبار ہے اس کا راوی ابراہیم بن سالم نساکیگر روایت میں مشہور تھا اور یہ روایت انہی مرویات میں سے ہے۔

(۳۲) ”من صانح یہودیّاً او نصرانیا فلیتوضأ وینیل یدکا“

جس نے کسی یہودی یا عیسائی سے مصافحہ کیا وہ یا تو وضو کرے یا ہاتھ دھوے۔ یہ کبھی موضوع ہے۔ اس کا راوی ابراہیم بن بانی باطل ابادین کی روایت میں مشہور تھا۔

(۳۳) جس نے شراب پیو وہ ناپاک ہو گیا اور چالیس دنوں تک اس کی نماز ناسد ہوئی اور اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو وہ کافر ہو کر مرے گا۔

اس کا راوی ابراہیم بن عبد اللہ کذاب تھا اور موضوع احادیث کی روایت کرتا تھا۔

(۳۴) "ایضا امرأة خرجت من غیر اس زوجها کانت فی سخط اللہ حتی

ترجع الی بیتها اور رضی عنها" لہ

جو عورت شوہر کے حکم کے بغیر گھر سے نکلتی ہے وہ اس وقت تک اللہ کی ندامتگی میں ہوتی ہے جب تک وہ گھر نہ لوٹے یا اس کا شوہر اس سے راضی نہ ہو جائے۔

اس حدیث کا راوی ابراہیم بن ہدیہ ہے جسے ابو حاتم وغیرہ نے کذاب کہا ہے۔

(۳۵) "اذا لقیتم المشرکین فی طریق فلا تبسوا بهم بالسلام واضطروهم الی اضیقہا"

جب راستہ میں تمہاری ملاقات مشرکین سے ہو تو ان کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو

اور ان کو تنگ راستہ پر چلنے پر مجبور کرو۔

اس کا راوی حماد بن عمرو النیسبی ہے، جزوقانی کہتے ہیں کہ وہ حدیث وضع کرنا تھا۔ بخاری نے اسے

منکر الحدیث اور نسائی نے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔

(۳۶) "حبك الشئی یحیی ویصم" لہ

تمہاری کسی چیز سے محبت انصاف اور پہا کر دیتی ہے۔

علامہ سنائی اور علامہ قزوینی نے اسے موضوع کہا ہے مگر حافظ صلاح الدین السبکی کہتے ہیں کہ یہ ضعیف موضوع نہیں ہے

(۳۷) "الوضوء علی الوضوء نوریہ"

وضو پر وضو کرنا نور ہے۔

اس کا مفہوم اگرچہ صحیح ہے مگر روایت ثابت نہیں۔ امام سنزالی نے بغیر سند

کے ذکر کر دیا ہے

(۳۸) "اذا صدقت الملعونة سقطت شرط الادب" محبت سچی ہوتی ہے تو ادب کی شرطیں ساقط ہو جاتی ہیں۔

یہ حدیث نہیں، بعض نے جنید بغدادی کا قول کہا ہے۔

لہ میزان الاعتدال ص ۲۷۱ ایضا ص ۲۸۰

لہ تذکرۃ الموضوعات للفتنی ص ۱۹۹ عن العیون شرح سنن ابوداؤد، کتب الادب

لہ المقاصد الحسنیہ ص ۲۱۲ لہ المصنوع فی احادیث الموضوع ص ۲۱۲

حوالہ جات

- | | | |
|--|------------------------------|--------------------------------------|
| ۱- ابو ابلیل والناکیر | حسین بن ابراہیم الجوزقانی | جامعہ سلفیہ بنارس ۱۳۰۴ھ |
| ۲- الاتقان فی علوم القرآن | جلال الدین السیوطی | مطبع انزہریہ مصر ۱۳۴۲ھ |
| ۳- الأمان للفرقی اخبار الوصیۃ | عبدالحی فریقی سلمی | مکتبہ ۱۳۰۴ھ |
| ۴- ایضای علوم الدین | ابو حامد محمد بن محمد انزلی | المکتبۃ التجاریۃ الکبریٰ مصر |
| ۵- اسبغیاء والنووشا فی کتب التفسیر | محمد بن ابوشہبہ | مکتبۃ السنۃ قاہرہ ۱۳۰۵ھ |
| ۶- اصح السیر | عبدالروت وانا پوری | کازخانہ خدمت کتب کراچی ۱۳۵۶ھ |
| ۷- الاغثنی بیان اسباب الاغثنان | ولی اللہ محدث الدہلوی | دارالانفاس بیروت ۱۳۹۷ھ |
| ۸- البامت الثمینیث فی اختصار علوم الحدیث | حافظ اسماعیل بن کثیر | دارالفکر بیروت |
| ۹- تاریخ الرسل و الملوک | ابوجعفر محمد بن جریر الطبری | دارالعارف مصر ۱۹۶۱ء |
| ۱۰- تاریخ القرآن | عبداللطیف رحمانی | شاہ ابراہیم اکیڈمی دہلی |
| ۱۱- تاریخ التمدن الاسلامی | جرجی زیدان | دارالہلال مصر |
| ۱۲- تہذیب السلیمن من الاماماد المنورہ | محمد بن بشیر ظافر الانزہری | مکتبۃ دارالاسراۃ مدینۃ المنورہ ۱۹۵۵ھ |
| ۱۳- تحقیق معنی السنۃ | سید سلیمان اندوی | المطبعۃ السلفیہ مصر ۱۳۷۷ھ |
| ۱۴- تدریب الراوی | جلال الدین السیوطی | دارالکتب المدنیہ مصر ۱۳۸۵ھ |
| ۱۵- تدوین حدیث | مناظر احسن کیلانی | مکتبۃ ستازی دیوبند ۱۹۸۳ء |
| ۱۶- تذکرۃ الخلفاء | ابو عبد اللہ شمس الدین انزوی | دارۃ الحدیث افغانستان حیدرآباد ۱۳۵۵ھ |
| ۱۷- تذکرۃ الموضوعات | محمد طاہر بن علی اعظمی | اوارقہ لطیفۃ النیۃ بیروت ۱۳۴۳ھ |
| ۱۸- تذکرۃ الموضوعات | محمد بن طاہر القدسی | المطبعۃ محمودیہ مصر ۱۹۲۵ء |
| ۱۹- التعلیقات علی الموضوعات | جلال الدین السیوطی | المطبعۃ السلویٰ الہندیہ ۱۳۰۳ھ |
| ۲۰- تفسیر القرآن العظیم | اسماعیل بن کثیر | مکتبۃ مصطفیٰ محمدیہ مصر ۱۹۶۹ء |

نزل کثور کلمتو	احمد بن علی بن حجر استقلانی	۲۱- تقریب التهذیب
مطبع احمدی علی گڑھ	عبد اللطیف رحمانی	۲۲- تکمیل الارشاد
مطبع نامہ مصر ۱۳۲۳ھ	عبدالرحمن بن علی الشیبانی	۲۳- تمیز الطیب من الخبیث
دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد ۱۳۲۵ھ	احمد بن علی بن حجر استقلانی	۲۴- تہذیب التہذیب
بیروت ۱۹۶۹ء	مدارک بن محمد بن شیعہ جزیری	۲۵- جامع الاصول فی احادیث الرسول
کتبہ فنیہ قاہرہ ۱۳۰۲ھ	ابو عمر یوسف بن عبدالسر	۲۶- جامع بیان العلم
اح الطابع دہلی	محمد بن اسماعیل البخاری	۲۷- الجامع الصحیح
کتب خانہ رشیدیہ دہلی	ولی اللہ محدث الدہلی	۲۸- جمعۃ الشہداء البانہ
المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۶۱ھ	محمد الصباغ	۲۹- الحدیث النبوی
نمونة المصنفین دہلی ۱۹۸۰ء	محمد تقی امینی	۳۰- حدیث کا درجہ و سلسلہ
جامعہ سلفیہ بنارس ۱۳۰۳ھ	منیار الرحمن انصاری	۳۱- دراستہ فی الجرح والتعدیل
دائرة المعارف النظامیہ حیدرآباد ۱۳۲۵ھ	ابو نعیم احمد بن عبدالشہر الاحمہانی	۳۲- دلائل النبوة
مطبوعہ مصطفیٰ مصر ۱۳۵۹ھ	ابو القاسم عبدالکریم القشیری	۳۳- رسالہ شیعہ
مطبع الشہداء الحسینیہ قاہرہ	محمد الدین ابو زکریا النوری	۳۴- ریاض الصالحین
المکتب الاسلامی بیروت ۱۳۹۸ھ	محمد نام الدین البانی	۳۵- سلسلہ الامام انصاریہ والوضو اول
المکتب الاسلامی ریاض ۱۳۹۹ھ	"	۳۶- " دوم
۱۹۸۵ء	"	۳۷- " چہارم
مطبع مہدیہ کراچی	سلیمان بن اشعث ابوداؤد	۳۸- السنن
احمد الطابع کلمتو	ابو عبداللہ ابن ماجہ القزوینی	۳۹- السنن
کتب خانہ رشیدیہ دہلی	محمد بن یحییٰ الترمذی	۴۰- السنن
مطبع نظامی کان پور	عبداللہ بن عبد الرحمن الدری	۴۱- السنن
مطبع مجتہبانی دہلی	احمد بن شیبہ السامی	۴۲- السنن
کتبہ دارالوجہ قاہرہ ۱۳۸۵ھ	مصطفیٰ السامی	۴۳- السنن و کلماتہ فی التشریح الاسلامی

۳۴ - سنت کی آئینی حیثیت	سید ابوالاعلیٰ ممدودی	اسلامک پبلیکیشنز احمد آباد ۱۹۵۶ء
۳۵ - اشفا تبرین حقوق الصطفیٰ	قاسم میاض بن سوری الہری	خاروقی کتب خانہ نمان
۳۶ - شرح سفر السعادة	عبدالحق محدث الدہلوی	افضل المطابع کلکتہ ۱۳۵۲ء
۳۷ - البصیح	مسلم بن حجاج البیضاہری	اصح المطابع دہلی
۳۸ - طبقات الشافعیہ الکبریٰ	تاج الدین السبکی	المطبعة المسینہ مصر (طبع اول)
۳۹ - ملل مدین	عبدالرحمان الرازی	المطبعة السلفیہ قاہرہ ۱۳۲۳ء
۵۰ - علوم الہدیٰ ومصطلح	سیدی الصالح	المطبعة الجبارہ دمشق ۱۳۷۹ء
۵۱ - عثمان ذی النورینؓ	سید احمد اکبر آبادی	ندوۃ المصنفین دہلی
۵۲ - فتح ابلہی	احمد بن علی بن حجر العسقلانی	المطبعة الکبریٰ المیزینہ مصر ۱۳۰۸ء
۵۳ - فتح الملہم	شہیر احمد عثمانی	ادارہ شرکت طبریز بوند
۵۴ - تہذیب ذی النورین	تقی الدین ابن تیمیہ	ریاض شامہ
۵۵ - تہذیب نصاب (فضائل اعمال)	محمد زکریا کاندھلوی	ادارہ اشاعت و بیانیہ دہلی
۵۶ - فوائد الغرود	ایحیٰ بن ملا سنجری	نزل کشور کھنور
۵۷ - قازن الموضوعات	محمد طاہر بن علی التتقی	ادارہ المطابع المیزینہ مصر ۱۳۲۲ء
۵۸ - قواعد التدریس	محمد جمال الدین القاسمی	دار احیاء الکتاب العربیہ مصر ۱۳۸۸ء
۵۹ - کتاب الامداد	عبد الشہین سالم البندی	مآثرۃ الملک الانطاکیہ حیدرآباد ۱۳۲۵ء
۶۰ - کتاب کفایہ فی علم الہدایہ	ابوبکر احمد بن علی الطیب البیہقی	مآثرۃ الملک انطاکیہ حیدرآباد ۱۳۹۰ء
۶۱ - اکشاف عن حقائق التنزیل	جلال الدین محمد بن عمر بن عقیلی	مطبع طبرستان کلکتہ ۱۲۷۶ء
۶۲ - کشف الخفا و زل الالباس	اسامیل بن محمد العسقلانی	احیاء التراث العربیہ بیروت ۱۳۵۱ء
۶۳ - کشف الظنون	مصطفیٰ بن راشد راجی خلیفہ، المطبوعہ اسلامیہ طبران ۱۳۸۷ء	۱۳۵۲ء
۶۴ - کفر السعالم	علاء الدین علی التتقی	مآثرۃ الملک انطاکیہ حیدرآباد ۱۳۷۶ء
۶۵ - الآلی الصنوع فی حادثہ الخوارج	جلال الدین السیوطی	المطبعة الادبیہ مصر ۱۳۱۷ء

احمد بن علي بن جبر المستطاي	٦٤ - لسان اليزيد
دارة المعارف للطباعة جديدار ١٣٢٩	٦٨ - شتوي مولوي سنوي
جلال الدين دوي	٤٩ - محمود الوثائق السياسية
سبب رجب كتاب محمد دوي	٥٠ - مختصر خلاصة للطيب
بيروت ١٩٦٩	٤١ - للسند
عبدالله	٤٢ - مشكلة الصايح
علاء طيب	٤٣ - المختصر في احاديث الرضوخ
احمد بن جنبل	٤٤ - حرفة علوم الحديث
محمد بن عبد الله طيب التبريزي	٤٥ - المنى من حفظ الكتاب
كتب خازن شيد دوي	٤٦ - فتاح السنة
مطبع محمدى لاهور	٤٧ - القامد السنة
محمد بن عبد الله حافظ انيشا بدي	٤٨ - مقدمه علوم الحديث
مطبع دار الكتب المصرية ١٣٩٤	٤٩ - انوار النيف
عمر بن برد الويل	٥٠ - منهاج السنة النبوية
الطبعة السلفية مصر ١٣٢٢	٥١ - موضوعات كبير
الطبعة الثانية مصر ١٩٢١	٥٢ - المطالع مع تزيين الولاك
عبد العزيز الخولي	٥٣ - ميزان الاعتدال في نقد الرجال
محمد بن عبدالرحمان السنهاري	٥٤ - نزعة النظر في نخبه الفكر
مطبع طوى الهند ١٣٠٣	٥٥ - نخب البلاغه (شرح)
مطبع دار الكتب مصر ١٩٤٣	٥٦ - هاتيه
ابن صلاح	
ابن تيم الجوزية	
كتب المطبوعه الاسلاميه حلب ١٩٥٠	
تقي الدين ابن تيميه	
مكتبة الرياض الحديثه رياض	
علاء طيب	
مكتبة الرياض الحديثه ١٣٥٩	
عبدالله بن انس	
المطبعة العامرة مصر ١٣٥٩	
شمس الدين محمد بن احمد الزبي	
المطبعة السادة مصر ١٣٢٥	
احمد بن علي بن جبر المستطاي	
مطبع مجتبى دوي ١٩٠٢	
ابن ابى الحديد	
دار احيا الكتب العربية ١٣٤٩	
برهان الدين المرعشي	
مطبع مجتبى دوي	

Gold Zihar, Muslim Studies, Vol. II, London, 1971. - ٨٤

H. M. Balyuzi, Mohammed and the Course of Islam, Oxford, Edition Ist. - ٨٨

M. M. Azmi, Studies in early Hadith Literature, Beirut, 1968. - ٨٩